

۱۳۴

۱۳۴۱

امام ابو حنیفہ

عینی

اعظم شہید پریس چارمینار حیدر آباد دکن

اپنے محترم دوست نواجہ فظیلین جنگ بہادر
کے نام نامی سے اسکو معنون کیا ہے۔ فقط
————— (یعنی) —————

۱۳۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۶۸۶۲۷

نام نعمان بن ثابت۔

کنیت ابو حنیفہ۔

لقب امام اعظم۔

ولادت بمقام کوثر۔ ۸۰ھ

حلیہ امام صاحب کو خدا نے سیرت کے ساتھ صورت بھی دی تھی۔ قد میانہ۔

صورت پاکیزہ۔ قامت موزوں۔ بدن چہرہ ا۔ ڈیل ڈول سجیلا۔ پیشانی اونچی۔

کتبانی چہرہ۔ آنکھیں سیلی۔ کشادہ سینہ۔ پہن وارپی۔ دراز زلفیں۔ آواز صاف

ستہری۔ گفتگو متین اور شیریں۔ وجاہت فطری تھی۔

خطیب نے تاریخ میں اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ سے روایت کی کہ

میں اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان زوطی ہوں۔ ہم عجمی الاصل ہیں میرے

دادا ابو حنیفہ نعمان ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ زوطی امیر المؤمنین علی علیہ السلام

سے ملے تھے اور اپنے فرزند ثابت کو خدمت جناب ولایت ماب میں حاضر

کیا۔ حضرت نے دعائیں دیں اور فرمایا اس کا ایک لڑکا جید عالم ہوگا۔ زوطی تادم

زیت خدمت جناب امیر المؤمنین میں رہے۔ یکدن یہ تقریب نوروز بارگاہ امام

میں فالودہ حاضر کیا۔ حضرت نے پوچھا یہ کیا چیز ہے فرمایا یہ فالودہ ہے اور آج

نوروز ہے فرمایا۔ نوروز ناکل یوم ابو حنیفہ دعا کے جناب امیر علیہ السلام کا گیارہویں

آپ ہی کی دعائے کی امام صاحب اتنے بڑے عالم اور مجتہد ہوئے۔

فضائل امام ابو حنیفہ کے مناقب میں بعض محدثین مثل خوارزمی، خطیب بغدادی، خرمطی، دہلوی، صمیری، اور ابو العلاء واسطی وغیرہم نے باسناد متصل روایت کی ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آنے والی ہستی یعنی امام ابو حنیفہ کی نسبت پیش گوئی فرمائی ہے۔ اگرچہ بعض مشددین اہل حدیث نے اس کا سرے سے انکار کر دیا ہے مگر کوئی وجہ انکار معقول نہ ہو سکی وجہ سے انکے انکار کے باوجود اکثر محدثین نے ان روایتوں کو ثابت تسلیم کر لیا اور بعضوں میں ضعف رواۃ کے باوجود بطلان روایت کی اونہیں ہمت نہ ہوئی۔ چونکہ بڑے بڑے ائمہ فن نے انہیں ثابت تسلیم کر لیا ہے لہذا ہم یہی عیاں اونکی نقل کر دیتے ہیں۔ انہیں ثابت ماننا اون محدثین کا کام ہے جو انہیں ثابت مانتے ہیں اور انہیں موضوع کہنا اون مشددین کو مبارک جو ایسا کہہ گئے ہیں۔ ہم صرف ناقل ہیں اس سے سروکار نہیں۔

۱۔ خوارزمی باسناد متصل حضرت ابو ہریرہ سے راوی ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا

کہ میری امت میں ابو حنیفہ نام ایک شخص ہوگا جو میری امت کا چراغ ہوگا۔

۲۔ خوارزمی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی کہ آنحضرت نے فرمایا میری

امت میں نمان نام ایک شخص ہوگا جسکی کنیت ابو حنیفہ رکھی وہ میری امت کا چراغ ہے وہ میری امت کا چراغ ہے۔ وہ میری امت کا چراغ ہے۔

۳۔ خطیب نے مایخی میں اور خوارزمی نے مناقب میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت

کی کہ آنحضرت نے فرمایا میری امت میں ایک شخص نمان نام ہوگا جو سر لاج امت ہے۔

۴۔ خطیب نے خوارزمی باسناد متصل حضرت انس سے ناقل ہیں کہ آنحضرت فرماتے

تھے میرے بعد ایک شخص نمان نام عرف ابو حنیفہ پیدا ہوگا اسکے ہاتھوں خدا کا دین اور

میری سنت زندہ ہوگی۔

۵۔ خلیب تاریخ میں باسناد جید حضرت انس سے راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا میری امت میں نمان نام ابو حنیفہ کنیت والا ایک شخص ہوگا جو خدا کے دین کو اور میری سنت کو زندہ کرے گا۔

۶۔ خوارزمی باسناد متصل حضرت ابن عمر سے راوی ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا میرے بعد ابو حنیفہ نام ایک شخص ہوگا جسکے ہاتھوں میری سنت زندہ ہوگی۔

۷۔ خوارزمی عبداللہ بن مبارک سے ناقل ہیں ابن ہبیب نے حدیث کہی کہ حضور نے فرمایا ہر قرن میں سابقین ہوں گے اور ابو حنیفہ اپنے قرن کا سابق ہوگا۔

۸۔ خوارزمی حضرت انس سے راوی ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا ابو حنیفہ نامی امت میں ایک شخص ہوگا وہ میری امت میں بہترین شخص ہوگا۔

۹۔ خوارزمی باسناد متصل حضرت انس سے ناقل ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا نمان نام ایک شخص معی سنت اور ماحی بدعت ہمارے بعد پیدا ہوگا۔

۱۰۔ خوارزمی حضرت انس سے راوی ہیں کہ آنحضرت فرماتے تھے میرے بعد ابو حنیفہ نام ایک شخص میرے دین کی تجدید کرے گا۔

۱۱۔ خوارزمی نے کہا ہم سے حدیث کہی محمد بن اسحاق راجی نے اونے ابو حنیفہ عمر

بن احمد کو ایسی نے اونے محمد بن حنفیہ نے اونے ابو محمد حسن نے اونے عبد الحمید بن محمد طوفانی نے

اونے اونکے باپ نے اونے یونس بن طاہر نے اونے احمد بن محمد واطحان نے اونے محمد بن نصیر

وراق نے اونے ابو عبداللہ مامون نے اونے احمد بن علی خفی نے اونے فضل بن موسیٰ نے اونے

محمد بن عمرو نے ابی سلمہ نے اونے ابو ہریرہ نے کہ آنحضرت نے فرمایا میری امت میں ابو حنیفہ نام

ایک شخص ہوگا جو قیامت کے دن سراج امت ہوگا۔ (عیسا مقدسی نے مختارات میں اس حدیث کے بعد لکھا ہے کہ ابو حنیفہ سے تعصب کی بنا پر ابن جوزی نے اس حدیث کو موقوف کہا حالانکہ یہ حدیث اکیس طریقوں سے مروی اور ثابت ہے)

۱۲۔ بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہ سے۔ طبرانی قیس بن سعد بن حبادہ اور ابن مسعود سے۔ اور ابو نعیم و سیوطی ابو ہریرہ سے راوی ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا اگر ثریا پر بھی علم ہوتا تو بھی ایک عجی اوس کو لے لیتا۔

کتاب مناقب ابو حنیفہ میں اور مسانید امام کے اٹھارویں صفحہ تک خوارزمی نے ان گیارہ احادیث کے اسناد نقل کئے ہیں اور انہیں ثابت کیا ہے ہمارے عند یہیں امام صاحب کا بلان نبوت سراج امت ہونا اور سنت نبوی کو زندہ کرنا واقعات مابعد سے جب مسلم ہے تو ان حدیثوں کی صحت میں خصوصاً ضیاء مقدسی کی تصحیح کے بعد کوئی تردد نہیں ہو سکتا۔

ابو حنیفہ ملت بیضا کے روشن چراغ۔ علوم شرعیہ کے میخا۔ حدیث کے نقاد فقہ کے موجد۔ مجتہدوں کے استاد۔ محدثوں کے امام۔ عارفوں کے شیخ زاہدوں کے رہنما۔ ورع و تقویٰ میں اپنی آپ نظیر۔ مجاہد ہیں حکیم النظر۔ ناسخ و منسوخ کے بڑے ماہر۔ سنت پیغمبر کے شناور۔ ستر ہزار احادیث کے راوی اور ڈھائی لاکھ مسائل کے مدقن تھے۔ جب تو آنحضرت نے انہیں سراج امت فرمایا اور یہ اسکے یقیناً اہل ثابت ہوئے۔

ان دنوں عبدالملک ابن مروان حکمراں تھا اسکی وفات ۱۶۱ھ میں ہوئی اسکے بعد ولید تخت نشین ہوا اسکی وفات ۱۷۱ھ میں ہوئی تو اسکا بہائی حکومت

بہیمان بن عبد الملک بادشاہ ہوا یہ عابد زاہد اور خدا ترس تھا اسکی وفات ۹۶ھ میں
 حضرت عمر ابن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے آپ نے فدک کو مروانیوں سے نکال کر امام باقر علیہ السلام
 کے حوالہ کیا اور ساہا سال کی بدگوئی کو جو جناب امیر علیہ السلام کی جناب میں کی جاتی تھی حکماً
 بند کروایا۔ انکی وفات پر یزید بن عبد الملک پھر شام بن عبد الملک تخت نشین ہوا اور ۱۲۰ھ
 سے ۱۲۹ھ تک ولید بن یزید۔ یزید ناقص ابراہیم بن ولید اور مروان المہار ایک کے
 بعد ایک بادشاہ ہوئے اور ۱۳۰ھ میں اموی سلطنت کی جگہ عباسی حکومت کی بنا پڑی
 ابو العباس سفاح پہلا عباسی بادشاہ ہوا انکے بعد ۱۳۶ھ میں انکا بہائی منصور تخت نشین ہوا
 ۱۴۶ھ میں بغداد کو دار السلطنت قرار دیا اور اجلہ محدثین فقہاء و مفسرین کو بغداد بلایا اور
 یہیں ٹھہرایا جنہیں امام ابو حنیفہ بھی تھے۔ منصور کو حضرت زید بن امام زین العابدین سے
 شکایت تھی اور ابو حنیفہ زید کے طرفدار تھے لہذا منصور ابو حنیفہ کا بھی دشمن ہو گیا۔ یکن
 آپ کو عہدہ قضا پیش کیا۔ انکار پر قید کر دیا اور تازیت روزانہ انسی کوڑے آپ کے
 جسم پر لگائے جاتے تھے اسی حالت زار میں بحالت قید ۱۵۰ھ میں ابو حنیفہ واصل
 بحق ہو گئے۔

صحابہ | ۱۰۰ھ سے ۱۱۰ھ تک ذیل کے اصحاب رسول اللہ بقید حیات تھے
 ۱۱۱ عبد اللہ بن جعفر بن ابیطالب متوفی ۱۱۰ھ (۲) طارق بن شہاب بھی
 متوفی ۱۱۳ھ (۳) وائلہ بن اسقع متوفی ۱۱۵ھ (۴) قبیسہ بن ذؤب خزاعی متوفی
 ۱۱۵ھ (۵) عمرو بن حویث مخزومی امیر کوفہ متوفی ۱۱۵ھ (۶) بسر بن ارطاة حامری
 متوفی ۱۱۶ھ (۷) صدی بن عجلان ابو امامہ باہلی متوفی ۱۱۶ھ (۸) عبد اللہ بن ابی اوفی
 متوفی ۱۱۷ھ (۹) مقدم بن معدی کرب متوفی ۱۱۷ھ (۱۰) سہل بن سعد ماضی متوفی ۱۱۷ھ

(۱۱) عبد اللہ بن عارث متوفی ۸۸ھ ۱۲، انس بن مالک کعبی متوفی ۸۸ھ ۱۳، عبد اللہ بن ثعلبہ متوفی ۸۹ھ ۱۴، عقبہ متوفی ۸۹ھ ۱۵، سائب بن خلاد متوفی ۹۱ھ ۱۶، مالک بن اوس متوفی ۹۲ھ ۱۷، انس بن مالک انصاری خزرجی متوفی ۹۳ھ ۱۸، سائب بن یزید کنذی ۹۴ھ ۱۹، مالک بن حویرث لثمی متوفی ۹۴ھ ۲۰، عبد اللہ بن انیس محضی متوفی ۹۵ھ ۲۱، عبد اللہ بن عارث بن جزار متوفی ۹۶ھ ۲۲، عبد اللہ بن بسر مازنی متوفی ۹۶ھ ۲۳، عمر بن سلمہ بن قیس جری ۹۶ھ ۲۴، محمود بن لبید اوسی ۹۶ھ ۲۵، محمود بن ربیع خزرجی متوفی ۹۹ھ ۲۶، عبد اللہ بن عارث ہاشمی امیر بصرہ متوفی ۹۹ھ ۲۷، عائشہ بنت خمر ۹۹ھ ۲۸، اسعد بن سہل بن ضیف ابو امامہ انصاری متوفی ۱۰۰ھ ۲۹، سائب بن ابی لبابہ متوفی ۱۰۲ھ ۳۰، ابو الطفیل عامر بن واثلہ متوفی ۱۰۳ھ ۳۱، آخرین صحابی تھے جو سب میں آخر فوت ہوئے۔

روایت صحابہ | امام صاحب کتب میں سالہ ہوئے تک جملہ میں صحابہ بقید حیات تھے جن میں ۹ صحابہ کوفہ کے رہنے والے تھے (۱) امیر کوفہ عمر بن حویرث متوفی ۸۵ھ

(۲) عبد اللہ بن ابی اوفی متوفی ۸۷ھ (۳) سہل بن سعد متوفی ۸۷ھ (۴) عبد اللہ بن عارث زبیدی متوفی ۸۸ھ (۵) عبد اللہ بن ثعلبہ متوفی ۸۹ھ (۶) ابوسعید بن عبد اللہ بن مسعود متوفی ۸۹ھ (۷) عقبہ بن عبد المطلب متوفی ۸۹ھ (۸) عبد اللہ بن انیس متوفی ۹۵ھ (۹) اسعد بن سہل بن ضیف ابو امامہ متوفی ۱۰۰ھ رضی اللہ عنہم۔

شہر بصرہ میں ۹ صحابہ زندہ تھے (۱) طارق بن شہاب ابو عبد اللہ کعبی متوفی ۸۳ھ (۲) انس بن مالک کعبی متوفی ۸۸ھ (۳) انس بن مالک انصاری متوفی ۹۳ھ (۴) مالک بن حویرث ۹۴ھ (۵) عمر بن سلمہ جری متوفی ۹۶ھ (۶) عبد اللہ بن عارث بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب ۹۶ھ

د، عائشہ بنت عمرؓ ۹۹ھ ۸، سائب بن ابی لبابہ متوفی ۱۰۲ھ ۹، واثلہ بن اسقع متوفی ۸۵ھ۔

مدینہ منورہ میں ۷ صحابہ بقید حیات تھے۔ (۱) قبیسہ بن ذؤب متوفی ۸۵ھ
 (۲) سائب بن خالد متوفی ۹۱ھ (۳) مالک بن اوس ۹۲ھ (۴) سائب بن یزید کنزی
 متوفی ۹۴ھ (۵) عبداللہ بن حارث بن جزار متوفی ۹۶ھ (۶) محمود بن لبید ۹۶ھ
 (۷) محمود بن زینج ۹۹ھ۔

شام میں کوئی ۴ صحابہ موجود تھے (۱) بُسر بن ارطاة متوفی ۹۶ھ (۲) ابوامامہ بلی
 ۸۶ھ (۳) مقدام بن معدی کرب متوفی ۸۷ھ (۴) عبداللہ بن بُسر متوفی ۹۶ھ۔
 مکہ منظمہ میں خاتم الصحابہ ابوالطفیل عامر بن واثلہ لشی نے ۱۱۱ھ میں بقول مسلم انتقال
 فرمایا۔

یہ مسلمہ ہے کہ امام صاحب نے کوفہ اور بصرہ والے صحابہ عمرو بن حرث - ابن
 ابی اوفی - سہل بن سعد - عبداللہ بن حارث - عبداللہ بن ثعلبہ - وابصہ بن جبر - عبداللہ
 بن اُمیس - اسعد بن سہل - واثلہ بن اسقع - انس بن مالک کعبی - مالک بن حویرث - عمرو
 بن مسلمہ - عائشہ بنت عمر - سائب بن ابی لبابہ - عبداللہ بن حارث مطہلی امیر بصرہ اور
 انس بن مالک اضاری خادم رسول اللہ کو اپنی آنکھوں سے یقیناً دیکھا تھا۔

امام صاحب نے ستر سال کی عمر پائی تھی اور ستر سال میں ۵۵ حج فرمائے اور پہلا
 حج ۹۴ھ میں بمرچودہ سالگی ادا فرمایا اس ۹۴ھ میں حضرت ابوالطفیل مکہ میں اور سائب
 بن یزید و عبداللہ بن حارث بن جزار و محمود بن لبید و محمود بن زینج مدینہ میں موجود تھے کیونکہ ان
 بزرگوں کا اس کے دو تین سال بعد انتقال ہوا ہے۔ لہذا امام صاحب کا ایام حج و زیارت

ان بزرگواروں سے منقطع ہے۔ مگر اہل روایت جو اکثر ابو حنیفہ کے مخالف ہیں وہ اس ملاقات اور روایت و روایت کے اس لئے قائل نہیں کہ ابو حنیفہ کا مرتبہ کہیں اور بڑھ نہ جائے۔ مگر جو خدا رکھے اور کو کون چکے۔ بعض وقت انہیں حضرت کے زبان و قلم سے ایسی باتیں مل گئی ہیں جن سے امام صاحب کا تابعی ہونا اور جماعت صحابہ سے ملنا پایا جاتا ہے (۱) ابن حجر کی شافعی خیرات الحسان میں ناقل ہیں کہ امام ابو حنیفہ کا حضرت انس کو دیکھنا قطعی ہے چنانچہ حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے حضرت انس کو دیکھا ہے اور دوسری جگہ تو کہتے ہیں ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ دیکھا حضرت انس کا سرخ خضاب کرنا ابو حنیفہ سے ہی معلوم ہوا۔

(۲) ابن سعد طبقات میں سیف بن جابر سے راوی ہیں کہ خود ابو حنیفہ مجھ سے کہتے تھے میں نے حضرت انس کو دیکھا اونکی داڑھی خضاب سے سرخ تھی ذہبی اس روایت کی صحت کے قائل ہیں۔

(۳) خطیب بغدادی نے تاریخ میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ نے انس کو دیکھا اور اصل تابعین عطاء بن ابی رباح کی و ابو اسحاق سبی و محارب و ہشیم و قیس و محمد بن منکدر و نافع و ہشام و یزید فقیر و سماک و علقمہ و عطیہ عوفی و غیر ہم سے حدیث کی سماعت کی ہے۔ (۴) ذہبی نے تذکرہ حفاظ میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ نے حضرت انس کو متعدد مرتبہ دیکھا ہے جبکہ انس کو نہ آیا کرتے تھے غالباً ذہبی کو یاد نہ رہا کہ خود ابو حنیفہ میوں مرتبہ بھرہ جایا آیا کرتے تھے،

(۵) نووی تہذیب الاسما میں کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ کے وقت چار صحابہ کو ذہبی موجود تھے۔ پھر تو امام صاحب کا انہیں نہ دیکھنا تعجب ہے۔

(۶) ابن جوزی صلی اللہ علیہ وسلم میں باب کفالت کے تحت دارقطنی کا یہ قیاس نقل کرتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے اپنے زمانہ کے کسی صحابی سے کوئی حدیث سنی نہیں البتہ حضرت انس کو آنکھوں سے دیکھ لیا ہے (تعبیب کا خدا بھلا کرے۔ ہم عصر اور اہل شہر صحابہ کا یہ دیکھنا ہی تعجب خیز تھا اس پر طرہ یہ کہ انس کا دیکھنا تو ثابت مگر ان سے علیک سلیم بھی نہ کرنا فریضہ خیر ہے۔ یہ دارقطنی کا اندھا تعصب نہیں تو اور کیا ہے)

ان متعصب اہل روایت کی زہر افشانیوں کے باوجود امام صاحب کی رویت و رواۃ از صحابہ ثابت ہے۔

(۱) خوارزمی نے باسناد جید ہلال بن ملاء سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے خود ابو حنیفہ سے روایت کی ہے میں نے سات صحابہ رسولؐ سے ملاقات کی اور ہر ایک سے حدیث کی سماعت کی ہے (مناقب ابو حنیفہ از خوارزمی)

(۲) امام ابو یوسف ابو حنیفہ سے ناقل ہیں وہ کہا کرتے تھے میں نے حضرت انس کو بحالت نماز مسجد میں دیکھا۔

(۳) ابن خلکان دیباچہ تاریخ میں لکھتے ہیں کہ باسناد ثقات ثابت ہے کہ ابو حنیفہ کی چار صحابیوں سے ملاقات ہوئی۔

(۴) یافعی نے مرآۃ الجنان میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ کا چار صحابہ سے ملنا ثابت ہے۔

(۵) ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے ایک جماعت صحابہ کو دیکھا ہے اور اسی لئے آپکا شمار تابعین میں ہے۔

(۶) ابن حجر کی شافعی شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ ابو حنیفہ کے وقت آئمہ صحابہ بقید

حیات تھے جنہیں حضرت انس۔ ابن ابی اوفی۔ سہل بن سعد اور ابو الطفیل کو تو دیکھنا یقینی ہے۔

(۷) ابو الحسن شافعی تلمیذ سیوطی محدث و اجماع میں لکھتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے ایک جماعت صحابہ کو دیکھا ہے اور بایں وجہ آپ اپنے زمانے کے بہترین شخص ہیں۔

(۸) ابو عبد اللہ مدنی و عبد الکریم سمعانی و فضل بن سہیل حلبی اپنے اپنے اسانید سے ابو نعیم فضل بن عمر و معروف بن دکن سے راوی لائیں کہ کوفہ میں بوقت ابو حنیفہ چار صحابہ موجود تھے۔

روایت از صحابہ | (۹) سیوطی نے تمبیض الصنفین میں لکھا ہے کہ عبد الکریم مہربی شافعی نے ایک کتاب ہی لکھی ہے جس میں مرویات ابو حنیفہ از صحابہ کو جمع کر کے آپ کی روایت عن اصحابہ کا عقلی و نقلی ثبوت دیا ہے۔

(۱۰) ابن حجر مکی نے خیرات الحسان میں ابو حنیفہ کی سماعت از عبد اللہ بن ابی اونی کافی طور پر ثابت کی ہے۔

(۱۱) سہمی - ابو منصور دہلی - برہان غزنوی نے ثابت کیا ہے کہ ابو حنیفہ کو عبد اللہ بن امیس سے سماع حاصل تھا۔

(۱۲) موفق خوارزمی - ابن بزار کردری باسانید متصل ابو داؤد و طیالسی سے ناقل ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے عبد اللہ بن امیس کو دیکھا اور اسے سنا اور روایت کی ہے۔

(۱۳) ابن حجر مکی خیرات الحسان میں ناقل ہیں کہ ابو حنیفہ نے حضرت انس سے تین حدیثیں روایت کی ہیں۔

(۱۴) صدر الامم خلیب خوارزم موفق خوارزمی کا دعویٰ ہے کہ اخاف اس کے قائل ہیں کہ صحابہ سے ابو حنیفہ نے تقریباً آٹھ حدیثیں سنیں اور روایت کی ہیں۔

(۱۵) ابن حجر خیرات الحسان میں کہتے ہیں کہ ابن امہ حدیث نے ابو حنیفہ کے مناقب

کہے ہیں انہوں نے ابو حنیفہ کی روایت من الصحابہ کو بڑے شد و مد سے ثابت کیا ہے کہ ابو حنیفہ نے حضرت انس سے اور عمرو بن حریش سے ہی روایت کی ہے مگر سنین کہتے ہیں کہ عمرو بن حریش کے انتقال کے وقت ابو حنیفہ صرف ۶ سال کے تھے مگر میں کہتا ہوں کہ محدثین کا اس پر اجماع ہے کہ پانچ سالہ صغیر بھی اگر تمیز کر سکتا ہے تو قابل روایت ہے اور اس کا سماع صحیح ہے چنانچہ امام حسن امام حسین علیہما السلام محمود بن لبید اور محمود بن ربیع جو بوقت وفات رسالت اب چار پانچ سالہ تھے محدثین کے پاس قابل روایت اور قابل سماعت ثابت ہو چکے ہیں۔ ابن حجر کہتے ہیں ابو حنیفہ نے عبد اللہ بن ابی اونی سے ہی تو حدیث متواتر من بنی مسجد اہل بدیعی اور روایت کی ہے جس کی وجہ سے بعض محدثین دبی زبان سے مانتے ہیں کہ شاید ابو حنیفہ کو عبد اللہ بن ابی اونی سے سماع ہو تو تعجب نہیں۔ مگر میں باہزم کہتا ہوں کہ نہ صرف عبد اللہ سے بلکہ وائل سے ہی ابو حنیفہ نے سماعت کی ہے۔

(۸) ابن بزار کروری کہتے ہیں منکرین ابو حنیفہ کی روایت و روایت من الصحابہ میں شبہات پیدا کرتے آئے ہیں مگر تلامذہ امام صاحب دونوں باتیں ثابت کرتے رہے ہیں۔ باہر والے ناواقف ہی ہوتے ہیں اور منکر سے شاکر ہی اولیٰ ہے فالعثبت العدل العالم اولیٰ من النافی المنکر۔ اصحاب ابو حنیفہ نے تو آپ کے پچاس مرویات از صحابہ لکھ دیئے ہیں۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے کفی النعمان فخرًا مارواہ من الانباء عن غیر النعمان بلکہ خود امام صاحب نے ہی کہہ دیا ہے خدا و رسول کے احکام سرائے انہوں۔ ہم نے جو صحابہ سے اپنے کانوں سنا اس پر ہمارا یقین ہے۔ تابعین سے جو سنا ہے ہم کو کو لیں گے یا نہیں گے کیونکہ وہ بھی ہم جیسے انسان ہی ہیں۔

۹) علامہ مینشی شریع ہدایہ میں امام صاحب کے سماع از صحابہ کا خلافت ثابت دیا ہے مگر نئے تلمیذ قاسم کو اسکا انکار تھا جس کا جواب علامہ نے لکھا ہے بہر حال ثبت عادل نافی منکر سے بہتر ہے۔

۱۰) سیوطی جامع الاصول میں لکھتے ہیں کہ اہل روایت ابو حنیفہ کی روایت از صحابہ کے قائل نہیں مگر اصحاب ابو حنیفہ روایت و روایت کا ثبوت دیر ہے۔ اہل روایت کا دعویٰ قیاسات پر مبنی اور ناقابل قبول ہے۔ اصحاب ابو حنیفہ کا کہنا بدل موصول اور قابل تسلیم ہے۔ کیونکہ حالات ابو حنیفہ سے بھی لوگ زیادہ واقف ہیں دعوۃ الجہان فی فضل ابو حنیفہ علی القاری طبقات حنفیہ میں لکھتے ہیں کہ ابو حنیفہ کا بعض صحابہ کو دیکھنا ثابت ہے البتہ صحابہ سے آپ کی روایت میں اختلاف ہے اور جیسا کہ میں نے مسند ابو حنیفہ میں لکھا ہے روایت من اصحابہ آپ کی ثابت ہے اور اسی وجہ سے آپ اعلام تابعین میں شمار کئے گئے ہیں۔

۱۱) شیخ عبدالحق دہلوی سفر السعادت کی شرح میں لکھتے ہیں :- در واقع از حنا عقل دوری نماید کہ صحابہ در روزگار وے باشند و وے قصد ملاقات ایشان نکنند و ایشان را در نیابد بآنکہ وجود قدوم او دریں بلاد کہ ایشان بودند ثابت است و مدت نسبت سال زندگانی کردہ چہ وجود صحابہ تا آخر صدی اوئے بہ صحت رسیدہ است مانا کہ حق اصحاب امام ابو حنیفہ است کہ گویند وے جماعہ از صحابہ را دریافتہ و از ایشان روایت کردہ است۔

۱۲) امام سیوطی فی فضل ابو حنیفہ میں لکھتے ہیں کہ ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ امام صاحب کے روایات من اصحابہ جو ہم تک پہنچے ہیں انکے راویان مابعد میں ضعیف ہو تو ہو لیکن

امام صاحب کی روایت عن الصحابہ کا بطلان ناممکن ہے۔

(۱۴) صاحبِ سننۃ المفتی کا قول ہے کہ سات صحابیوں سے امام صاحب کا حدیث سننا پایہ صحت کو پہنچ چکا ہے۔

(۱۵) حافظ کبیر امام جہاںپانا دجید روایت کرتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے درمیان ۹۱۰ء اور ۹۲۰ء کے بعمر ہی میں کئی مرتبہ حضرت انسؓ سے ملاقات کی اور کئی حدیثیں (جو ابھر)

(۱۶) ضیاء معنوی میں مرقوم ہے کہ ابو حنیفہ نے بیس صحابیوں کو دیکھا ہے۔

(۱۷) شمس الدین سخاوی لکھتے ہیں امام مالک کے ثنایات کا اور ابو حنیفہ کے

وحدانیات کا انکار ہو نہیں سکتا اگرچہ انہیں انتہا کا ضعف بھی ہو۔ (ثنایات کے معنی روایات از تابعین کے اور وحدانیات کے معنی روایت از صحابہ کے ہیں)

(۱۸) علامہ مقرئ شافعی نے تو امام صاحب کی روایت از صحابہ کی جداگانہ

کتاب لکھی ہے اور اپنے اسناد متصلہ سے روایت کی ہے کہ ابو حنیفہ کہتے تھے کہ میں

نے سات صحابہ رسول حضرت انسؓ عبد اللہ بن حارث بن جز، و عبد اللہ بن ابی اونی

و عبد اللہ بن انس و وائلہ و متعل و عائشہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی ہے اور اپنے

سنا ہے۔

(۱۹) خطیب خوارزم موفق خوارزمی بسند متصل راوی ہیں کہ ابو حنیفہ فرماتے

تھے میں نے سات صحابیوں کو دیکھا اور ان سے حدیث سنی ہے۔

اس کے بعد ہم خفیوں کو نہ ابن سعد کی ضرورت رہی اور نہ

ابن حجر کے کہنے کی حاجت رہی۔ امام صاحب کا یہ کہنا ہمارے لئے بہت

کافی ہے۔

روایات ابوصنیفہ از صحابہ

(۱) قال ابو حنیفہ رایت انس بن مالک فی المسجد وهو قائماً یصلی
ابو حنیفہ کہتے ہیں میں نے حضرت انسؓ کو مسجد میں دیکھا وہ کھڑے ہوئے
نماز پڑھ رہے تھے۔

(۲) ابو حنیفہ کہتے تھے ہمارے علماء سب کے سب کہتے تھے کہ سجدہ
سہو بعد سلام کے ہے وہ بھی شہد کے ساتھ اسی طرح مجھ سے میرے استاد
حماد بن ابی سلیمان نے کہا تھا کہ حضرت انسؓ کا فتویٰ یہی یہی ہے میں جب حضرت
انسؓ سے ملا تو اون سے اس کے متعلق پوچھا تو فرمایا سجدتی سہو بعد السلام و شہد
فیہما وسیلکم جیسا کہ استاد حماد نے کہا تھا۔

(۳) ابو حنیفہ نے کہا میں نے حضرت انسؓ سے سنا کہ میرے سامنے ابو قحافہ
آج ہی موجود ہیں جنکی گنجان بڑی دائری کو دیکھ کر حضورؐ نے فرمایا تھا کہ اس کو ترشوا
دیا جائے۔

(۴) ابو حنیفہ نے کہا میں نے حضرت انسؓ کو کہتے سنا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا
طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ہر مسلمان پر طلب علم فرض ہے۔ (صحیح)

(۵) ابو حنیفہ نے کہا میں نے حضرت انسؓ کو کہتے سنا کہ آنحضرتؐ فرماتے تھے
راہ خیر کا بتانے والا فاعل خیر کے برابر ہے الدال علی الخیر کفاحلہ (صحیح)

(۶) ابو حنیفہ نے کہا میں نے حضرت انسؓ کو کہتے سنا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا مظلوم
کی اعانت خدا لگتی ہے ان اندیکب افاشته اللہ فان (صحیح)

(۷) ابو حنیفہ نے کہا میں نے حضرت انسؓ کو کہتے سنا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا
جس نے دل سے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنتی ہے من قال لا الہ الا اللہ مخلصاً من اللہ (صحیح)

(۸) ابو حنیفہ نے کہا میں نے حضرت واثلہ سے سنا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا شبہہ کا کام چھوڑو اور بے شبہہ کا کام کرو (صحیح) (مصحح)

(۹) ابو حنیفہ نے کہا میں نے حضرت واثلہ سے سنا کہ حضورؐ نے فرمایا اپنے بھائی کا عیب ظاہر نہ کرو خدا او کو سچا لے گا اور تمہیں اوس میں مبتلا کر دیگا لا تظہرن شمائہ لانیحک فی عافیہ اللہ ویتبلیک (صحیح درجہ حسن)

(۱۰) ابو حنیفہ نے کہا مجھ سے واثلہ بن اسقع نے کہا کہ حضورؐ فرماتے تھے نماز پنجگانہ سے بڑھ کر خدا کا تقرب کسی اور بات میں ہو نیکا گمان مت کرو لا یفلح اعدکم انہ یقرب الی اللہ باقرب من ہذہ الرکعات یعنی الصلوات الختمہ (حسن)

(۱۱) ابو حنیفہ نے کہا میں ۸۵ء میں پیدا ہوا اور عبداللہ بن انیس ۹۲ء میں کو فو آئے میں اوس وقت ۱۴ سال کا تھا میں یہی اونکے پاس گیا وہ فرماتے تھے میں نے آنحضرتؐ سے سنا ہے محبت انسان کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے جبک اشیائی می ویقنم (صحیح)

(۱۲) ابو حنیفہ نے کہا میں نے میرے والد ثابت کے ہمراہ ۹۴ء میں پہلا حج کیا میں نے حرم میں دیکھا کہ ایک بزرگ بیٹے حدیث کہہ رہے ہیں اور اون کے لڑائی جمع ہے میں نے اپنے والد سے پوچھا یہ کون ہیں اونہوں نے کہا یہ صحابی رسولؐ عبداللہ بن عمار بن جزر ہیں۔ میں نے کہا مجھے انکے سامنے لیچو تاکہ میں انکی زبان سے حدیث سنوں میرے والد نے لوگوں کو چیر بہاڑ کر کے مجھے اون کے سامنے کر دیا میں نے اس وقت اونکو یہ کہتے سنا میں نے آنحضرتؐ سے سنا ہے جو شخص خدا کے لئے علم دین حاصل کر لے گا خدا اوس میں برکت دے گا اور شان و گمان میں نہ آئے ایسا اوس کو رزق دیگا

من تقہ فی دین اللہ کفاه اللہ بہتہ و رزقہ من حیث لا یکتب .

(۱۳) اپنی عبد اللہ بن عمارت سے میں نے یہی سنا کہ حضور نے اون سے فرمایا لو
کی اعانت ہر مسلمان کا فرض ہے افاتہ اللہ ہون فریضہ علی کل مسلم .

(۱۴) میں نے انہی سے یہی سنا کہ حضور نے فرمایا جس نے محمد پر حمد اُجھوٹ کہا
وہ اپنی جگہ جہنم میں دھونڈ لے من کذب علی محمد اُفلیتوا مقعدہ من النار .

(۱۵) ابو حنیفہ نے کہا میں نے عبد اللہ بن ابی اوفی سے سنا کہ آنحضرت نے
فرمایا ۔ گوہنلے کے برابر یہی جس نے ایک مسجد بنائی تو حق سبحانہ اوکے لئے بہشت
میں ایک گھر بنا دیتے ہیں من بنی مسجد اللہ و لکھن قطاۃ بنی اللہ لہ بیتانی اجمہ و ہر

امام ابو حنیفہ کا صحابہ سے ملنا ۔ ان سے سنا اور روایت کرنا ثابت ہو چکا
اور باب نقل و روایت یہی آپ کو باوجود انکار ۔ تابعی مانتے آئے ہیں چنانچہ قطلانی
شارح بخاری ارشاد الساری میں لکھتے ہیں و ہذا مذہب الجہد من الصحابۃ کا بن عباس
و علی و انس و خالد و ابی ہریرہ و عائشہ و ام ہانی و من التابعین الحسن و ابن سیرین و
الشیخ و سعید و عطاء و ابی حنیفہ رضی اللہ عنہم ۔ اور حافظ ابن حجر نے تو خیرات الحسان
میں صاف صاف کہہ دیا کہ امام ابو حنیفہ ایمان تابعین سے ہیں ۔

تابعین | امام زین العابدین ابو الحسن علی بن الحسین علیہم السلام ۔ زبدۃ الطہریت اور
اصول الطہریت صفحہ اہل عباسیہ ۳۳۰ میں تولد ہوئے اپنے دادا جناب ولایت

کی گودیوں میں پرورش پائی ۔ جناب امیر نے ہجرت سالگی آپ کو آنحضرت کا سلام پہنچایا
ابن عساکر نے مولا کر بلکے وقت سن شریف ۲۴ سال کا تھا ۔ جمہور علماء محدثین کا
بیان ہے کہ آپ افضل زمانہ اعظم حصہ دوم و ازہد و انقائے دہر تھے حدیث میں

آپ کا بہت بلند پایہ تھا۔ محدثین بالاتفاق آپ کو ثقہ بلا نزاع مانتے ہیں آپ نے اپنے دادا امیر المومنین سے اپنے چچا امام حسن سے اور اپنے مظلوم باپ امام حسین سے اہل ہات المومنین حضرت عائشہ و ام سلمہ سے اور کبار صحابہ حضرات ابن عباس۔ ابن عمر۔ سعد بن ابی وقاص۔ ابو موسیٰ۔ عبداللہ بن سلام۔ عمران۔ زید عبداللہ بن عمرو۔ عقبہ بن عامر جابر بن عبداللہ ابوسعید۔ انس۔ زید بن ارقم۔ سہل بن سعد۔ مسور اور زید صد ہا صحابہ سے آنحضرت کی حدیث سماع فرمائی اور ایک زمانہ نے بلکہ علمائے اسلام کے خواص نے آپ سے ظاہری اور باطنی فیضان حاصل کیا۔ طبقات میں ابن سعد کہتے ہیں کہ امام زین العابدینؑ مامون کثیر الحدیث۔ عالی مرتبت۔ رفیع المنزلت۔ متورع۔ زاہد۔ عابد اور امام ابن امام تھے۔ زہری نے کہا میں نے آپ سے بڑھ کر عالم کو نہ دیکھا آپ سے زیادہ کسی کو متورع نہ دیکھا اور آپ کے سوا کسی کو افضل نہ پایا۔ زہری۔ ابن جریر اور ابو حنیفہ کو حضرت امام جہام سے شرف سماع حاصل تھا۔ ابن جوزی انتصار میں کہتے ہیں طحاوی معتمد المرجان میں راوی ہیں اور صمیری مناقب نoman میں کہتے ہیں ارباب تصنیف سے کسی اور کو سوائے زہری ابن جریر اور ابو حنیفہ کے امام زین العابدین سے تلمذ حاصل نہ تھا اور انہی کو آپ سے روایت کرنے کا شرف حاصل رہا۔ آپ کا وصال محرم ۹۳ ۳۱۱ء بمقام مدینہ منورہ ہوا۔

(۲) حسن ثنی ابو عبداللہ ابن الامام حسن بن علی علیہم السلام۔ آپ بھی نسل امام زین العابدین خلاصہ دودمان اہلبیت اور فرید عصر تھے۔ عمر میں امام سید الساجدین سے چھوٹے تھے۔ اپنے دادا امام الشارق والمغارب کی شہادت کے چھ سال بعد تولد ہوئے تھے۔ اپنے والد چچا اہل ہات المومنین حضرت عائشہ و ام سلمہ ابو ہریرہ و ابن عباسؓ

ابن عمر و ابو موسیٰ - زید بن ارقم - جابر - ابو سعید - انس وغیرہم سے حدیث سنی اور آپ سے آپ کے فرزندان ابراہیم اور عبداللہ اور برادر زادہ امام محمد باقر اور زید بن علی زہری - ابو حنیفہ - ابن جریج وغیرہم نے سماعت کی۔ نسائی اور ابن حبان نے لکھا ہے کہ آپ متورع - زاہد - عالم اور بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ ۸۷ھ میں بحالت قید انتقال فرمایا۔

۳۵) عبداللہ بن جن بن الامام الحسن علیہم السلام ابو محمد المدنی انھیں اپنی باپ کی تصویر تھے۔ ورع میں - زہد میں - اتقان میں اپنی آپ نظیر تھے جمہور محدثین کا بیان ہے کہ آپ ثقہ و صدوق مامون اور کثیر الحدیث تھے آپ نے حضرت امام زین العابدین سے حدیث سنی اور نیز حضرت جابر و ابو ہریرہ و جعفر بن عبداللہ و انس بن مالک و زید بن ارقم سے ہی حدیث کی سماعت کی اور آپ سے ابو حنیفہ مالک سفیان - داؤد بن ابی عیینہ - عبداللہ بن مبارک نے حدیث سنی۔ ولادت ۸۸ھ میں اور وفات ۱۲۸ھ میں پندرہ تاون سال زندان میں ہوئی۔

۳۶) امام محمد بن علی بن حسین ابو جعفر باقر علیہم السلام - یہ باقر العلوم مشہور تھے علم و فضل کے معدن - اتقان و ثقاہت کے مخزن اور روایت حدیث کے امام فن مانے جاتے تھے۔ بوقت معرکہ کربلا آپ چار سال کے تھے آپ کی ولادت ۷۳ھ کے اوائل میں ہوئی آپ نے اپنے دادا امام حسین علیہ السلام اپنے والد اور جابر بن عبداللہ و ابو سعید خدری و ابن عمر و ابن عباس و ابن جعفر طیار اور زید بن ارقم اور انس بن مالک سے حدیث کی روایت کی اور آپ سے حماد بن ابی رباح - عمرو بن دینار - جابر جعفی ابان بن تغلب - لیث بن ابی سلیم ابو حنیفہ ابن جریج - حجاج بن ارطاة - عمر بن دینار وغیرہ

ابن سعد نے کہا آپ ثقہ و صدوق و کثیر الحدیث تھے اہل تصنیف سے امام ابو حنیفہ اول مجتہد اہل سنت اور ابن جریر نے آپ سے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا تھا۔ آپ کی وفات ۱۳۰ھ میں ہوئی۔

۵۵، زید بن علی بن حسین ابوالحسن المدنی علیہم السلام۔ آپ امام زین العابدین کے دوسرے صاحبزادہ تھے آپ کی ولادت ۱۳۵ھ میں ہوئی آپ بڑے ذکی فہیم اور مسلم والے شخص تھے زہد و تقویٰ آپ کا شعار تھا اور اپنے جد امجد سیدنا علی کے مانند جہاد کے بڑے شوقین تھے۔ آپ فن روایت میں ثقہ صدوق مامون مانے گئے آپ نے اپنے والد سے اور انس بن مالک۔ ابوالطفیل۔ سہل بن سعد اور عبد اللہ بن حارث بن جزد سے حدیث کی روایت کی اور آپ سے ابو حنیفہ مالک سفیان بن زید نے روایت کی آپ کو بامر ہشام بن عبد الملک قتل کر دیا گیا۔

۶۶، حسن بن حسن بن امام حسن علیہم السلام۔ آپ کا تولد ۱۳۵ھ میں ہوا آپ بھی اپنے اجداد کے مانند تفسیر و حدیث کے مانے گئے مشاعر الیہ تھے۔ فضل و زہد و تقویٰ میں مشہور تھے آپ نے اپنے والد حسن ثنی اپنے چچا امام زین العابدین سے اور حضرات انس بن مالک عبد اللہ بن ابی اوفی۔ ابوالطفیل سے روایت کی اور آپ سے ثوری ابو حنیفہ مالک اور عبد اللہ بن مبارک نے حدیث کی روایت کی ہے آپ اس فن میں ثقہ و مامون مسلم تھے آپ کی وفات ۱۴۰ھ میں ہوئی۔

۷۷، ابو موسیٰ جعفر بن محمد الصادق ابو عبد اللہ علیہ السلام آپ کی ولادت ۱۴۵ھ میں بمقام مدینہ ہوئی آپ نے صحابہ سے انس ابن مالک اور سہل بن سعد کو دیکھا اپنے جد امجد امام زین العابدین اور اپنے والد امام باقر علیہما السلام سے روایت کی نیز اپنے

نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
 نافع - ابی اسحاق وغیرہم سے بھی روایت کی اور آپ سے سفیان ثوری سفیان
 بن عیینہ - حاتم - یحییٰ قطان ابو عاصم - امام مالک اور امام ابو حنیفہ نے حدیث سنی
 اور روایت کی - علی نے مہاج الکرامہ میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ نے امام جعفر الصادق
 سے قرآن کی تفسیر پڑھی اور اسماء الرجال میں ہے کہ امام ابو حنیفہ نے امام جعفر الصادق
 سے حدیث بھی سماعت کی اور روایت کی ہے - علی القاری نے طبقات میں لکھا ہے
 کہ امام صاحب کے اجل اساتذہ اہل مدینہ میں تابعی اہلبیت اور امام وقت امام جعفر صادق
 بھی ہیں - ذہبی کہتے ہیں ابو حنیفہ اکثر کہا کرتے تھے میری آنکھوں نے امام جعفر سے بڑھ کر
 کسی کو ندیکھا اور میرے کانوں نے آپ سے بہتر کسی سے نہ سنا لولا النتان لہلک النعمان
 خدمت امام جعفر میں میرے دو سال گزرے ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا دکتا بالانتمصار
 سبط ابن جوزی امام جعفر ثقہ - صدوق - مامون - متقن - امام اور محبت تھے -
 ابو حاتم - احمد بن حنبل یحییٰ بن معین - امام ابو حنیفہ - امام شافعی اور نسائی امام علیہ السلام
 کو محبت اور ثقہ تسلیم کرتے ہیں - مگر افسوس ہے کہ بخاری نے آپ سے حدیث نہ لی -
 ذہبی کہتے ہیں امت جس کو محبت مانتی ہے بخاری نے اس کو قابل محبت نہیں تصور کیا ہے
 یہ اونکی کم نظری ہے - امام علیہ السلام کا سن شہادت ۱۲۸ ہجری ہے - مالک جیسے
 محدث نے موطا میں آپ سے سات روایتیں کی ہیں -

(۸) حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب علیہم السلام - آپ محمد بن الحنفیہ کے دوسرے
 فرزند تھے آپ نے حضرت محمد بن حنفیہ اور اپنے چچا امام حسین - عبد اللہ بن عباس
 عبد اللہ بن عمر - جابر - انس - زید بن ارقم - عبید اللہ بن ابی رافع سے حدیث سنی

آپ سے ابو ضیفہ سفیان ثوری - مالک - عبد اللہ بن مبارک اور دیگر محدثین نے روایت کی ہے آپ کی ولادت ۲۹ھ میں ہوئی اور وفات ۱۱۳ھ ہے۔

(۹) امام موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین السبط علیہم السلام لقب بہ کاظم ۲۸ھ میں متولد ہوئے۔ اپنے والد - عبد اللہ بن دینار - عبد الملک بن قدامہ اور دیگر محدثین سے سماعت فرمائی اور آپ سے آپ کے فرزند ان علی و ابراہیم و اسمعیل اور آپ کے برادر علی بن الامام جعفر الصادق و محمد بن صدقہ و صالح بن یزید اور امام ابو ضیفہ نے روایت کی۔ فرماتے ہیں میں نے جامع منصور میں امام موسیٰ کاظم کو دیکھا اور انہیں اس سے پہلے کسی دیکھا نہ تھا اس لئے پہچانا نہیں آپ میرے حلقہ کے قریب تشریف لائے اور فرمایا انت النعمان قلت کیف عرفتی قال ان اللہ تبارک و تعالیٰ یقول سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود قلت لہ اللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ کیا تم ہی نعمان ہو میں نے کہا آپ نے پہچانا کیسے فرمایا تمہارے چہرے سے اور آیت پڑھی میں نے کہا خدا کو اس کا بخوبی علم ہے کہ رسالت کو اپنی کھان پر رکھے۔ آپ ثقہ و صدوق و مامون تھے۔ ابو حاتم رازی کہتے ہیں آپ ثقہ و صدوق اور امام المسلمین ہیں امام شافعی فرماتے ہیں آپ وارث علوم نبوی تھے۔ عالم قریش تھے۔ اور امام اہلبیت تھے آپ تو آپ آپ کی مزار اقدس تک تریاق مجرب ہے آپ کے توسل سے دعا مانگی مستجاب بارگاہ خداوندی ہے آپ کی شہادت ۱۸۳ھ میں ہوئی۔ ایک وقت ہارون رشید کے ساتھ آپ بھی بعد فرخ چند زیارت مدینہ تشریف فرما ہوئے مزار اقدس پر ہارون نے سلام ان الفاظ میں عرض کیا آپ پر درود و سلام ہوئے میرے ابن عم - پھر امام کاظم قبر شریف پر حاضر ہوئے اور کہا السلام و الصلوٰۃ علیک یا بابت

آپ پر درود و سلام ہے اسے میرے والد ماجد۔ ہارون کا چہرہ سفید پڑ گیا اور کہا
اے ابوالحسن یہ فخر تھیں کو زیبا ہے۔

ابو حنیفہ (۱) ابو عمر عامری - آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں
تولد ہوئے۔ پانچو صحابہ کی شاگردی کی سیدنا علیؑ اہبات المؤمنین حضرت
عائشہؓ و حضرت ام سلمہؓ اور عمران بن حصینؓ۔ عبداللہ بن مسعودؓ۔ زید بن
ثابتؓ۔ معاذ بن جبلؓ۔ ابی بن کعبؓ۔ ابو ذرؓ۔ ابو درداءؓ۔ ابن عباسؓ۔ ابن عمرؓ۔
عدی بن حاتمؓ۔ عقبہ بن عامرؓ۔ مغیرہ بن شعبہؓ۔ معاذؓ۔ سعد ابن ابی وقاصؓ۔
زبیر بن عوامؓ۔ طلحہؓ۔ جابرؓ۔ ابو ہریرہؓ۔ جریرؓ۔ عبداللہ بن عمرؓ۔ ابن عباسؓ۔
ابو امامہؓ۔ انس بن مالکؓ۔ ابو موسیٰؓ۔ زید بن ارقمؓ۔ سہل بن سعدؓ۔ عبداللہ بن
بسرہؓ۔ ابن ابی ادنیٰؓ۔ ابو سعیدؓ۔ عبداللہ بن سلامؓ۔ عبدالرحمن بن عوفؓ۔
داؤدؓ۔ عبداللہ بن مفضلؓ۔ جابر بن سمرہؓ۔ معقل بن یسارؓ۔ مقدادؓ۔ جنڈبؓ۔
ابو حنیفہؓ۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہم خاص اساتذہ انکے تھے۔ اور شعبیؓ۔ اسماعیل
بن خالد۔ اسد بن سوار۔ داؤد بن ابی ہند۔ زکریا۔ یحییٰ بن سعید۔ شعبہ
اعمش۔ ابو حنیفہ۔ ابن عون۔ یونس۔ سفیان و خیر بن عمیر نے حدیث سنی اور روایات
کی۔ ذہبی کہتے ہیں سعید ابو حنیفہ عنہ کثیراً و ہوا کثیر شوخ ابو حنیفہ۔ وفات آپ کی ۱۵۰ھ
میں ہوئی۔

(۲) ابو عمران ابراہیم نخعیؒ میں تولد ہوئے کبار صحابہ اور اہل المؤمنین
حضرت عائشہؓ و ام سلمہؓ سے اور انس بن مالکؓ۔ عبداللہ بن ادنیٰؓ۔ عبداللہ بن نمیرؓ
ابو ہریرہؓ۔ ابن عمرؓ۔ ابن عباسؓ۔ زید بن ثابتؓ۔ عبداللہ بن عاصمؓ۔ جندبؓ۔

پہل رضی اللہ عنہم سے حدیث سنی اور تابعین میں طلحہ و اسود اور مسروق و عبدالرحمن بن ابی یسی - عبید بن عمر - شریح - ابو عبدالرحمن سلئی - ابو دائل اور ذر بن حبیش و ابو عمر نخعی سے سماعت کی - ابراہیم اس پایہ کے بزرگ تھے کہ انکی وفات پر شبی نے کہا کہ ابراہیم نے اپنے بعد اپنا جیسا کسی کو نہ چھوڑا - انکالقب صیر فی الحدیث تھا حدیث کی پرک اور جانچ ان سے بہتر کسی نے نہ کی شبی کہتے تھے بعصرہ - کوفہ - حجاز اور شام میں ان سے بڑا عالم فن کوئی نہ تھا - ابراہیم نے مسائل فقہیہ کا ایک مختصر مجموعہ لکھ رکھا تھا جس کا ماخذ قرآن و حدیث اور فتاویٰ سیدنا علی و عبداللہ بن مسعود تھا - ابو حنیفہ کہتے ہیں جب ابراہیم کو حجاج بن یوسف کی موت کی خبر ملی تو مسجد شکر ادا کیا اور کہا آج ظلم اٹھ گیا۔

(۳) ابو الزبیر کی انہوں نے ابن عباس - ابن عمر جابر - ابو ہریرہ - ابو یوسف - سہل - ابن ابی اؤنی - وائلہ حضرت عائشہؓ وغیرہم سے سماعت کی اور ان سے ابو حنیفہ نے روایت کی - انکی وفات ۱۲۸ھ میں ہوئی۔

(۴) محمد بن منکدر - انہوں نے ابو ہریرہ جابر طارق بن شہاب - وائلہ - قبیصہ - عمرو بن حرث - بسر بن ارطاة - عبداللہ بن ابی اؤنی اور انس وغیرہم سے حدیث سنی ابو حنیفہ کو ان سے بھی سماعت تھی ۱۳۰ھ میں انکی وفات ہوئی۔

(۵) قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق انہوں نے حضرت عائشہؓ حضرات ام سلمہ و صفیہ اور حفصہ سے اور سہل بن سعد - سائب بن یزید - عبداللہ بن بسر - عمرو بن سلمہ - مالک بن ادس - عبداللہ بن عارث - اور انس رضی اللہ عنہم سے حدیث سنی اور آپ سے بھی امام صاحب کو سماعت حدیث تھا انکی وفات ۱۳۸ھ میں ہوئی۔

۱۶) سالم بن عبداللہ بن عمرؓ ابن الخطابؓ انہوں نے اپنے والد حضرت ام سلمہؓ والو ہریرہؓ و ابن عباسؓ و جابرؓ و رافع بن خدیجؓ و امام حسنؓ و امام حسینؓ علیہما السلام سے حدیث سنی انکی ولادت باپام حضرت عمرؓ کو ہوئی تھی انکی وفات ۳۱ھ میں ہوئی۔ امام ابو حنیفہؒ نے ان سے ہی حدیث کی سماعت کی۔

۱۷) نافعؓ مولے ابن عمرؓ انہوں نے ابن عمرؓ۔ ابن عباسؓ۔ ابن زبیرؓ حضرت عائشہؓ و ام سلمہؓ و ابو ہریرہؓ و ابو قتادہؓ و رافع بن خدیجؓ و ابولبابہؓ و جابرؓ و انسؓ وغیرہم سے سماعت کی۔ ان سے ہی ابو حنیفہؒ کو سماع حاصل تھا انکی وفات ۳۱ھ میں ہوئی۔

۱۸) عکرمہؓ مولے ابن عباسؓ نے ابن عباسؓ ابن عمرؓ حضرت علیؓ و عائشہؓ و ام سلمہؓ و ابو ہریرہؓ و ابن مسعودؓ و زید بن ثابتؓ سے حدیث سنی۔ یہ شخص سخت خارجی اور کذاب تھا جسکے کذب پر حضرت ابن عمرؓ۔ سعید بن سببؓ۔ مجاہدؓ۔ ابن سیرینؓ اور ابو حنیفہؒ اور فرزند عبداللہ بن عباسؓ و عطارؓ نے گواہی دی۔ اس کا انتقال ۳۱ھ میں ہوا۔

۱۹) مجاہد بن جبرؓ مولے سائب بن ابی السائبؓ مخزومیؓ انہوں نے حضرت علیؓ و عثمانؓ و سعدؓ و عائشہؓ و ام سلمہؓ و زیدؓ و ابی بن کعبؓ۔ ام ہانیؓ۔ ابن عمرؓ ابن عباسؓ و ابن مسعودؓ سے سماعت کی۔ تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ کے خاص شاگرد تھے ابو حنیفہؒ کہتے تھے میں نے مجاہدؓ کو کہتے سنا کہ میں حضرت ابن عمرؓ کے ہمراہ مکہ سے مدینہ تک رہا وہ اپنی سواری ہی پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ مجاہدؓ ۳۱ھ میں تولد ہوئے اور ۳۱ھ میں وفات پائی۔

۱۱۰) مقسم مولے ابن عباس انہوں نے حضرات ابن عباس ابن عمر ابن زبیر جابر ابو سعید - ابو قتادہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے سنا ابو حنیفہ نے ان سے ہی سماع حدیث کیا۔ کہتے ہیں میں نے مقسم سے سنا ابن عباس کہتے تھے کہ آنحضرت نے خاتم بدر مدینہ پہنچنے کے بعد تقیم فرمائے انکی وفات سلمہ میں ہوئی۔

۱۱۱) حسن بصری ان کا تولد زمانہ حضرت عمرؓ ہوا انہوں نے حضرات عثمانؓ و علیؓ و عمرؓ و مغیرہؓ و جابرؓ و ابن مسعودؓ و ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ و حضرت ام سلمہؓ اور حضرت عائشہؓ سے حدیث کی سماعت کی ان کا قول تھا میں نے کئی بدیوں اور انہی صحابہ رسولؐ کی شاگردی کی ہے انہیں حضرات محدثین - فقہا اور صوفیا بڑی ہستی مانتے ہیں بہت سارے سلاسل صوفیا میں حضرت علی علیہ السلام کے بعد انہیں کا نام ہے امام جلال الدین سیوطی نے ان کا حضرت علیؓ سے ملنا اور سماع حاصل کرنا ثابت کیا ہے ان کا انتقال سلمہ میں ہوا ابو حنیفہ کو ان سے تلمذ تھا کہتے ہیں میں نے حسنؓ کو حضرت عمرؓ سے یہ روایت کرتے سنا کہ لا یدر فی مصیبتہ اللہ و کفارۃ کفارۃ التین انکی بڑی ضیلت یہ تھی کہ حضرت ام سلمہؓ نے انکی پرورش کی اور حضرت علیؓ جیسا زبردست ہستی سے انہوں نے علوم ظاہر و باطن حاصل کئے۔

۱۱۲) ابن سیرین مولے انس ابن مالک ان کا تولد زمانہ حضرت عثمانؓ میں ہوا آپ خاص تلامذہ حضرت علیؓ سے ہیں انہوں نے حضرت علیؓ و عائشہؓ و ام سلمہؓ و ام حبیبہؓ و ابو ہریرہؓ و عمرؓ و ابو قتادہؓ و ابن عمرؓ و ابن عباسؓ و ابو موسیٰؓ و سعدؓ و ابو سعیدؓ و زبیرؓ و طلحہؓ و ابو ایوبؓ انصاریؓ اور کئی صحابہ سے سماعت کی یہ بڑے معتبر مانے جاتے تھے تفسیر قرآن میں بھی خاص ملکہ تھا انکا انتقال سلمہ میں بمقام بصرہ ہوا ابو حنیفہ نے

ان سے حدیث سنی اور اپنا وہ مشہور خواب کافی انہی قبر اپنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 لکھ کر تعبیر یہی تھی انتہی علم اپنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقاتل بن سلیمان ہی ابو حنیفہ
 کے شریک تلمذ تھے جبکہ آپ ابن سیرین سے علم حاصل کر رہے تھے (ص ۱۵۴) انتہی
 (۱۵۴) سعید بن مسیب خیر التابعین ابو محمد مخزومی آپ زمانہ حضرت ابو بکر صدیق
 تولد ہوئے حضرت عمر حضرت علی اور حضرت عثمان سے حدیث سنی اور ان کے فتوے سنے
 حضرات عائشہ ام سلمہ - حفصہ - زینب - میمونہ - صفیہ - ام حبیبہ - امہات المؤمنین
 سے نیز ابن مسعود - زید بن ثابت - ابی بن کعب - معاذ بن جبل - سلمان - ابو ہریرہ -
 ابن عباس - ابن عمر - صہیب - ابو الدرداء - معاذ ابو ذر اور نیز ۳۰ صحابہ سے حدیث
 سنی انکا انتقال بمقام مدینہ منورہ ۳۱ھ میں ہوا ابو حنیفہ کو ان سے ہی تلمذ تھا کہتے ہیں
 میں نے سعید بن مسیب سے سنا کہ حضرت ابو ہریرہ فرماتے تھے کہ آنحضرت نے بائیں ہاتھ
 سے کھانے پینے اور لینے دینے سے منع فرمایا۔

(۱۵۴) سعید بن جبیر الشہید بڑے پایہ کے تابعی تھے حضرات علی و عثمان و حضرت
 عائشہ و ام سلمہ و صفیہ و ام حبیبہ و ام ہانی سے اور نیز حضرات زبیر و طلحہ و عبدالرحمن
 و سعد و سعید و معاذ و ابن مسعود و ابو الدرداء و ابو ذر و جناب و جندب و زید بن ثابت
 اور نیز ۳۰ صحابہ سے حدیث سنی آپ کو حجاج بن یوسف نے ۹۹ھ میں بمقام کوفہ قتل کیا
 ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ تابعین کو فہم ابن جبیر ایسے ہی تھے جیسے سعید بن مسیب مدینہ میں
 ابو حنیفہ کو ان سے ہی سماع حاصل تھا کہتے ہیں مجھ سے سید نے حضرت خدیجہ سے روایت
 کی کہ آنحضرت نے فرمایا مجنون - صبی اور نائم مرفوع القلم ہیں۔

(۱۵۵) عطاء بن ابی رباح مکی یہ صاحب فضل و علم تھے انکا تولد زمانہ حضرت عثمان

میں ہوا انہوں نے حضرت عثمانؓ کو دیکھا حضرت علیؓ وعائشہؓ وحذیفہؓ والو ہریرہؓ وابن عباسؓ وابن عمرؓ وابن الزبیرؓ وجابرؓ وانسؓ والو الدردارؓ والو قتادہؓ وابن ابی اونیؓ اور دیگر دو صد صحابہ سے حدیثیں سنیں اور روایت کیں ابو حنیفہؓ کو عطاءؓ سے خاص تلمذ تھا کہتے ہیں میں نے عطاءؓ سے بڑھ کر ماہر حدیث نہ دیکھا۔ عطاءؓ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ آنحضرتؐ ٹوپی پہنا کرتے تھے اور عطاءؓ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا سب میں بُرا گھر عام ہے۔ انکا انتقال کہ میں ۱۱۱ھ میں ہوا۔ حضرت ابن عباسؓ کے یہ خاص تلمذ سمجھے جاتے تھے۔

(۱۶) سلیمان بن یسار حضرت میمونہؓ کے غلام اور مدینہ کے قہائے سبعہ میں تھے۔ ابو حمزہؓ سکری کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن داؤد بن عامر بن ریح خزرجی سے سنا اور عمرو بن علی المدینی کہتے ہیں میں نے بھی داؤد کے بیٹے عبداللہ خزرجی سے سنا کیون انہوں نے ابو حنیفہؓ سے پوچھا کہ اے تابعین سے آپ نے کن کن سے علم حاصل کیا فرمایا میں نے قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ سے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے طاؤسؓ وسلیمانؓ وعکرمہؓ وکولؓ وعبداللہ بن دینارؓ وحسنؓ وعمر بن دینارؓ وابی الزبیرؓ وعطاءؓ وققادہؓ وابراہیم نخعیؓ وشعیبؓ وناضؓ اور انکے اقران سے علم حاصل کیا ہے۔ سلیمانؓ کو امہات المؤمنین حضرت میمونہؓ حضرت عائشہؓ حضرت ام سلمہؓ وزید بن ارقمؓ وابن عباسؓ وابن عمرؓ والو قتادہؓ وجابرؓ وابو سعیدؓ وغیرہم سے سماع حاصل تھا انکا انتقال ۱۱۱ھ میں ہوا ان سے امام ابو حنیفہؓ کو تلمذ حاصل تھا۔ کہتے ہیں میں سلیمانؓ کو حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے سنا ہے کہ بسا اوقات حضور صبح کی نماز کے لئے آتے تھے اور آپ کے سر کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔

(۱۷) عبداللہ بن دینار کی مولے ابن عمرؓ یہ حضرات ابن عمرؓ ابن عباسؓ انسؓ جابرؓ و ابو ہریرہؓ و قتادہؓ و جابر بن سمرہؓ و ابی ثعلبہؓ کے شاگرد تھے انکی وفات ۱۲۱ھ میں ہوئی ابو حنیفہؓ کو ان سے ہی سماع حدیث تھا کہتے ہیں میں عبداللہ بن دینار سے سنا کہ عبداللہ بن عمرؓ آنحضرتؐ سے روایت کرتے تھے کہ حضورؐ نے فرمایا صبح کی نماز اسفار میں پڑھا کرو اس میں بڑا ثواب ہے۔

(۱۸) عمر بن دینار مولے ابن عمرؓ یہ بھی اپنے بھائی کے مانند حضرات ابن عمرؓ و ابن عباسؓ و عائشہؓ و ابن زبیرؓ جابرؓ و انسؓ و ابو الدرداءؓ و ابو قتادہؓ و غیرہم کے شاگرد تھے ان سے ابو حنیفہؓ کو بہت سماع حدیث حاصل تھا انکی وفات ۱۲۶ھ میں ہوئی ابو حنیفہؓ کہتے ہیں کہ عمر بن دینار سے میں نے سنا کہ ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا مجھے ساتھ اعضا پر سجدہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔

(۱۹) طاؤس بن کيسان ابو عبد الرحمن مینی یہ حضرات زید بن ارقمؓ۔ ابن ابی اوفیؓ حضرت عائشہؓ حضرت ابو ہریرہؓ ابن عباسؓ و ابن عمرؓ و ابو قتادہؓ و انسؓ رضی اللہ عنہم کے شاگرد تھے ان کی وفات ۱۲۷ھ میں ہوئی امام ابو حنیفہؓ کو ان سے تلمذ خاص تھا۔

(۲۰) عبد الغزیز بن رفیع انہیں حضرات ابن عباسؓ ابن عمرؓ انسؓ بن مالکؓ ابو قتادہؓ جابرؓ و سہل بن سعدؓ و جابر بن سمرہؓ اور ابن ابی اوفیؓ سے شرف تلمذ تھا ابو حنیفہؓ نے ان سے ہی حدیث کی سماعت کی کہتے ہیں میں نے عبد العزیز سے سنا وہ کہتے تھے کہ ابو قتادہؓ نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا لا تسبوا لدہر فان اللہ ہو لدہر۔

(۲۱) عامر بن ابی الجود مولے ابن خرقمہؓ انہیں ابو رستمؓ۔ انسؓ بن مالکؓ اور ابو دائلؓ و زبیر بن جیسؓ سے تلمذ رہا ابو حنیفہؓ نے ان سے علم قرأت اور حدیث سیکھی ابو حنیفہؓ

جب بڑے ہوئے تو عاصمؓ ان سے خود سیکھا کرتے تھے اور کہتے تھے تم بچپن میں ہمارے پاس آتے تھے اور ہم بڑا بچے میں تمہارے پاس آتے ہیں۔

(۲۲) علی بن اقرانہوں نے حضرات ابو جحیفہ و انسؓ و ابو الطفیلؓ سے حدیث سنی انکا انتقال ۱۳۰ھ میں ہوا۔ ان سے امام صاحب نے حدیث سنی اور روایت کی۔
(۲۳) عبدالکریم بن ابی النخارق نے ام عطیہ و مسور بن مخرمہ و انس رضی اللہ عنہم سے سماعت کی انکا انتقال ۱۳۰ھ میں ہوا امام صاحب کو ان سے ہی سماعت حاصل تھا۔

(۲۴) زکوان انہوں نے حضرات عثمان و علی و سعد و سعید و ابو ہریرہ و عائشہ رضی اللہ عنہم سے سنا انکا انتقال ۱۳۰ھ میں ہوا ابو حنیفہؓ نے ان سے ہی حدیث کی سماعت کی۔

(۲۵) ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام انہوں نے حضرات ابن عباسؓ ابن عمرؓ ابن زبیرؓ جابرؓ بن سعدؓ ابو قتادہؓ و ابو ہریرہؓ و غیرہم سے حدیث سنی یہ ۱۳۰ھ میں تولد ہوئے حضرت عائشہؓ کو دیکھا اور آپ سے ہی حدیث کی سماعت کی اور ۱۳۱ھ میں وفات پائی ان سے ہی امام صاحب کو سماعت حدیث حاصل تھا۔

(۲۶) زبیر بن زیاد مدنی انکو حضرات علیؓ و عائشہؓ و ابن عباسؓ و ابن عمرؓ و ابو قتادہؓ و ابو ہریرہؓ و غیرہم سے سماعت حدیث حاصل تھا اور ان سے ہی امام ابو حنیفہؓ کو سماعت حاصل تھا کہتے ہیں حدیثنا زبیر بن زیاد عن امیر المؤمنین علیؓ ابن ابیطالب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔

(۲۷) ربیعہ رازی انکو حضرت انسؓ سے سماعت حاصل تھا انکا انتقال ۱۳۱ھ میں ہوا

ابو حنیفہؒ کو ان سے بھی سماع حاصل تھا۔

(۲۸) حماد بن ابی سلیمان کوئی کو حضرات انسؓ و جابرؓ و اسلمؓ و ابن ابی اوئی سے سماع حدیث تھا۔ یہ تو امام صاحب کے خاص اوتاد تھے۔

(۲۹) قتادہ بن و عامرؓ بصری انکو عبداللہ بن حسنؓ انس بن مالکؓ بنی ثعلبہؓ معاذہ العدویہؓ و ابو الخلیل سے سماع حدیث تھا انکا انتقال ۱۱۸ھ میں ہوا امام صاحب انکے خاص تلامذہ سے تھے۔

(۳۰) شعبہؓ۔ امام فن حدیث مانے جاتے تھے۔ انکوحن بصریؓ معاویہ بن قرہؓ عمرو بن مہرہؓ سلمہ بن کہیلؓ اور انس بن سیرینؓ اور مجاہدؓ وغیرہم سے سماع تھا انتقال ۱۶۰ھ میں ہوا امام صاحب کو فن حدیث کی سند شعبہؓ ہی نے دی تھی اور شعبہؓ شعبہؓ ہی تھے۔ (۳۱) ابو اسحاق سبیی انہوں نے حضرت علیؓ علیہ السلام کو بحیث خود دیکھا تھا اور زید بن ارقمؓ۔ ابن عمرؓ۔ عدی بن حاتمؓ۔ برار بن عازبؓ۔ جناب بن عبداللہؓ۔ انس بن مالکؓ۔ جابر بن عبداللہؓ اور ابن ابی اوئیؓ وغیرہم سے حدیث کی سماعت کی ان کا انتقال ۱۲۰ھ میں ہوا انکا شمار اہل تابعین میں تھا ان سے ابو حنیفہؓ نے کئی حدیثیں سماعت کیں اور انکی روایت کی ہیں۔

(۳۲) عبد الملک بن غیرؓ انکو حضرات جابر بن سمرہؓ۔ جناب بن عبداللہؓ۔ عدی بن حاتمؓ۔ ابن زبیرؓ۔ ابن عمرؓ۔ ابی بکرؓ اور ابن عباسؓ سے سماع حاصل تھا ان کا انتقال ۱۳۰ھ میں ہوا امام صاحب کو انہی ہی سماع حدیث حاصل تھا۔

(۳۳) ابو بردہؓ۔ یہ حضرت ابو موسیٰؓ اشعریؓ کے فرزند اور بڑے محدث تھے۔ انہوں نے جناب امیر المؤمنینؓ علیؓ سے اپنے والد حضرت ابو موسیٰؓ سے اور

حضرات زبیر بن عوامؓ - خنیفہ - عبداللہ بن سلام ابو ہریرہؓ ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ وغیرہم سے روایت کی انکا انتقال ۱۳۱ھ میں ہوا امام ابو حنیفہؒ نے ان سے بہت سی حدیثیں سنیں اور روایت کی ہیں۔

۳۴) عبد الرحمن اعرجی انہوں نے ابو ہریرہؓ و ابوسعیدؓ و انس بن مالکؓ وغیرہم سے سماعت کی انکا انتقال ۱۳۱ھ میں ہوا امام صاحب کو ان سے کئی سال کی صحبت رہی اور آپ نے بہت سی حدیثیں ان سے روایت کیں۔

۳۵) اعمش - انکو ابن ابی اوفی اور حضرت انسؓ سے سماع حاصل تھا۔ انکا انتقال ۱۳۸ھ میں ہوا ابو حنیفہؒ انکے خاص شاگردوں سے تھے اور یہ علقہؒ کے خاص شاگرد تھے اور علقہؒ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے خاص تلامذہ سے تھے۔

۳۶) حکم بن عتبہ انکو ابی جحیفہؒ اور انسؓ سے سماع حدیث تھا انکا انتقال ۱۳۸ھ میں ہوا ان سے ہی امام صاحب کو سماع حدیث حاصل تھا۔

۳۷) زہری - یہ امام فن حدیث تھے انہیں دس بارہ صحابیوں سے سماع حدیث تھا انہوں نے حضرات ابن عمرؓ و ابن عباسؓ و ہل بن سعدؓ و انسؓ و جابرؓ اور امام زین العابدینؓ سے بہت سی حدیثیں روایت کیں اور زہریؓ سے ابو حنیفہؒ - معمر - قتادہ - عمر بن عبدالعزیزؓ سفیان ثوریؓ سفیان بن عیینہؓ نے روایت کی انکا انتقال ۱۴۲ھ میں ہوا۔

۳۸) ابو الزناد انکو حضرات انسؓ و ابوامامہؓ و ہل بن سعدؓ و عبداللہ بن جعفرؓ تلمذ رہا انکا انتقال ۱۴۳ھ میں ہوا ان سے کوفہ والوں نے سماعت کی جہیں ابو حنیفہؒ مخصوصیت سے مشہور ہیں۔

(۳۹) زید بن اسلم یہ حضرت ابن عمرؓ کے غلام اور ان کے باپ حضرت عمرؓ کے غلام تھے زید نے حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ عبد اللہ بن مسعودؓ ابن عمرؓ ابن عباسؓ و سلمہ بن الاکوعؓ اور کئی صحابہ سے سماعت کی اور ان سے ابو حنیفہؒ نے ان کا انتقال ۱۳۶ھ میں ہوا۔

(۴۰) سماک بن حرب انکو حضرات جابرؓ و نمان بن بشیرؓ و انسؓ و جابر بن سمرہؓ و غیر ہم سے سماعت تھا ان کا انتقال ۱۲۲ھ میں ہوا اور امام صاحب کو ان سے خاص تمکذ رہا۔

(۴۱) محارب بن دثار انکو حضرات جابر بن سمرہؓ و جابر بن عبد اللہؓ و ابن عمرؓ و ابن عباسؓ و غیر ہم سے سماعت حدیث تھا ان کا انتقال ۱۶۱ھ میں ہوا اور امام صاحب نے ان سے حدیث کی سماعت کی۔

(۴۲) کھول شامی حضرات علیؓ و ابی بن کعبؓ و عبادہ و عائشہؓ و غیر ہم سے مر اسل روایت کرتے تھے اور ابو امامہ باہلیؓ و وائلؓ و انسؓ سے مرفوع حدیثیں بیان کرتے تھے ان کا انتقال ۱۱۳ھ میں ہوا امام ابو حنیفہؒ کو ان سے بھی سماعت حدیث تھا۔

(۴۳) سلمہ بن کہیل انکی ولادت ۳۸ھ میں ہوئی حضرت عائشہؓ کے شاگرد تھے انہوں نے حضرات ابن عمرؓ ام سلمہؓ و جندب بن عبد اللہؓ و ابن ابی اوفیؓ و انسؓ و ابن عباسؓ و جابرؓ سے روایت کی انکی وفات ۱۳۵ھ میں ہوئی ابو حنیفہؒ نے ان سے بھی روایت کی ہے۔

(۴۴) عون یہ حضرت عتبہ بن مسعودؓ کے پوتے تھے اور کوفہ کے فقہائے سب

سے تھے انہوں نے حضرات علیؑ و عائشہؓ و ابن مسعودؓ و ابی ہریرہؓ۔ اور ابو سعیدؓ و ابن عمرؓ و ابن عباسؓ و جذبؓ و ابی الدرداءؓ و براہؓ و ابن عازبؓ و ابو ذرؓ رضی اللہ عنہم سے روایت کی۔ انکی عمر تقریباً ایک صد سال کی تھی انکا انتقال ۳۱۱ھ میں ہوا امام صاحب عونؒ کے خاص شاگردوں میں تھے ان سے کئی حدیثیں روایت کیں۔

(۴۵) حاتم بن کلیب انہیں اپنے والد سے وائل بن حجر اور حضرت انسؓ سے سماع حاصل تھا ان کا انتقال ۳۱۱ھ میں ہوا ابو حنیفہؒ ان سے بکثرت روایت کرتے ہیں۔

(۴۶) عدی بن ثابت انکو حضرت انسؓ سے خاص ملحد تھا انہوں نے براہؓ و ابن عازبؓ۔ زید بن ارقمؓ۔ ابن ابی اوفیؓ اور انسؓ رضی اللہ عنہم سے حدیث سنی ان کا انتقال ۳۱۱ھ میں ہوا ان سے ابو حنیفہؒ نے سنا اور روایت کیا ہے۔
(۴۷) مسلم بن کیسان انکو حضرات انسؓ اور ابن ابی اوفیؓ سے سماع تھا اور امام صاحب نے ان سے بھی سماع حدیث کیا ہے چنانچہ کہتے ہیں سمعت مسلم یقول ان انس بن مالک محدث کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یحب دعوة الملوك ویجود المریض ویربط الحمار۔

(۴۸) حاتم احوال انکو عبد اللہ بن مسرجؓ انس بن مالک ابو العالیہ معاذہ العدویہ سے سماع تھا اور امام صاحب انکے تلامذہ میں بڑی عزت کے ساتھ دیکھے جاتے تھے۔

(۴۹) عطیہ انکو حضرات ابو سعیدؓ۔ انس بن مالک۔ ابن عمر۔ جابر۔ ابو قتادہ و ابن ابی اوفیؓ وغیرہم سے سماع تھا انکا انتقال ۳۱۱ھ میں ہوا امام صاحب

نے ان سے بہت سی حدیثیں سنیں اور روایت کیں۔ حدیثنا عطیہ عن ابی سعید عن ابی صلی اللہ علیہ وسلم انہ لم یقتت فی الفجر الا ربیعین یوماً۔

دہا، عمرو بن شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عامر انہوں نے سعید بن مسیب۔ طاؤس۔ شعبہ۔ اپنے دادا محمد اور اپنے والد سے سماعت کی ان کا انتقال ۱۱۸ھ میں ہوا۔ ابو صنیفہ کو ان سے بھی سماعت حاصل تھا۔

دہا، زیاد بن علاقہ کو فی انہوں نے اسامہ بن شریک جریر بن عبد اللہ مغیرہ بن شعبہ اور قطیبہ بن مالک رضی اللہ عنہم سے سماعت کی ان کا انتقال ۱۳۵ھ میں ہوا ان سے امام صاحب نے کئی حدیثیں سنیں اور روایت کیں۔

دہا، جمال الدین نمری نے تہذیب الکمال کے صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں
نعمان بن ثابت فقیہ اہل عراق اور اصحاب رائے کے امام نے
حضرت انسؓ کو دیکھا اور ابراہیم واسمعیل بن عبد الملک وجبلہ وابی

امام صاحب
کے
شیوخ جید

حارث و حسن بن عبید اللہ و حکم بن عتبہ و حماد بن ابی سلیمان و خالد بن علقمہ و ربیعہ و زبید یامی و زیاد و سعید و سلمہ و سماک و ابو روبہ و شداد و شیبان و طاؤس و ظریف و طلحہ و عاصم بن کلیب و شعبی و عبد اللہ بن حبیبہ و عبد اللہ بن دینار و عبد الرحمن الاعرج و عبد الغزیز و عبد الکریم و ابن عمیر و حدی بن ثابت و عطاء بن سنا و عطاء بن یسار و عطیہ و عکرمہ و علی الاقر و علی بن الحسن الزرادی و عمرو بن دینار و عون بن عبد اللہ و قابوس و قسم۔ و قتادہ و قیس و محارب و ابن الزبیر و محمد بن سائب و امام محمد الباقر و محمد بن قیس و محمد بن مسلم زجری و محمد بن منکدر و نخول بن راشد و مسلم البطلین۔ و یمن و مقسم و منصور و موسیٰ بن ابی عائشہ و ناصح و نافع و ہشام و

ولید و یحییٰ بن سعید و یحییٰ الکندی و یحییٰ بن عبد اللہ الجابر و یزید الفقیر و یونس و ابی الزبیر و ابی الشوار و ابی عون و ابی فرد و ابی معبد و ابی جناب کلینی و جماعت کی (۲) امام نووی نے اسماء و اللغات میں لکھا ہے امام ابو حنیفہؒ بقول ابو اسحاق انکے زمانہ میں چار صحابہ تھے انہوں نے ان سے حدیث نہ لی خطیب نے کہا یہ امام اصحاب الرائے تھے اور فقہ اہل عراق تھے انہوں نے حضرت انسؓ کو دیکھا اور عطاء بن ابی رباح و ابو اسحاق سیمی و محارب ہشیم قمی و محمد بن منکدر و نافع و ہشام و یزید فقیر و سماک و علقمہ و عطیہ و ابن رفیع و عبد الکریم ابو امیہ سے اور بھی بہت ساروں سے حدیثیں سنیں۔

(۳) ابن حجر نے تہذیب التہذیب دسویں جلد ص ۲۴۹ میں لکھا ہے نعمان بن ثابت امام نے حضرت انسؓ کو دیکھا اور عطاء و عاصم و علقمہ و حماد و حکم و سلمہ و امام باقر علی الاقر و زیاد و سعید و عدی بن ثابت و عطیہ و طریف و عبد الکریم و یحییٰ بن سعید و ہشام اور بہت سے تابعین سے روایت کی ہے۔

(۴) ذہبی نے طبقات میں لکھا ہے امام ابو حنیفہؒ نے حضرت انسؓ کو کوئی مرتبہ دیکھا اور عطاء و ابی اسحاق و نافع و عبد الرحمن الاعرج و قتادہ و عمرو بن دینار و محارب ہشیم قمی و محمد بن منکدر و یزید فقیر و ابی الزبیر و ابن عمیر و منصور بن زاذان و منصور بن معتمر و عطاء بن سائب و عطاء بن ابی سلم و عاصم و حول و ٹمش و اوزاعی وغیرہم سے سماعت اور روایت کی ہے۔

(۵) ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے ابو حنیفہؒ امام اعظم فقہ عراق نے حضرت انسؓ کو دیکھا ایک سے زیادہ مرتبہ جبکہ وہ کو ذراتے تھے اور عطاء و نافع

عبد الرحمن اعرج وعدی وسلمہ و امام باقر و قتادہ و عمر بن دینار و ابواسحق بسبی اور بہت سے لوگوں سے حدیثیں سنیں اور روایت کی ہیں۔
 (۶) ذہبی تذکرہ حفاظ میں شعبی کے حالات میں لکھتے ہیں۔ شعبیؒ سے اعمشؒ اور ابو حنیفہؒ نے بھی روایت کی اور شعبیؒ امام ابو حنیفہؒ کے اساتذہ میں سب سے بڑے اور متاثر تھے۔

(۷) علی القاری مسند امام ابو حنیفہؒ کے ص ۱ پر لکھتے ہیں اور ابراہیم نخعی جیسا جلیل القدر تابعی اور فقیہ بھی امام ابو حنیفہؒ کے اساتذہ میں تھا۔
 (۸) علی القاری مسند امام ابو حنیفہؒ کے ص ۱۰ میں لکھتے ہیں ابو حمزہ سلمیٰ نے عمرو بن علی سے روایت کی میں نے عبد اللہ بن داؤد خربنی سے سنا وہ کہتے تھے میں نے یکن امام ابو حنیفہؒ سے پوچھا کہ کبرائے تابعین میں آپ نے کن کن سے ملاقات کی فرمایا قاسم۔ سالم۔ طاؤس۔ حکرمہ۔ کھول۔ عبد اللہ بن دینار۔ حسن بصری۔ عمرو بن دینار۔ ابو الزبیر مکی۔ عطاء کی۔ قتادہ بصری۔ ابراہیم نخعی۔ شعبیؒ ابو عمر نافع اور ان کے اقران سے۔

(۹) امام بخاری نے تاریخ کبیر جزء راجع ص ۱۲ میں لکھا ہے نoman بن ثابت ابو حنیفہؒ سے عباد بن عوام عبد اللہ بن مبارک ہیشم۔ وکیع السلم بن خالد و ابو معاویہ و عبد الرحمن مقرئ وغیرہم نے حدیث کی روایت کی مگر ابو حنیفہؒ مجاہد تھے لوگوں نے انکی روایت اور انکی رائے پر شکوت کیا ہے د بخاری اگر یہ نہ کہتے تو لفظ یہ ہونی کا یقین نہ آتا۔ عباد۔ عبد اللہ۔ ہیشم وکیع مسلم اور عبد الرحمن تو امام بخاری کے اساتذہ ہیں جو ابو حنیفہؒ کے تلامذہ ہیں۔

(۱۰) علامۃ الشیخ محمد طاہر نے مفتی میں لکھا ہے نمان بن ثابت الامام نے عطار و ابی اسحاق و محارب و حنیف و ابن منکدر و نافع و ہشام و سیاک جیسے کئی تابعین سے حدیث کی سماعت اور روایت کی ہے۔ آپ عالم۔ عامل۔ جلد متورع۔ متقی اور علوم شرعیہ کے امام بلا نزاع تھے۔

(۱۱) اکمال فی اسماء الرجال میں مرقوم ہے امام ابو حنیفہ نے عطار و ابی اسحاق و محمد بن منکدر و نافع و ہشام و سیاک و غیر ہم سے سماعت کی اور آپ سے ابن مبارک و کعبہ۔ یزید بن ہارون۔ عبد الرحمن مقرئ۔ ابویوسف اور محمد و غیر ہم نے سماعت کی اور روایت کی ہے (انہیں و کعبہ۔ یزید بن ہارون و عبد الرحمن امام احمد بن حنبل اور بخاری کے استاد ہیں)

امام صاحب کی ریواحدیث کوذہ۔ بصرہ۔ مکہ مغلہ اور مدینہ منورہ دارالعلوم تھے چونکہ امام صاحب کے زمانہ میں ان شہروں کو علمی حیثیت سے ایک ممتاز شرف حاصل تھا اور ہر شہر ایک جامعہ تھا۔

کوذہ امام صاحب کا مولد و مکن اور اسلام کی وسعت اور تمدن کا سرچشمہ تھا۔ جبکہ حضرت عمرؓ نے آباد کیا اور جناب امیرؓ نے اپنا دار الخلافہ بنایا۔ ایک ہزار چاس صحابہ کبار جنہیں ۲۴ بدری تھے یہاں آکر بس گئے۔ ان بزرگوں کی بدولت کوذہ تو کیا کوذہ کا گھر گھر روایت و درایت کا مرکز بلکہ دارالحدیث اور دارالفقہ بن گیا۔ جن صحابہؓ نے یہاں پر بود و باش اختیار کی انہیں سیدنا علیؓ حضرات عبداللہ بن مسعود۔ سعد بن ابی وقاص۔ سعید بن زید۔ عمار بن یاسر۔ جناب بن ابی حذیفہ۔ سلمان۔ ابوموسیٰ۔ ہبل بن حنیف۔ ابومسعود۔ ابوقادہ۔ برار بن عازب۔ صدیق اکبر

بھائی اور مغیرہ و ابن ابی اوفیٰ۔ سہل بن سعد وغیرہم نہایت مشہور ہیں۔ ابن سعد کا قول ہے کہ اصحاب شجرہ سے تین سو۔ بدریوں سے چوبیس اور احد حنین والوں سے ستر نفوس کو ذیئ آباد تھے۔

جناب امیر علیہ السلام اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے خاص تلامذہ میں عمارت امور۔ جبہ عری۔ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ۔ بزر۔ عبیدہ۔ سوید۔ طلحہ۔ اسود۔ مسروق۔ شریح۔ ابو وائل۔ ربیع بن خراس۔ اسماء بن حکم۔ عمارت بن قیس۔ عمر بن شریح وغیرہم چوٹی کے شاگرد تھے۔

ان تلامذہ خاص کے شاگردوں میں شعبی۔ نخعی۔ سلمہ۔ ابواسحاق۔ مجاہد ابن دثار۔ عون۔ اعش۔ شعبہ۔ منصور۔ حدی۔ موسیٰ بن ابی عایشہ اور طلحہ بن مرثد بہت مشہور ہیں اور یحییٰ لوگ اور ان کے سوائے اور بھی کوئی تین سو کوئی اعیان حدیث امام ابو حنیفہ کے خاص اساتذہ میں تھے۔

ان کے علاوہ خاص مکہ معظمہ میں امام صاحب کو عطاء بن ابی رباح مکی سے تلمذ رہا جو حضرت عائشہؓ۔ ابن عباسؓ۔ ابن عمرؓ۔ ابو ہریرہؓ۔ اسماءؓ۔ جابر بن عبد اللہؓ۔ زید بن ارقمؓ۔ ابو دردار۔ اور بھی تقریباً تین سو صحابہ کے شاگرد اور مکہ معظمہ کے مفتی اور مشار الیہ تھے۔ عطاء کے علاوہ عمرو بن دینار اور عبداللہ بن دینار۔ ابوالزبیر مکی اور طاؤس وغیرہم سے بھی حدیث کا تلمذ رہا۔

مدینہ منورہ میں آپ نے امام زین العابدین اور امام محمد الباقر علیہما السلام کے علاوہ قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ۔ سالم بن عبداللہ بن عمرؓ۔ سلیمان بن یسار۔ عطاء بن یسار۔ نافع۔ زہری اور محمد بن منکدر سے بھی حدیث کی سماعت کی۔

رہا بصرہ۔ یہ بھی مرکز علم تھا جہاں پر امام صاحب نے حن بصری۔ قتادہ۔
عاصم اہول۔ ابن امیہ وغیرہم سے حدیث حاصل کی اور جب کوفہ لوٹ آئے
تو اپنے آپ نظیر تھے۔

ذیل کی فہرست: اساتذہ امام ابو حنیفہ سے واضح ہو جائیگا کہ امام صاحب
نے جب اتنے شیوخ سے حدیث کی سماعت کی اور ان سے روایت
کی ہے تو انہیں کتنی حدیثیں یاد نہ ہو سکی۔ جن لوگوں کی روایتوں سے ہماری حدیث
کی صد ہا کتابیں مالا مال ہیں وہی تابعین ابو حنیفہ کے استاد اور شیوخ حدیث ہوں
تو پھر امام ابو حنیفہ کا حدیث میں کیا پایہ نہ ہوگا۔

اسکے ساتھ ساتھ جب ہم امام صاحب کے تقریباً ڈھائی تین سو شاگردان
حدیث و روایت کی فہرست دیکھتے ہیں تو ہمیں بلا خوف تردد کہنا پڑتا ہے کہ
ابو حنیفہ فن روایت کے بھی بڑے امام تھے جس طرح فن روایت یا رائے
کے پیشوا اور امام تھے یہ ہمارا ایقان اس وقت اور بڑھ جاتا ہے جبکہ ہم امام صاحب
کے تلامذہ میں جنکی فہرست آگے آئیگی۔ یحییٰ بن سعید جیسے امام جرح و تعدیل
عبدالرزاق جیسے محدث کبیر جنکی جامع سے بخاری برسوں مستفید ہوتے رہے
یزید بن ہارون جیسے استاد امام احمد ابن حنبل۔ وکیع بن جراح جیسے حفظ
اتقان کے امام۔ عبداللہ بن مبارک جیسے امیر المؤمنین حدیث اور مقرئ
وداؤد طائی و ابو عاصم نہیل و حفص بن غیاث و یحییٰ بن زکریا جیسے مشاڑ الیہ
فن حدیث اور شیوخ بخاری و مسلم و احمد نے ہمارے امام ابو حنیفہ کی خدمت
میں برسوں شاگردی کی اور حدیث کی سماعت کی ہو تو۔ امام صاحب کا رتبہ

جو حدیث میں ہے وہ میری ہوتا ہے کہ ایسے استادان فن اور ماہران حدیث کسی ایسے دیسے معمولی محدث کے آگے کیا اپنا سر جھکا سکتے تھے۔

امام کی شہنشاہ | قال الخوارزمی والکردری۔ ابوحنیفۃ الامام راہی وروی عن عبداللہ بن الحارث بن جز الزبیدی وعبداللہ بن ائیس وعبداللہ بن ابی ادنی

والنس بن مالک الانصاری و وائل بن الاسقع وسہل بن سعد الساعدی وعائشہ بنت جحرومن الصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ وعن ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین الشہید و ابی بکر محمد بن مسلم بن شہاب الزہری ومحمد بن قیس المہلبی و ابی عبداللہ محمد بن النضر و ابی حنوفہ محمد بن عبداللہ الشافعی و ابی بلر محمد بن سوقة الکوفی و ابی الزبیر محمد بن مسلم بن مدریس الکلی ومحمد بن الزبیر النخعی و ابی سلمہ محمد بن عبید اللہ العززی ومحمد بن الحسن بن زرارة المدنی ومحمد بن عبدالرحمن بن ابی یسلی ومحمد بن مالک الہمدانی ومحمد السائب الکلبی و ابراہیم بن محمد بن المنذر الکوفی و ابراہیم بن عبدالرحمن الکوفی و ابراہیم بن مسلم الکوفی و ابراہیم بن میسرۃ الطائفی واسماعیل بن ابی خالد و اسمعیل بن امیہ بن عمرو بن سعید بن العاص و اسمعیل بن عبدالملک و آدم بن علی البکری و ایوب بن ابی تمیمۃ النخعی و ایوب بن عائذ الکوفی و ابان بن ابی عیاش و ابی عتبۃ العصبی و ابی الحکم النخعی و ابان بن لقیط و ایوب بن عتمۃ الیامی و اسحاق بن ثابت البجلی الکوفی و بلال بن ابی بلال بن مرداس و بکیر بن عطاء اللیشی و بلال بن وہب بن کیسان و بہرن حکیم بن معاویہ و ثابت بن دینار و ثابت البنانی و جامع بن شداد ابو صخرہ و جواب بن عبید اللہ و جعفر بن محمد الصادق الامام و الحکم بن عتبۃ و حبیب بن ابی ثابت و الحسن بن سعد موی علی ابن ابیطالب و الحسن بن الحر و حمید بن قیس الاعرج و الحارث بن عبدالرحمن الہمدانی

وأحسين بن عبد الرحمن بن أبي الهذيل وحماد بن أبي سليمان والحارث بن يزيد الكلي وحكيم بن
 صهيب وحوطه العبدى وأحسين بن الحارث بن القاسم الجدلى والحكيم بن جبيرة والحارث بن
 الصيَّاح الكوفى وحجاج بن ارطاة وخالد بن علقمة ونخيف بن عبد الرحمن وخالد بن
 عبد الأعلى وداود بن عبد الرحمن بن زاذان وذو الرابى عمر الهذلى وربيعته بن أبى
 عبد الرحمن ورباح الكوفى وأبى الحسين زيد بن على بن الحسين السبط وزيا بن علاقة
 وزبيد بن الحارث الهذلى وزيد بن اسلم أبى اسامه مولى عمر ابن الخطاب وزيا
 بن كليب وزيا بن يسره وزكريا بن الحارث وزيد السلى وزيد بن أبى أيمته و
 سماك بن حرب وسليمان الشيبانى وسلمته بن كهيل وسالم بن عجلان وسعيد بن مسروق
 وسعيد بن المربان وسليمان بن أبى المنيرة وسعيد بن أبى عروبه وسليمان بن هرا
 الأعمش وشيبان وشداد بن عبد الرحمن البصرى وثيبته بن مساء وشعبه بن الحجاج
 البصرى وثنجيل بن سعيد وثنجيل بن مسلم والصلت بن بهرام وصالح بن صالح
 بن حى الهذلى وطلحة بن مصرف وطلحة بن نافع وطريف بن سفيان السعدى و
 طلق بن حبيب وعبد الله بن الحسن بن الامام حسن عليهم السلام وعبد الله بن أبى بنج
 وعبد الله بن عثمان بن خثيم وأبى عثمان الكلى وعبد الله بن أبى جيبه وعبد الله
 بن عبد الرحمن الكلى وعبيد الله بن داود أبى الجالد وعبد الله بن نافع مولى
 ابن عمر وعبد بن حميد الانصارى وعبد بن سعيد المقرئ وعبد الله بن عمر بن حفص
 العمرى وعبد الرحمن الاوزاعى وعبيد الله بن عمر بن حفص العمرى وعبيد الله بن أبى
 زياد الكلى وعبد الرحمن بن عبد الله المسعودى وعبد الرحمن بن شروان وعبد الملك
 بن يسره وعبد الملك بن أبى بكر بن حفص بن عمر بن سعد وعبد الملك بن ياسر الشيبانى

وعبد الغزي بن ربيع وعبد الكريم بن ابى المخارق وعبد بن معتب وعلي بن الاقمر
وعطاء بن ابى رباح الكلى وعطاء بن السائب وعطاء بن عجلان وعطية بن سعد الحنفي
وعطية بن الحارث وعمر بن عبد الله بن اسحاق الشيبى وعمر بن مرة وعمر بن دينار
ابو محمد الكلى وعمر بن شعيب بن محمد بن عبد الله بن عمر بن العاص وعامر بن شراحيل ابو عمر
الشيبى وعامر بن السبط وعامر بن عبد الله بن قيس ابى بردة بن ابى موسى الاشعري وعثمان
بن عاصم الاسدي وعثمان بن عبد الله بن وهب وعاصم بن ابى النجود وعيسى بن ابى
ليلى وعثمان بن عبد الرحمن وعاصم بن كليب الجهمي وعاصم بن سليمان الاحول وعدي
بن ثابت وعمر بن ذر الهذلي وعمر بن بشير الهذلي وعمار بن عبد الله الجهمي وعون بن
عبد الله بن عتبة بن مسعود وعون بن ابى جحيفة وعكرمة مولى ابن عباس وعقبة بن عبد الله
بن عتبة بن مسعود وعثمان بن راشد وعلقمة بن مرشد وعبد بن ابى لبابة والعلاء بن
زهير وعيمير بن سعيد الكوفي وعيسى بن علي الصقل وعبد الرحمن بن خنم وغالب بن نزل
الكوفي وخيلان وفراس بن يحيى الهذلي وفرات بن عبد الرحمن القرظي والقاسم بن جابر
بن عبد الله بن مسعود والقاسم بن محمد الكوفي وقيس بن مسلم وقتادة وكدام بن عبد الرحمن الشامي
وكثير بن الربيع الاصم وليث بن ابى سليمان ابن ابى بكر وموسى بن طلحة الكوفي وموسى بن
ابى كثير الكوفي ومنهال بن عمرو الاسدي ومنهال بن غنيفة ومنهال بن الجراح ومحارب
بن دينار ومن بن عبد الرحمن بن عبد الرحمن بن مسعود ومسلم بن كيسان ومنصور
بن المعتمر ومنصور بن زاذان ومنصور بن دينار وميمون بن مهران وميمون بن يونس
ومجالد بن سعيد الكوفي ومرزوق ابى بكر ومجول ابى عبد الله الشامي ومجول بن راشد
وموسى بن ابى عائشة ومعاوية بن اسحاق ومالك بن انس الامام ومناذير مولى ابن عمر

نافع بن درہم و ناصح بن مجلان و نعمان و نصر بن طریف البصری و شیم بن حبیب ہشام
بن عائد الاسدی الکوفی و واصل بن جہان الاسدی و واصل بن سلیم و وائد بن یحیٰ
الکوفی و الولید بن سرج مولى عمرو بن حرث و الولید بن عبد اللہ الزہری و یحییٰ بن عبد اللہ
الجابر و یحییٰ بن سعید الانصاری و یحییٰ بن ابی جبہ و یحییٰ بن عائد الکوفی و یحییٰ بن عبد اللہ
بن مہذب و یحییٰ بن عمر بن سلمہ الہمدانی و یحییٰ بن عبد اللہ الاصلح و یزید بن مہذب الفقیر
و یزید بن عبد الرحمن ابی خالد و یزید بن عبد الرحمن و یزید بن ابی زیاد ابو عبد اللہ
الکوفی و یونس بن عبد اللہ بن ابی فروہ و یونس بن زہران و یعلیٰ بن عطاء الطائفی و
یاسین بن معاذ ابی خلف الزیات و غیرہم من الاعیان الثبت۔

حدیث نبوی امام صاحب کی قیمت میں یہ خصوصیت حق سبحانہ نے بہت
بیک واسطہ وافر رکھی تھی کہ متعدد صحابہ میں اور آپ میں صرف ایک تابعی
جلیل واسطہ روایت ہوا کرتے ہیں، چنانچہ

(۱) حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے آپ نے امام حسن و امام
حسین علیہما السلام و حضرات جابر۔ ابن عباس۔ مسور بن مخرمہ۔ ابو ہریرہ و
اہل بیت المؤمنین حضرات عائشہ و ام سلمہ و صفیہ کی حدیثیں نہیں۔ ملاحظہ ہو فقہ اہلبیت
جلد سوم ص ۱۶۱ جس سے ثابت ہے کہ امام ابو حنیفہ و زہری و ابن جریر کو امام
زین العابدین سے روایت کر نیکا شرف حاصل رہا۔

(۲) امام محمد باقر علیہ السلام سے آپ نے مرویات امام زین العابدین
و حضرات جابر و ابو سعید ابن عمر و ابن جعفر و ابن عباس نہیں اور روایت
کیں۔

(۳) شعبی سے حضرات علی وعائشہ وام سلمہ وعمران بن حصین وجبر بن عبد اللہ
وابو ہریرہ وابن عباس وابن عمر و حدی بن حاتم ومنیرہ بن شعبہ کی حدیثیں نہیں۔
(۴) عطاءؓ کی سے حضرات عائشہ وابو ہریرہ وجابر بن عبد اللہ وابن عباس
وابن عمر وابو سعید وام سلمہ وغیرہم کی حدیثیں نہیں۔
(۵) زید بن اسلم سے حضرات ابن عمر وسلمہ بن اکوع وجابر و انس وغیرہم
کی حدیثیں نہیں۔

(۶) ابو زبیر سے حضرات جابر وابو ہریرہ کی حدیثیں نہیں۔
(۷) اسمعیل بن خالد سے حضرات عبد اللہ بن ابی اوفی وابو جحیفہ وعمر
بن حریش کی حدیثیں نہیں۔

(۸) قتادہ سے حضرات عبد اللہ بن سہب اور انس کی حدیثیں نہیں۔
(۹) عمرو بن دینار سے حضرات ابن عباس وابن عمر کی حدیثیں نہیں۔
(۱۰) طاؤس سے حضرات زید بن ثابت۔ ام المومنین عائشہ۔ زید بن
ارقم وابو ہریرہ کی حدیثیں سماعت کیں۔

(۱۱) عکرمہ سے حضرات علی وعائشہ وعقبہ بن عامر وابو ہریرہ وغیرہم کی
حدیثیں سماعت کیں۔

(۱۲) مقسم مولیٰ ابن عباس سے حضرت ابن عباس کی حدیثیں نہیں۔

(۱۳) نافع مولیٰ ابن عمر سے حضرات ابن عمر وعائشہ وابی ہریرہ وام سلمہ
ورافع بن خدیج کی حدیثیں نہیں۔

(۱۴) سالم سے حضرات عائشہ وابن عمر وابو ہریرہ ومنیرہ ورافع بن خدیج کی حدیثیں نہیں۔

(۱۵) سلیمان بن یسار سے حضرات عائشہ و ابو ہریرہ و زید بن ثابت و ابن عباس و میمونہ کی حدیثیں سماعت کیں

(۱۶) عطاء بن یسار سے حضرات میمونہ و زید بن ثابت و ابو ایوب انصاری و عائشہ و اسامہ کی حدیثیں نہیں۔

(۱۷) عبد الملک سے۔ حضرات ابو بکرؓ و مغیرہ۔ ابن زبیر۔ جابر۔ جنذب بن عبد اللہ و عدی بن عاتم کی حدیثیں نہیں۔

(۱۸) محمد بن منکدر سے حضرات ابو ہریرہ۔ قتادہ۔ انس۔ جابر و ابن عباس و غیرہم کی حدیثیں نہیں۔

(۱۹) زہری سے حضرات جابر ابن عمر اور انس کی حدیثیں نہیں۔

(۲۰) ربیعہ رائی سے حضرت انس کی حدیثیں نہیں۔

(۲۱) عبد اللہ بن دینار سے حضرات ابن عمر و ابن عباس کی حدیثیں نہیں۔

(۲۲) ابو اسحق سبیعی سے زید بن ارقم و ابن عمر و عدی و براء بن عازب کی حدیثیں سماعت کیں۔

(۲۳) محارب بن دثار سے حضرت جابر اور ابن عمر کی حدیثیں نہیں۔

(۲۴) سماک سے حضرات جابر بن سمرہ و ابو موسیٰ اشعری کی حدیثیں سماعت کیں۔

(۲۵) زیاد بن علاقہ سے حضرات قطبہ بن مالک اسامہ بن شریک و

مغیرہ و عرفجہ کی حدیثیں سماعت کیں۔

(۲۶) ابو الزناد سے حضرت انس کی حدیثیں سماعت کیں۔

- (۲۷) ثابت بنانی سے حضرت انس کی اودان عمر کی حدیثیں۔
- (۲۸) ابو بردہ سے حضرت ابو موسیٰ سیدنا علی و زبیر بن عوام و حذیفہ و عبداللہ بن سلام و ابو ہریرہ کی حدیثیں۔
- (۲۹) علی الاقر سے ابو جحیفہ کی حدیثیں۔
- (۳۰) عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے حضرات عائشہ و ابو ہریرہ و ابن عباس و ابو سعید کی حدیثیں۔
- (۳۱) ابو رجا و عطاردی سے حضرات عمر فاروق و علی رضی و عثمان و عمر و ابو موسیٰ کی حدیثیں۔ ابو رجا بصرہ میں ششہ میں وفات پائے۔
- (۳۲) یزید بن عبدالرحمن سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیثیں ملیں۔
- (۳۳) عبداللہ بن حبیب سے حضرت ابو درداد رضی اللہ عنہ کی حدیثیں ملیں۔
- (۳۴) عبدالکریم بن ابی الحارث ابو امیہ سے ام عطیہ۔ سور بن خرمہ اور انس رضی اللہ عنہم کی حدیثیں ملیں۔
- (۳۵) عیثم سے حضرت انس بن مالک کی حدیثیں ملیں۔
- (۳۶) معن سے حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیثیں ملیں۔
- (۳۷) مسلم بن کیاں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیثیں ملیں۔
- (۳۸) ابو حصین عثمان بن عامر اسدی سے حضرت رافع بن خدیج کی حدیثیں ملیں۔
- (۳۹) عامر بن کلیب سے حضرت وائل بن حجر کی حدیثیں ملیں۔

(۴۰) یزید بن صہیب الفقیر سے حضرت جابر بن عبد اللہ کی حدیثیں ملیں۔

(۴۱) امام حسن بن الحسن علیہما السلام سے حضرت امام حسن علیہ السلام امام حسین علیہ السلام اور ابوسعید الخدری کی حدیثیں ملیں۔

(۴۲) امام حسن بصری سے حضرات عمران بن حصین - مغیرہ بن شعبہ - ابن عباس - ابن عمر اور ابی بکرہ کی حدیثیں ملیں۔

(۴۳) عبدالرحمن بن خرم سے حضرت انس بن مالک کی حدیثیں ملیں۔

(۴۴) محمد بن سعد بن زراہ کے توسط سے حضرت ابوامامۃ الباہلی کی حدیثیں ملیں۔

(۴۵) یونس بن زہیر سے حضرت خنشاں رضی اللہ عنہ کی حدیثیں ملیں قال فی التحرید الخنشاں یروی یونس بن زہیر عنہ و فی الخلاصۃ الخنشاں الیتمی العنبری صحابی۔

(۴۶) عبد اللہ بن ابی حبیب سے حضرت ابو درداد کی حدیثیں ملیں۔

(۴۷) ثواب بن عبید اللہ الیتمی سے حضرت عارث بن سواد کی حدیثیں ملیں۔

(۴۸) عبدالرحمن الاعرج سے حضرات ابو ہریرہ ابو سعید و عبد اللہ بن بکینہ کی حدیثیں ملیں۔

(۴۹) عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے حضرات ابو ہریرہ اور ام المنین ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی حدیثیں ملیں۔

(۵۰) حدی بن ثابت سے حضرت براء بن عازب کی حدیثیں ملیں۔

(۵۱) ابی ہند الحارث سے حضرت ام حانی ہمشیرہ سیدنا علی کی حدیثیں

ملیں۔

جا پانچ اور تحقیق کر نیکے مستحق تھے اور آپ کے قواعد تحقیق صحت حدیث زیادہ تر قابل قبول ہیں
 (۱۱) ابو حنیفہ کے عندیہ میں وہی روایت حجت ہو سکتی ہے جو باللفظ مروی ہو یعنی پیروانی
 نے بوقت روایت انہیں لفظوں میں حدیث سنا لی ہو جن لفظوں میں اس نے سماعت کی تھی۔
 قال ابن الصلاح ومن مذاهب التشدد مذہب من قال لا حجة الا بما رواه الراوی من حفظه
 تذکرہ وذلک مروی عن ابی حنیفہ و مالک۔ انفیہ میں ہے جو شخص الفاظ کے مدلول سے بخوبی
 واقف نہ ہوا و مکتوض رہے کہ روایت باللفظ ہی کرے۔

قال ابن خلدون والامام ابو حنیفہ انما قلّت روايته لما شدّ في شروط الرواية
 والعمل وضعف روايته الحديث اليقيني اذا عارضها الفعل انفي وذكر الحافظ ابو سعيد عن علي بن
 الحسين عن ابيه قال سئل ابن معين عن رجل يحد الحديث ثم لا يحفظ ايحدث به قال كان ابو حنیفہ
 يقول لا يحدث الا من يحفظ ويعرف۔

امام مالک اور یحییٰ بن معین نے تو آپ کی اس شرط کو تسلیم کر لیا مگر ابن الصلاح نے آپ کو
 مشدّد کا خطاب سرفراز فرمایا۔

(۱۲) آپ کے نزدیک مستحکم زبان سے سننے والے لوگ لفظ حدیث کے ساتھ
 روایت نہیں کر سکتے تھے قطع المغیث میں ما فظ ابن کثیر کہتے ہیں امام ابو حنیفہ کا یہ اصول مقول
 تو ہے مگر اس سے قلب روایت کا خوف ہے۔

(۱۳) بعض ائمہ حدیث کے عندیہ میں حدیث اور اخبار اور انباء نامعنی واحد میں
 مستعمل ہو سکتے تھے چنانچہ امام حن البصری نے جن صحابہ سے نہ سنا تھا ان کی روایتیں بھی
 کے لفظ سے سنا دیں اور تاویل یہ فرماتے تھے میں نے سنا نہ سنا مگر میرے شہر والوں نے
 تو سنا تھا اور یہ کافی ہے۔ زبانی قطع المغیث، مگر ابو حنیفہ نے کہا چونکہ حسن اور صحابی کے

ماہرین جو شخص ہوتا تھا اسکی حالت کی خبر نہیں ہوتی تھی لہذا ایسی روایت منکر ہے اور لفظ حدیث سے ہرگز مروی نہ کیجا سکتی۔

دہی بعض ائمہ حدیث کے نزدیک تحریر شدہ اجزاء حدیث ہوتے تھے مگر پھر بھی وہ بوقت روایت زبانی روایت کیا کرتے تھے اسکی بھی امام ابو صنیفہ نے روک تھام کی اور فرمایا راوی کو بوقت روایت اون اجزاء کے کل حدیث لفظ بہ لفظ یاد ہوں ورنہ اجزاء حدیث کو پڑ کر سنایا کرے امام مالک کے عندیہ میں بھی یہ پابندی ضروری تھی۔

دہی ابو صنیفہ روایت باللفظ کی سختی کے ساتھ پابندی کرتے تھے مگر اون حدیثوں کی جو بالمعنی روایت ہو چکی روک تھام نہیں کر سکتے تھے پھر بھی اون پر ذیل کی شرطیں عائد کر دیں کہ :- (۱) روایت بالمعنی کے کل راوی ختمیہ ہوں یعنی الفاظ حدیث کے فہم اثر اور مطلب اور مشاہد مبارک حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بخوبی واقف ہوں اور یہ روایت بالمعنی ابو صنیفہ کے نزدیک پہلے درجہ کی تھی۔

(۲) روایت بالمعنی کے راوی صرف ثقہ عدول و صدوق ہی ہوں اور فقیر نہ ہوں تو امام صاحب کے عندیہ میں ایسی حدیث کے لئے ایک اور شاہد کی ضرورت ہے ورنہ آپس درایتہ جائز رکھا ہے اور اس حدیث کا آپ کے نظریہ میں دوسرا درجہ تھا چنانچہ اوزاعی کے منظر میں حماد اور ابراہیم کو تھا ہمت کی وجہ سے نافع پر ترجیح دی آپ کے نقطہ نظر سے درایت کے لئے یہ اصول ضروری تھے کہ (۱) مضمون حدیث قرآن کے خلاف نہ ہو (۲) مضمون حدیث عقل قطعی کے خلاف نہ ہو (۳) مضمون حدیث واقعات مشہورہ اور اصول جمع علیہا کا مخالف نہ ہو (۴) حسن اور مشاہدہ کے خلاف اوہمیں کوئی بات نہ ہو (۵) شان نبوت کے منافی کوئی امر ہو وغیرہ۔

علامہ ابن خلدون نے مقدمہ تاریخ میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے قواعد درایت وضع کئے اور فرمایا جو حدیث کہ عقل قطعی کی مخالف ہے وہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سکتی۔

افسوس ہے کہ اکثر اہل روایت نے اس سے عہد اعراض کیا جس کا آج یہ افسوس کا نتیجہ ہوا کہ بہت ساری روایتیں جو اصول جمع علیہا اور عقل قطعی اور شان نبوت کے سرخلاف ہیں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوئیں چنانچہ روایت تملک الغنائق اعلیٰ جو ابو حنیفہ کے عندیہ میں کذب مطلق تھی آج بھی بعضوں کے نزدیک صحیح الاسناد تصور ہے۔

۷، روزمرہ عبادات اور معاملات میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی قول منسوب ہو تو اکثر صحابہ کا اس سے واقف رہنا ضروری ہے اگر کسی ایسے روزمرہ معاملت یا معاملت میں کوئی خبر احادیث ہوتی تھی تو امام ابو حنیفہ اس خیال سے کہ اس سے اور صحابیوں کا بھی واقف رہنا ضروری ہے شہادت طلب کرتے تھے اگر شہادت پیش نہ کی جاتی تھی تو اپنے قواعد درایت سے اس حدیث کی جانچ اور تحقیق فرمایا کرتے یہ آپ کی علوئے تورع کی دلیل تھی چنانچہ وکیع بن الجراح فرماتے تھے کان ابو حنیفہ اورع فی الحدیث۔ ابو حنیفہ حدیث کے لینے میں بڑے متورع تھے۔

گراہل روایت اپر کمپوں خاموش رہتے انکے دفتر کے دفتر کس مصرف کے ہوتے انہوں نے ایک ساتھ بلوہ شروع کر دیا کہ ابو حنیفہ اپنی قیاس کو حدیث میں جائز تصور کرتے ہیں بلکہ حدیث کے مقابلہ میں قیاس کو ترجیح دیتے ہیں۔

ابو حنیفہ کے منہ پر تو کسی کی مجال نہ ہوئی کہ انہیں ٹوکے یہ ساری چیزیں پکار ۲۲ء سے شروع ہوئی جبکہ امام ہی رہے نہ ابو یوسف رہے اور نہ محمد بن الحسن تھے۔

قرآن وحدیث

ہم مسلمان قرآن کے لفظ لفظ کو کلام اللہ مانتے ہیں اور اس کے ہر لفظ کو متواتر جانتے ہیں از ابتداء تا انتہا اور کو واجب التعمیل اور قابل تعظیم مانتے ہیں یہی حدیث اگرچہ باللفظ اور متواتر مروی ہے تو بعد کلام اللہ کے علی الراشدین بلاچوں و چراہے صیالہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے یا جاد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بانی ہودائی فعلی الراشدین اور حدیث متواتر قبول محدثین گنتی کے چند ہیں اور باقی اخبار احاد ہیں۔ جو مفید ظن ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے اصول روایت باللفظ کی نید اگر مابعد کے محدثین سختی کے ساتھ ملحوظ و مرئی رکھتے تو آج ہر حدیث کا مرتبہ تواتر کا رہتا مگر محدثین نے افسوس ہے کہ اس اصول کی پابندی بخوف قلت روایت مرئی نہ رہی جبکہ افسوس ناک نتیجہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل الفاظ نہ ملنے سے اصل مفہوم اور منشا نبوتی سے ہم محروم رہ گئے اور بعض بعید القتل امور بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو رہے خدا اپنی رحمت نازل کرے امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا لا حجة الا بآراء الراوی من حفظه و تذکره (ابن الصلاح) وقال ما خالف عقلی فہو کذب و زور (ابن خلدون) وقال ما خالف الاصول مجع علیہا لا یقبل مہنا و ذلک فی اخبار الاحاد فانکر علیہ اصحاب الروایۃ و قد اخطا فی ذلک کتاب الکنی لابن عبد البر صاحب کتاب الکنی نے سچ کہا کہ اگر باب روایت ابو حنیفہ کی مخالفت کر کے سخت غلطی کے مرتکب ہوئے کیونکہ اسی خطا کی بدولت آج ہماری حدیث کی کتابوں میں (۱) و تلک الضریق العالی (۲) المعوذین لیتا بالقرآن (۳) کذب ابرہیم ثلاثا (۴) فقال عمر انہجر دہ من شرہ ان یلقی اللہ طاہر علیہ تروج الخرائر (۶) حدیث ہاروت و ماروت (۷) من قرأ ثلث القرآن علی طہر النبوة داخل نہ تو میں۔

اہل روایت کا سارا دار و مدار راویوں کے معتد اور غیر معتد سمجھے جانے پر ہے

جس راوی کو انہوں نے ثقہ - عدول صدوق اور ضابطہ جانا اس کی روایت کو بلاچوں و چرا تسلیم کر لیا اور حکموا انہوں نے نامعتبر - غیر ثقہ کذب اور غیر ضابطہ تصور کیا اس کی روایت کو غیر معتبر سمجھا۔ اور یہی اصول اکثر ائمہ کے عندیہ میں مسلم ہے۔ مگر دیکھنا یہ چاہئے آیا راویان حدیث جس طرح اوئی نسبت گمان کیا گیا ہے، فی نفس الامر ایسے ہی تھے یا نہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ اہل الزامیت نہایت متورع اور متقی تھے مگر انہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں تین چار۔ پانچ بلکہ چھ سات اور بھی نفوس ہوتے تھے۔ بخاری مسلم ابو داؤد ترمذی۔ حاکم بیہقی۔ طبرانی ابن مردویہ ابن ابی شیبہ وغیرہم اصحاب الکتاب نے تو اپنے شیوخ کے سوا جن سے حدیث کی سماعت کی تھی اوپر کے کسی راوی کو بحشم خود دیکھا نہ تھا اور نہ ہی اون سے کچھ سنا تھا پس اس امر کا یقین کر لینا کہ اوپر کے کل رواۃ حدیث معتمد ثقہ عدول اور صدوق تھے اور ان لوگوں نے نصوص یا منشاء حدیث کی ادائیگی میں کوئی غلطی نہ کی اور نہ اصل حدیث میں کوئی افراط و تفریط کی یہ محض خوش عقیدگی ہے اسی طرح سے اس امر کا باور کر لینا کہ اوپر کا کوئی راوی نامعتبر - غیر ضابطہ - کذب اور غیر ثقہ تھا ظلم صریح ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ رجال کی کتابوں میں اوپر کے راویوں کے کل حالات مل جاتے ہیں یا یہ کہ اصحاب کتب حدیث نے اپنے شیوخ سے اوپر کے راویوں کے حالات معلوم کر لئے تھے قطعی اطمینان کے لئے کافی نہیں کیونکہ رجال کی کتابوں میں تو اور بھی مشکلیں پیدا کرتی ہیں بیسیوں ایسی نظیریں انہیں ملتی ہیں کہ ایک کتاب میں جس راوی کو ثقہ کہا ہے دوسری میں اسی کو یس ثقہ کہا گیا ہے اس سے بھی بڑھ کر یہ بات ان کتابوں میں موجود ہے کہ ایک ہی کتاب یا ایک ہی راوی کو ثقہ اور نیز یس ثقہ کہا گیا ہے۔ بلکہ ایک ہی کتاب رجال میں ایک ہی نقاد حدیث نے ایک ہی راوی کو ثقہ بھی کہا ہے اور دو چار سطروں کے بعد اسی کو پھر یس ثقہ بھی

کہا ہے اور نیز ایک امام فن نے ایک شخص کو لایحیج بہ کہا اور دوسرے نے او کو یحیج بہ کہا ہے اور
 بعض وقت تو کسی راوی کو سات آٹھ نقادان حدیث کے کذاب یا لاشی اور وضاع کہتے
 پر بھی ایک شخص نے اس کی حدیث اپنی کتاب میں داخل کر دی ہے پس ایسی کتابیں قطعی طور پر معیاً
 تنقید کی شمع ہدایت نہیں سکتیں اب رہی زبانی تنقید یہ تو کتابوں سے بھی کہیں گئی گزری ہے
 بخاری کے ایک شیخ نے ایک راوی کو ثقہ کہا ہے تو اوہنی کے ایک دوسرے شیخ نے اس
 راوی سے حدیث لینا مکروہ جانا ہے اس کی بھی مثالیں بہت سی ہیں چنانچہ یحییٰ بن معین اور
 امام احمد ابن حنبل دونوں امام بخاری کے شیوخ فی الحدیث تھے یحییٰ بن معین خدا کی قسم کھا
 کہتے تھے۔ احمد بن عیسیٰ المصری التستری ہو گداز اور امام احمد فرماتے تھے "ہو ثقہ"
 اور بخاری نے ان سے حدیث لی ہے۔ بعض وقت ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک صاحب
 کتاب نے ایک ایسے شخص سے بھی روایت کی جس کو ایک جماعت محدثین نے وضاع اور
 کذاب کہا ہے چنانچہ ترمذی نے اپنے صحیح میں محمد بن زیاد سے روایت کی ہے حالانکہ
 محمد بن زیاد کی شان میں اور سارے محدثوں نے یہ لفظ کہے ہیں قال احمد ہو کذاب خبیث
 یضع الحدیث وقال یحییٰ بن معین کذاب غبیث قال ابن جہان کان یضع الحدیث قال البخاری
 والنسائی والعلّاس والوحاتم متروک وقال السعدی والدارقطنی کذاب اور تو اور خود اپنے
 استاد بخاری کے متروک کو ترمذی نے ثقہ سمجھا اس کی حدیث لی۔ ایسی صورت میں ہم
 کیسے تسلیم کر سکتے ہیں کہ رواۃ کی مہینہ نقاہت اور عدالت اور ضبط معیار صحت کے لئے کافی ہے
 یہ تو محض اپنے جذبہات کے اظہار اور شخصی رائے ہیں۔ صرف تابعین کی حد تک نقاہت
 اور عدالت رواۃ کی شرط صحت حدیث کے لئے کافی منظور ہو سکتی ہے کیونکہ نبوائے الصلوٰۃ
 کلہم عدول کے صحابہ کی عدالت و رائے مشکوک ہے اور ایک حد تک تابعی بھی ثقہ اور عادل

اور ضبط فی الروایت میں معروف ہو تو او کی روایت بھی صحیح تسلیم کی جاسکتی ہے کیونکہ تابعی سے جس شخص نے سنا اس نے اس کو تابعی کو بخیر خود بھی دیکھا تھا اور دوسرے اقران سے بھی اس کے معتبر ہونے کو اپنے کانوں سے سن پایا تھا۔ عور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ امام ابو حنیفہ اس پہلو سے بھی تیسری صدی والوں پر ہر طرح فوقیت رکھتے ہیں۔ باوجود اس تفوق کے انہوں نے جب تابعین کے لئے روایت باللفظ، نقاہت اور شاہد کی ضرورت لازمی قرار دی تھی تو تیسری چوتھی صدی والوں کا یہاں ذکر کیا ہے۔ امام صاحب کے اذرع فی الحدیث ہونے کی یہ تہا قوی دلیل ہے کہ آپ نے اس حدیث نبوی کا سختی سے التزام فرمایا نصر اللہ مراعہ مناسبات قبلہ کما سمعہ (حدیث جیسا سنے ویسے ہی بیان کرے)

اس کے بعد اہل نظر کے پاس ابو حنیفہ کے ان دو اصول یعنی شاہد اور درایت کے سوا اور کو نہ سطر ترقیہ معیاریت حدیث قائم کر نیکیے لئے باقی رہتا ہے۔ رحم اللہ بابا حنیفہ حیث قال لا حجتہ عندنا الا بفارواہ الراوی من خطۃ و تذکرہ ولا یجوز الروایتہ بالمعنی اذا خالف عقل القطعی والاصول الجمع علیہا و اذا لم یکن شاہد لہ (عقود الجمان)

بعض متاخرین نے جنہیں مشدین کہا جاتا ہے جہاں اور کتب حدیث کی درایتاً تنقید کی ہے وہاں محض اپنی خوش عقیدگی سے صحاح ستہ کو اس تنقید سے مستثنیٰ کر دیا گویا دوسرے لفظوں میں بخاری و مسلم و ترمذی و ابوداؤد و نسائی اور ابن ماجہ کے اندھے مقلد ہو رہے جیسا کہ بعض لوگ انکار تقلید کے باوجود ان اصحاب ستہ کی آنکھ بند کر کے تقلید کرتے ہیں ایسے ہی اگر چہ حنفیوں نے امام ابو حنیفہ کی تقلید کی ہے تو کون بڑا کیا؟ فصل میں تو وہ اور ہم دونوں برابر ہیں مگر قول میں وہ ليقولون لا فیعلون کے تحت ہو کر اپنے کو غیر مقلد کہتے ہیں اور ہم اپنے قول و فعل سے مقلد ہیں۔ وہ تیسری اور چوتھی صدی والوں کی تقلید کرتے ہیں اور ہم ایک

جلیل القدر تابعی کے مقلد ہیں۔

مگر اس طبقہ مشہدین کے امام علامہ جمال الدین ابو الفرج ابن ابی جوزی نے نہایت انصاف اور جرات سے صحاح کی بھی تنقید کی اور پکار کر کہا ہے کہ بخاری کی ۲۰۰۰۰ مسلم کی ۱۰۰۰۰ مسند احمد کی ۳۸۰۰۰ ابوداؤد کی ۹۰۰۰ ترمذی کی ۳۰۰۰ نسائی کی ۱۰۰۰ ابن ماجہ کی ۳۰۰۰ اور مسند حاکم کی ۶۰۰۰ روایتیں موضوع اور لا اصل ہیں۔

اس پر بعضوں نے جن کو سچے عقیدہ مند کہنا چاہئے ابن جوزی کا تعقب کیا اور کش کی کہ ابن جوزی نے جن حدیثوں کو موضوع کہا ہے انہیں ثابت کریں مگر عیشتے بعد از جنگ نجاب کیا ہو سکتا۔ بات جہاں کی تاں رہی

حدیث کی تحقیق اور جانچ میں امام ابو حنیفہ کو جو ملکہ حاصل تھا اور اس کے عمدہ قواعد اور ضوابط جو انہوں نے وضع کئے تھے انہیں سنہ ۲۹۰ سے نہایت استحسان سے دیکھا جانے لگا اور بڑے بڑے محدثوں نے اسکی پابندی کا التزام کر لیا اسی نقطہ نظر سے امام ابو حنیفہ کو زمانہ امام اعظم مانتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ امام محمد بن سفیان بن عیینہ نے آپ کی نسبت یہ فرمایا تھا۔

قال عبد الله بن المبارك سالت سفیان عن ابی حنیفۃ قال کان لایاخذ بالامحاج

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان شدید المعرفة بالناسخ والنسخ وکان یطلب احادیث النفاث والآخر من فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم سفیان ثوری فرماتے تھے امام ابو حنیفہ اس روایت کو ہی لیا کرتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جاتی تھی آپ کو ناسخ و نسخ کی بڑی پہچان تھی آپ ہمیشہ ثقہ راویوں کی حدیث کو دہونڈا کرتے تھے اور آخر فضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کو ہمیشہ تجویز رہی۔ اور آپ کا البصر الناس فی الحدیث ہونا بھی قبول منصور بن معتمر

ثابت ہو چکا ہے۔ قال الطحاوی حدثنا سلیمان بن شعیب ثنا ابی قال املأ علینا ابو یوسف قال قال ابو حنیفہ للثعلبی الرجل ان یکدث من الحدیث الا ما یحفظ من یوم سمع الی یوم یکدث و حاصل لا یجوز الروایتہ بالسنی۔ امام صاحب فرماتے تھے روایت بالسنی بڑے خطرہ کی بات ہے اس سے بچنا پر ہیز گاری ہے۔

تتبع حدیث

تتبع حدیث ہر مسلمان کا حق ہے اور مسلمان پر فرض ہے کہ وہ فن حدیث حاصل کرے۔ احادیث بخاری کے ہوں کہ طحاوی کی۔ مسلم کی ہوں کہ طبرانی کی۔ امام احمد کی ہوں کہ امام نسائی کی۔ کل کی کل بالسنی مروی از قسم احاد اور مفید ظن ہیں۔ یہ قطعی الشبوط والہ ہو نہیں سکتیں جیسا کہ قرآن ہے اور ان کا مرتبہ خصوص قرآنی جیسا نہیں۔ ہاں وہ حدیث جو الفاظ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہم تک بعینہ پہنچی ہے اور جبکی صحت مشہور اور متواتر ہے یقیناً وہ نص قطعی بمرتبہ آیت قرآنی ہے۔ ہمارے محدثین نے جمع احادیث میں دقتیں اٹھائیں کو انہیں اور عمر میں صرف کس تو جب کہیں ہم خلف ان کی محنتوں اور مشقتوں کے ذخائر سے آج مستفید ہیں۔ خدا اے پاک ہمارے محدثین کو درجات جنات عطا فرمائے۔ یہ نہ ہوتے تو حدیث کا فن ہی ضائع ہو جاتا۔ مگر جمع حدیث میں ان سب کا دار و مدار محض راوی کے معتمد یا غیر معتمد رہنے پر منحصر تھا۔ حکوان بزرگوں نے معتبر وثقہ جانا اس کی حدیث لی اور جبکو غیر ثقہ و صدوق سمجھا اس کی حدیث نہ لی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ احمدیوں یا بخاری۔ مسلم ہوں کہ طبرانی انہیں اور آنحضرت میں تین چار بلکہ پانچ چھ واسطے درمیان میں ضرور تھے۔ ان حضرات نے محض اپنے اپنے اساتذہ ہی سے ملاقات کی اور انہیں دیکھا بھالا تھا۔ اپنے اپنے اساتذہ کی نسبت ان ائمہ حدیث نے جو رائے قائم کی وہ ہم مانتے ہیں کہ درست ہوگی مگر ان سے اوپر والوں کا حال انہیں جو بھی معلوم ہوا تھا محض سماعت اور قیل وقال سے تھا۔ ہمارا یہ عقیدہ کہ چونکہ امام بخاری فن حدیث کے امام تھے

اور امام مسلم ثقہ و محدث تھے لہذا ان کے ہر حدیث کے راوی سارے کے سارے جو ائمہ ثرت سے لیکر ان تک تھے ثقہ و صدوق ہوں گے حسن بن اور نیک گمان ہے۔ مگر واقعہ اسکے خلاف اکثر دکھائی دیتا ہے۔ جب حسن بن پر حدیث کی صحت و عدم صحت ٹھہری تو بیحد حسن بن بخاری سے ہی مخصوص کیوں؟ امام احمد مسلم۔ طبری و طحاوی وغیرہم اس سے محروم کیوں؟ طبرانی و ویلی نے کونسا تصور کیا ہے جو اس روایت سے محروم کر دیئے گئے۔ اور اگرچہ ان میں اور تنقید حدیث کے لئے ضروری ٹھہری تو بخاری اس تنقید سے مستثنیٰ کیوں؟

رجال حدیث

یہ بھی خوش عقیدگی کہ ہمارے کتب رجال اوپر کے راویوں کے حال و حال کا آئینہ ہیں بالکلیہ ایمان بالغیب ہے اور تجربہ و مشاہدہ اسکے برخلاف ہے کتب رجال بھی انسانوں کی بنائی ہوئی ہیں۔ غلطیاں اور سہو نظریاں انہیں بھی ہیں۔ لیکن اب میں جب کو ثقہ لکھا ہے دوسری میں اس کو غیر ثقہ کہا ہے بلکہ ایک ہی کتاب میں ایک کو ثقہ بھی لکھا ہے اور غیر ثقہ بھی۔ بعض جگہ ایک ہی امام فن نے ایک شخص کو ثقہ بھی کہا اور کذاب بھی اور طرفہ تربیہ کہ ایک راوی کو ایک جماعت کذاب۔ متروک۔ وضاع اور رجال کہتی ہے مگر ایک امام فن علی الزعم ایسے سے حدیث روایت کرتا ہے۔ کیا اس سے انکار ہو سکتا ہے کہ بخاری اسید بن جمال سے جو جملہ محدثین کے پاس متروک و جال اور کذاب حدیثیں اپنی صحیح میں لے کر آئے یہ بھی ان کتب رجال میں دیکھا گیا کہ ایک جماعت محدثین ایک راوی حدیث کو ثقہ۔ صدوق اور محبت مانتی ہے اور صرف ایک محدث اس کو ناقابل روایت تصور کرتا ہے کیا یہ واقعہ نہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام جنگو امت امام۔ محبت اور ثقہ کہتی ہے امام بخاری کے پاس ناقابل روایت ہیں۔

امام بخاری اپنے فن کے استاد۔ اپنی آپ نظیر و خاص شان کے محدث ہیں مگر

(۵) حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما ان المیت یغذب بکاء اہلہ کو حضرت المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے لاتر وازوۃ و زر اخروی کے استدلال قبول نہ کیا۔ اور روفرمادیا کیا ہم اسکو صحیحین کی روایت ہونگی وجہ سے صحیح کہہ سکتے ہیں؟

(۶) حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما ان محمدؐ راى ربه کو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے قبول نہ کیا حالانکہ رویت باری بیداری میں آنحضرت کی ثابت ہے۔

(۷) حدیث وائل بن اجمر فی الرفع کو عبد اللہ بن مسعود نے قبول نہ کیا بلکہ ابراہیم نخعی نے بھی نہ لیا۔ کیا اسکو صحیح مان سکتے ہیں۔

امام ابو حنیفہ نے بھی اسی سنت صحابہ کی پیروی کی اور انہی کے اصول پر معرفت حدیث کے ضوابط وضع فرمائے جب حدیث ثابت ہو جاتی تھی تو شدت سے اسکی پابندی کرتے تھے چنانچہ فرماتے تھے اس معاملہ میں میں امیر المومنین علی ابن ابیطالب کا سختی سے پیرو ہوں کہ آنحضرت کی ہر بات کہلم کھلی ہوتی تھی۔

امام اور خطیب نے سعید بن مسعود سے روایت کی کہ انہوں نے فضیل بن عیاض سے اسباب حدیث سنا ابو حنیفہ کو جب صحیح حدیث لمباقی تو آپ اسکی سخت پابندی فرماتے تھے قطع نظر اسکے کہ وہ مرفوع ہو یا مرسل ورنہ قیاس کرتے تھے اور وہ قیاس بھی بہترین ہوا کرتا تھا۔

(۱۲) اس مسئلہ میں کہ کسی نے بھولے سے کھایا پیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا اور قضا نہیں امام صاحب کا قول ہے لولا جانی هذا من الآثار لا مرئ بالقضاء۔

(۱۳) اتر کو تونی بکتاب اللہ و بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تحدید الحجہ) کتاب اللہ اور حدیث کے خلاف اگر میرا قول ہو تو اوکو ترک کر دو۔

(۱۴) ما جاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بانی ہو و اخی فعلی الراس والحقین رضی اللہ عنہما

حضور کی حدیث سزاگوں پر ہے۔

(۵) اذ اصح الحديث فهو مذہبی (عقود الجمان) حدیث صحیح لکنی تو وہی بیابان
(۶) اذ اطلبوا العلم بلا حدیث فسدوا (میزان الشعرانی) بلا حدیث کے علم سیکھنا

فنا و پیدا کرنا ہے

(۷) علیکم بالاثار و طریقۃ السلف وایاکم و المحدثات فانہ بدعتہ (میزان شعرانی)
تم پر احادیث کا سیکھنا واجب ہے اور بدعت سے بچنا فرض ہے۔

(۸) المرسل محضہ عندی (میزان الشعرانی) مگر اہل الروایتہ کے نزدیک نہیں۔ کون
متبع بالحدیث ہیں غور کریں۔ ۱۔ خفی یا اہل حدیث

(۹) ضعیف الحدیث احبُّ ائی من آراء الرجال (عقود الجمان) لوگوں نے آراء
سے میرے نزدیک ضعیف حدیث جت ہے

(۱۰) قال و کعب بن الجراح سمعتُ ابا حنیفۃ یقول البول فی المسجد خیر من بعض القیاس و موثق
قیاس کرنے سے مسجد میں پیشاب کرنا اچھا ہے۔

(۱۱) اخرج الامام الزبانی علامہ محی الدین ابن عربی بمقتضی عن ابی حنیفۃ انہ قال
ایاکم والقول فی دین امتہ بالراس وعلیکم باتباع السنۃ فمن خرج عنها ضلَّ (میزان الشعرانی)

خدا کے دین میں اپنی رائے داخل نہ کرو و اتباع حدیث کرو جو اس سے بخلاوہ کلمہ ہے۔
(۱۲) ان ضعیف الحدیث کان اولیٰ عند ابی حنیفۃ من القیاس (ابن خرم و ابن حجر عسکری)

قیاس سے حدیث ضعیف ابو حنیفہ کے پاس بہتر ہے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس قدر متبع بالکتاب والسنۃ ہونے کے بعد ہم کسی معاند کے
مخالفاً قول پر کوئی توجہ نہیں کر سکتے کہ امام ابو حنیفہ نے حدیث کا خلاف کیا ہوگا معاندین اگر

عناد اور حسد کو نکال کر اقوال ابو حنیفہ کا ماخذ ہونڈتے تو کتاب اور سنت کو آپ کا ماخذ دیکھتے مگر ان کا تو یہ گھنڈ ہے کہ کتب سنیہ کی حدیثیں خصوصاً مصححین کی ہی قابل تسلیم ہیں مگر ہم جانتے ہیں کہ یہ ادنیٰ خوش عقیدگی ہے۔ امام ابو حنیفہ نے جن ثقات اور اعیان محدثین اور کبار ائمہ تابعین سے سنا اور جنہیں بحشم خود دیکھا تھا وہ ان بزرگوار ان کتب سنیہ کے (مؤلفین کے) چار چار پانچ پانچ واسطوں سے شیوخ حدیث میں بلکہ ابو حنیفہ کے شاگرد بھی تو ان کے اکثر شیوخ ہوئے ہیں پس ابو حنیفہ کے مرویات متاخرین کی روایتوں سے بدرجہ اعلیٰ اصح اور ارفع ہیں۔ علاوہ براین اصحاب کتب سنیہ نے تو صرف من حیث الروایت بحث کی ہے مگر ابو حنیفہ نے تو حدیث کی درایت اور دانتا جانچ کی ہے لہذا ان کا معیار صحت ارفع و اعلیٰ ہوا۔

مثلاً امام بخاری و امام مسلم رحمۃ اللہ علیہا نے صحت حدیث کا معیار اتصال الرواۃ تھا بہت رواۃ مضبوط۔ عدم شذوذ و غیر ہم قرار دیا ہے اور یہ سب قطعی امور ہیں چنانچہ امام الحدیث علامہ محی الدین النوری الشافعی تحریر کرتے ہیں کہ محققین حفاظ کا یہی قول فضیل ہے کہ مصححین کی وہ محدثین جو تواتر کے درجہ کو نہیں پہنچے ہیں مفید ظن ہیں کیونکہ وہ اخبار احاد سے ہیں احاد کی نسبت یہ تصفیہ ہو چکا ہے کہ ان سے صرف ظن پیدا ہو سکتا ہے اور اس امر میں بخاری مسلم کے ساتھ سب محدثین برابر ہیں (شرح صحیح مسلم)

چونکہ اخبار احاد سے صرف ظن پیدا ہوتا تھا امام ابو حنیفہ نے شواہد اور اصول درایت سے احاد کی جانچ اور تحقیق کر کر ان کو احاد سے اونچے مرتبہ پر پہنچانے کی کوشش کی تاکہ دین کے اصول محض ظنیات پر قائم ہونے کے بجائے قطعیات پر مبنی ہوں۔ گویا امام صاحب نے دپردہ اسلام اور بانی اسلام کی خالصتہ بڑی خدمت کی۔ اسکے معاوضہ میں افسوس ہے کہ آج انہی معاندانوں نے اوٹے ملنے دے رہے ہیں۔

فہرست اخراج الکر دی باسنادہ الی ابی البتحری انہ قال دخل الامام ابو حنیفہ
امام اور محدث علی الامام محمد بن علی بن الحسین علیہم السلام فلما نظرا لیه قال کافی انظر الیک
 وانت تحئی سنتہ جدی علیہ الصلوٰۃ والسلام امام باقر علیہ السلام نے ایک نظر میں ابو حنیفہ
 سے فرمایا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو زندہ کرو گے،

(۲) روی التاج الاسلام عبد الکبیر السعانی باسنادہ الی حمزہ الثمالی قال کنا عند محمد بن علی
 اذ دخل علینا ابو حنیفہ فسالہ عن سائل شتی ثم خرج فقال ما احسن سمۃ واکثر فقیہ حضرت امام باقر
 علیہ السلام نے ابو حنیفہ سے ملنے کے بعد فرمایا اس کی شہرت بہت ہوئی اور اس کا فقیہ پھیل جائیگا
 (۳) ذکر الامام الزاہد السراجی باسنادہ الی النضر بن اسود قال شہدت
 حماد بن ابی سلیمان اذ جاورہ ابو حنیفہ فقال انت النعمان الذی ذکرنا ابراہیم فقال سئل
 زمانا یكون فیہ النعمان یحیی احکام اللہ وسنتہ رسولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام دابراہیم نخعی نے
 آپ کو محیی احکام الہی اور سنت نبوی فرمایا،

(۴) ذکر الامام السراجی باسنادہ الی النضر بن اسود قال خبرنی الکی بن ابراہیم (شیخ البخاری)
 قال اخبرنا محمد بن نعیم النحل ابو حنیفہ الی محمد بن سیرین بالبصرۃ فسالہ عن تاویل الروایۃ الی
 راحانی المنام فاجابہ بہا ودعاه لیکفی اللہ بک دینہ علی یدک دآپ کے ہاتوں پر خدا
 اپنا دین زندہ کرے گا،

(۵) ذکر الاسفرائینی باسنادہ الی علی بن احمد بنی الذی طعن فی ابی حنیفہ (دوہ شیخ البخاری) انہ
 سمعت امامنا عبد الرزاق یقول قال سمع بن راشد الامام فیہ ما عرف بعد الحسن احد المتکلم
 فی تفسیر الحدیث احسن معرفۃ منہ دسمع بن راشد نے کہا حسن بصری کے بعد ابو حنیفہ سے
 سے بڑھ کر حدیث کی تفسیر کرنے والے کو نہ دیکھا،

۶۶، قال ابو یوسف الامام ماراُست احداً علم بتفسیر الحدیث منہ ابو یوسف کہتے تھے ابو حنیفہ سے بڑے بکرم میں نے حدیث کا مفسر نہ دیکھا (امام ابو یوسف امام محمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین کے شیخ تھے) ۶۷، قال ابو یوسف السجی ماراُست صاحب حدیث افقہ من سفیان وکان ابو حنیفہ افقہ منہ اہل حدیث میں سفیان کو اور سفیان سے بڑے بکرم ابو حنیفہ کو میں نے فقیہ پایا۔

۶۸، قال ابراہیم بن طہمان (دو جوشخ البخاری) کان ابو حنیفہ امام کل معنی (ابراہیم بن طہمان نے کہا امام ابو حنیفہ ہر معنی کے بہ لحاظ امام تھے)

۶۹، قال جعفر بن محمد بن علی علیہم السلام کان ابو حنیفہ افقہ اہل بلدہ (امام جعفر الصادق نے فرمایا امام ابو حنیفہ اپنے وقت کے افقہ تھے۔)

۷۰، قال الواقدی کان مالک کثیراً ما یقول بقولہ (امام مالک آپ کے اکثر اقوال پر بخوبی دیتے تھے۔)

۷۱، قال محمد بن اسحاق بن یسار کان مالک ربما اعترف و اعترف بقولہ فی المسائل (امام مالک نے اکثر سئلوں میں ابو حنیفہ کے صواب پر اعتراف کیا،)

۷۲، قال یحییٰ بن اکثم عن جریر عن المغیرہ بن شعبہ انہ امر فی ان اجالس ابو حنیفہ فان ابراہیم لو کان حیاً لجالسہ (ابراہیم اگر زندہ ہوتے آپ پاس حاضر رہتے،)

۷۳، ذکر الاسمانی عن یحییٰ بن آدم قال کان الحسن بن صالح یقول الیہ مسائلہ و یروایتہ فیستحسنہ (حسن بن صالح آپ کی تحسین کرتے تھے)

۷۴، ذکر ابراہیم بن سلیمان التریات ف ذکر ابو حنیفہ عند اسرائیل بن یونس فقال کان علم الناس (اسرائیل بن یونس رئیس المحدثین نے کہا ابو حنیفہ علم زمانہ تھے،)

۷۵، قال سفیان بن عیینہ العلماء ابن عباس فی زمانہ و الشیخی فی زمانہ و ابو حنیفہ و الثوری

فی زمانہ سنیان ابن عیینہ نے کہا ہم ابو حنیفہ اور سنیان ثوری کو اپنے زمانہ کے عالم مائیں
(۱۶) سئل یحییٰ بن عیینہ بل حدث سنیان عنہ قال نعم کان ثقة صدوقاً فی الحدیث دیکھی بن عیینہ
شیخ البخاری سے پوچھا گیا آیا سنیان ثوری نے ابو حنیفہ سے حدیث کی سماعت کی تھی کہا
ہاں ابو حنیفہ ثقہ اور صدوق تھے حدیث میں یحییٰ بن عیینہ جسکو ثقہ اور صدوق مائیں انہیں
ہمارے زمانہ کے مدعیان حدیث تسلیم نہ کریں العجب ثم العجب

(۱۷) سلیمان بن ہرآن الاعش نے ابو حنیفہ سے کہا نحن العطارون وانتم الاطباء یا معشر الفقہاء
کلاہما یا ابا حنیفہ اعش کہتے تھے ہم دوا فروش اور فقہا طیب ہیں اور ابو حنیفہ دونوں ہیں۔

(۱۸) اعش نے جب حج کا ارادہ کیا تو امام ابو حنیفہ سے مناسک حج لکھوا کر منگوائے اور مطالعہ کے
بعد اپنے شاگردوں سے کہا تم بھی ابو حنیفہ ہی سے مناسک لکھو لہذا کیونکہ اون سے بڑھ کر مناسک
کا عالم آج کوئی نہیں (قلائد القیام - خیرات الحسان عقود الجمان) مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا
ہے کہ اعش تو امام صاحب کو امام الفرائض والناسک جانیں مگر حمیدی جو اعش کے تین
واسطوں سے اور ابو حنیفہ کے خاص شاگرد تھے بروایت بخاری مناسک کے نہ جانتے
والوں میں امام صاحب کا شمار کریں یہ تجاہل عارِ زمانہ نہیں تو اور کیا ہے۔

(۱۹) شعبۂ جنہیں محدثین امیر المومنین کہتے ہیں امام صاحب کی نسبت فرماتے تھے ابو حنیفہ جید الخلق
اور حسن الفہم ہیں مگر انہیں حافظ پر درقطنی کو اعتراض ہے،

(۲۰) عمرو بن دینار جلیل القدر تابعی تھے ابو حنیفہ کے مجلس میں ہوتے ہوتے کسی اور کو حدیث
نہ سناتے تھے (خیرات الحسان)

(۲۱) حسن بن صالح کہتے تھے ابو حنیفہ کو نسخ و منسوخ کی بڑی معرفت تھی (عقود الجمان وغیرہ)
مگر زانی سنہ ہجری میں ابو حنیفہ کو حدیث کی عدم معرفت کا الزام دیتے ہیں۔ سلف انکے وہ تھے

خلفاؤن کے یہ ہیں۔ ہاں رے تعصب تیرا بھلا ہو!

(۲۲) یحییٰ بن معین نے کہا ابو حنیفہ ثقہ ہیں اور حدیث میں صدوق ہیں میں نے کسی کو بھی انج تضعیف

کرتے نہیں دیکھا علامہ ابن عبد البر فی الاستیعاد فی فضائل الثلاثة الفقار، قال ابن عبد البر فیہ

قال علی بن المدینی ابو حنیفہ ثقہ لا باس بہ دکان عبد اللہ یقول فیہ انہ آیاتہ ان آیات ذہب الیہا

للنوی، ابن عبد البر نے انتقاد میں لکھا کہ علی بن المدینی نے ابو حنیفہ کو بے عیب کہا ہے اور

عبد اللہ بن مبارک کہتے تھے کہ امام ابو حنیفہ ایک آیت تھے آیات ربانی سے

(۲۳) عبد اللہ بن المبارک کہتے تھے امام ابو حنیفہ ہم سب میں حدیث کے بڑے عارف تھے

ذخیرات اور موفق وغیرہ،

(۲۴) وکیع بن الجراح اور عبد اللہ بن المبارک کہا کرتے تھے ابو حنیفہ ثقہ اور صدوق

ہیں ضابطہ اور مستحسن ہیں (خطیب فی تاریخ)

امام کا ثقہ و | عبد اللہ بن مبارک نے سفیان ثوری سے امام صاحب کی نسبت سوال

صدوق ہونا کیا فرمایا تو کہا کان لا یاخذ الا بالماضی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان شدید الشتر

بالماضی والمنسوخ وکان یطلب احادیث الثقات والاخرین فعلمہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث

جب تک صحت کو نہ پہنچتے ابو حنیفہ نہ لیتے تھے اور آخر فعل بنوی کو ڈھونڈتے تھے۔

(۲۵) روی النسفی عن احمد بن سید الحمصی قال قال یحییٰ بن معین فیہ ہوا نبل من ان یکون کاذبا

وعن ابن محمد البنادی قال سالت ابن معین عن ابی حنیفہ فقال عدل ثقہ ما ظنک بن عبد

ابن المبارک والوکیع ابو حنیفہ کی نسبت ابن معین سے سوال ہوا تو کہا وہ ثقہ اور عدول ہیں وکیع

اور ابن مبارک جو ثقہ مابین اوں کو کیا کہہ سکتا ہے۔

(۲۶) قال الکردری والموفق باسناد ہما الی ابی علی الصواف قال حدثنا احمد بن المخلص قال

سمعت یحییٰ بن آدم یقول ان للحديث ناسخا ونسوخا كما في القرآن وكان النسيان جميع
حديث اهل بله كله نظرا الى اخرون رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي قبض عليه فاخذ به وكان
بذلك عارفاً ويحییٰ بن آدم احد اصحاب حديث نے کہا امام ابو حنیفہ نے اپنے اہل بلہ کی
ساری حدیثیں جمع کیں اور ان میں اول افعال نبوی کی تلاش کی جو آخرین افعال صلی اللہ
علیہ وسلم تھے اور اسکے آپ بڑے عارف تھے۔

(۳) وعن ابي ابن النضر قال رايت لابي حنيفة من منصور المتمر منزلة عظيمة كان اذا راه
قام له وبسط الكلام معه ما لم يبسط لغيره وكان يقول انه ابهر الناس بنسبه رسول الله صلى الله
عليه وسلم (منصور بن متمر امام احمد اور عبد الرزاق کے شیخ ابو حنیفہ کی نسبت کہتے تھے آپ
ابو عرفی الحدیث ہیں)

(۴) حدث الصنار عن وكيع بن الجراح انه قال في ابي حنيفة ما وجدته من الورع في الحديث
لم يوجد في غيره (وکیع کہتے تھے آپ میں حدیث کی نسبت جتنی ورع تھی آپ کے غیر میں نہ پائی گئی)
(۵) خطيب نے محمد بن عبد الملک بن عمیر سے روایت کی کہ میں نے زید بن ہارثہ شیخ الشیخ
البخاری کو کہتے سنا میں نے ابو حنیفہ سے بڑھ کر اورع فی الحدیث نہ دیکھا۔

(۶) امام ابو سعید نے علی بن الحسین سے انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ابن سین
عن رجل يحد الحديث ثم لا يحفظ الحديث به قال كان ابو حنيفة يقول لا يحفظ الا من يحفظ
ويعرف (ابن سین سے کسی نے پوچھا آیا وہ شخص جسکو حدیث محفوظ ہوتی نہیں روایت کر سکتا ہے
تو جواب میں استثناء ابو حنیفہ کا قول بیان کیا کہ ابو حنیفہ کہتے تھے جس کو حدیث محفوظ نہ ہو اور جو
عارف حدیث نہ ہو وہ روایت نہ کرے۔

(۷) قال علي بن المديني ابو حنيفة روى عنه الثوري وابن المبارك وحماد بن زيد و هشام و

وکیع بن الجراح وعباد بن العوام وجعفر بن عون وحمزہ ثقہ لاباس بہ دکان شعبہ حسن الرافعی
 (ابن دینی نے کہا امام ابوحنیفہ سے سفیان ثوری عبد اللہ بن المبارک حماد بن زید ہشام
 وکیع بن الجراح عباد بن العوام جعفر بن عون نے حدیث سنی اور روایت کی آپ ثقہ تھے
 ادبہ عیب تھے اور شعبہ امیر المؤمنین فی الحدیث کی رائے آپ کی نسبت اچھی تھی خدا کی شان
 علی بن ابیہنی جسکو ثقہ کہیں اور جن سے سفیان ثوری ابن مبارک حماد بن زید ہشام وکیع
 عباد بن العوام اور جعفر بن عون نے روایت کی ہوا وہیں دارقطنی اور ان کے جیسے محدثین ضعیف
 کہیں، اور خارج ہذہ الروایۃ محمد بن الحسن الموصلی فی کتاب الضعفاء والخطیب فی تاریخہ وہن
 جبرنی الخیرات الحسان)

(۸) خطیب نے محمد بن سعد الکاتب سے روایت کی کہ عبد اللہ بن داؤد الخویزی کو میں نے کہتے
 سنا کہ امام ابوحنیفہ حافظ السنن تھے۔

(۹) ہنفق کی نے بند متصل یحییٰ بن یسین سے روایت کی کہ آپ کہتے تھے امام ابوحنیفہ ثقہ ہیں
 ثقہ ہیں ثقہ ہیں واللہ کان افضل زمانہ واعدل عمرو اور شعبہ نے امام کو حدیث کی اجازت دی
 تھی یہی بہت کافی ہے قسم بخدا ابوحنیفہ اپنے وقت کے افضل اور اعدل تھے)

(۱۰) علامہ ابن عبد البر نے کہا ابوحنیفہ کے توثیق کرنے والے آپ کے مترفعول سے بہت زیادہ ہیں
 (خیرات) اور (الافتحار لابن عبد البر)

(۱۱) قال ابو داؤد السیستانی کان ابوحنیفہ امام (ابو داؤد صاحب صحیح نے کہا کہ ابوحنیفہ امام
 تھے) کذا نقل ابن عبد البر فی الاستیعاد

(۱۲) خطیب نے تاریخ میں اسرائیل بن یونس سے روایت کی کہ آپ نے کہا نعمان اودن حدیثوں کے
 احفظ تھے جن میں ثقہ تھے۔

(۱۳) امام اوزاعی (احد الاعیان) سے کسی نے سوال کیا آیا ابو حنیفہ سے سفیان ثوری کو سماع تھا تو کہا نعم کان ابو حنیفہ ثقۃ صدوق (ہاں تھا ابو حنیفہ ثقۃ اور صدوق تھے) (۱۵) ترمذی نے رعایت کی کہ ابو حنیفہ کہتے تھے عطاء بن ابی رباح سے بڑھکر حدیث کا حافظ اور جابر جعفی سے بڑھکر جھوٹا میں نے نہ دیکھا۔

(۱۶) ابویوسف کہتے تھے میں نے ابو حنیفہ کو مجھ سے بڑھکر البصری الحدیث دیکھا۔ امام ابو حنیفہ کو سفیان ثوری عبد اللہ بن مبارک وکیع بن الجراح یحییٰ بن آدم منصور بن المہقر یزید بن یارون علی بن المدینی اسرائیل بن یونس امام اوزاعی اور یحییٰ بن سعید نے ثقۃ صدوق اور البصری الحدیث مانا اور تسلیم کر لیا ہے۔

قال عباس الدوری سمعت یحییٰ بن سعید یقول اصحابنا یفرون فی ابی حنیفہ وامنہما یقبل اکان یکذب قال لا والله قال محمد الموصلی الحافظ فی آخر کتاب الضعفاء قال یحییٰ بن سعید مارأیت احدا قد مرطے وکیع وکان یفتی برای ابی حنیفہ وکان یحفظ حدیثہ کلمہ وکان قد من ابی حنیفہ کثیرا وکیع شاگرد تھے ابو حنیفہ کے اور ابو حنیفہ سے بہت حدیثیں سنی تھیں۔ وکیع کو ابو حنیفہ کی ساری حدیثیں محفوظ تھیں اور امام کے مذہب پر آپ فتویٰ دیتے تھے قال وقیل لی یحییٰ بن سعید یا ابا بکر کان ابو حنیفہ صدوق فی الحدیث قال نعم صدوق ثقۃ قد حدثت عنہ قوم صالحون یحییٰ بن سعید سے سوال کیا گیا کیا ابو حنیفہ صدوق تھے جواب دیا صدوق مجھے تھے ثقۃ بھی تھے اور آپ سے صالحین کی ایک جماعت نے روایت مجھ کی ہے قال یحییٰ بن سعید القطان ربما استحسننا الشیء من قول ابی حنیفہ فناخذ بہ وقد سمعت من ابی یوسف جامعۃ یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم بعض اقوال ابو حنیفہ کو ترجیح دیتے ہیں میں نے ابی یوسف سے امام کی جاسح کی سماعت کی ہے دھچر علامہ شبلی صاحب کا کہنا کہ ابو حنیفہ کو

مسند قمی کہانتک درست ہے۔

قال العلامة ابن عبد البر فی کتاب العلم حدیثی عبد اللہ بن محمد بن یوسف حدیثنا ابن
رحمون قال سمعت محمد بن ابی بکر بن داسۃ یقول سمعت ابا طاو و سلیمان بن الاشعث یسمعا
یقول رحم اللہ اباحیفتہ کان اماما علامہ عبد البر نے کہا روایت کی مجھے عبد اللہ بن یوسف نے
اون سے ابن رحمون نے اون سے محمد بن ابوبکر نے میں نے ابو داؤد و مجتانی صاحب
السنن کو کہتے نہا اللہ پاک امام ابو حنیفہ کو اپنی رحمت میں ڈبو دے وہ امام تھے۔

روی البرقانی اخبرنا ابو العباس بن حمدون قال حدیثنا محمد بن ایوب حدیثنا محمد بن
الصباح قال سمعت الشافعی یقول لک لک ہل رأیت اباحیفتہ قال نعم رأیت رجلا لو کلمک
فی ہذہ الساریۃ ان یجملھا ذہبا لتمام بحجۃ۔

وروی عن الشہاب احمد بن عبد اللطیف الشافعی عن الامام غمس الدین محمد بن العلاء
ابا بلی الشافعی الحافظ الثقف انہ کان یقول اذا قلنا عن فضل الامۃ نقول انہ ابو حنیفۃ الامام
شمس الدین بابلی کہتے تھے جب ہم فضل امہ کہیں تو سمجھ لو وہ امام ابو حنیفہ ہیں۔

قال الشیرازی فی المیزان عن ابی جعفر الشیرازی عن شتیق البطنی قال کان ابو حنیفہ من
اورع الناس واعلمہم واعبد الناس واکرمہم واکثرہم احتیاطا فی الدین والبدن من الزلای
وکان لا یضع سئلۃ حتی یرد اصحابہ علیہا ان شتیق بطنی کہتے تھے امام صاحب اپنے زمانہ میں
اورع۔ اعلم۔ اعبد۔ اکرم۔ اس تھے بڑے محتاط تھے اور اسے سے دور رہتے تھے۔

قال النووی فی التہذیب قال الخطیب ابو حنیفہ فقیہ العراق رائی النبی بن مالک
رضی اللہ عنہ وسخ عطاء و ابا اسحق و محارب و المہثم و قین بن سلم و محمد بن المنکدر و نافعا
وہشام بن عروہ و زید الفقیر و سماک بن حرب و علقمہ و عطیہ و عبد العزیز و ابا امیہ و غیرہم

وروی عنہ ابو یحییٰ ویشم وعباد بن العوام وابن المبارک وکیع ویزید بن ہارون وعلی بن عاصم ویکبی بن نصر و المقرئ و عبد الرزاق و ابو یوسف القاضی و عدۃ۔

نکرا امام محمد بن یحسین الموصلی الحافظ فی آخر کتاب فی الضعفاء قال یحییٰ بن معین مات احداً اقدمہ علیہ وکیع وکان یفنی برائی ابی حنیفہ وکان یحفظ حدیثہ کلد وکان قد سمع من ابی حنیفہ کثیراً وقل لیحییٰ بن معین ایما احب الیک ابو حنیفہ واد الشافعی و ابو یوسف القاضی فقال اما الشافعی فلا احب حدیثہ واما ابو حنیفہ فقد حدثت عنہ قوم صالحون و ابو یوسف کم من اهل الذنب وکان صدوقاً و لکن لست ارئی حدیثہ یجزی امام یحییٰ بن معین نے کہا ابو حنیفہ سے ایک جماعت صالحین محدثین نے روایت حدیث کی ہے اور وکیع بن جراح نے ابو حنیفہ کی ساری مرویات حدیث کا حفظ کر رکھا تھا اور وکیع نے ابو حنیفہ سے بہت کثرت سے حدیث نہی تھی وکیع بن جراح امام احمد بن حنبل سفیان بن عیینہ و یحییٰ بن معین کے استاد ہیں، امام محمد بن حسین الموصلی حافظ الحدیث نے کتاب ضعفاء کے آخر میں لکھا ہے مجھے ثقہ نے روایت کی کہ قال الحسن بن علی العلوانی قال لی شابتہ بن سوار کان شعبۃ حسن الرازی فی ابی حنیفہ اور شعبہ امیر المؤمنین فی الحدیث کی رائے امام ابو حنیفہ کی نسبت اچھی تھی اور شعبہ شعبہ ہی تھے۔

قلت بہت امام صاحب کے مساند کے علاوہ ابو یوسف کی کتاب الخراج امام محمد طعنہ روایت کی آثار اور موطا اور مصنف ابن ابی شیبہ و استاد بخاری و سلم و طحاوی کے معانی الآثار و شکل الآثار۔ سنن داری و سنن بیہقی۔ معجم طبرانی مستدرک حاکم وغیرہ میں امام ابو حنیفہ کی صد ہار وائیں موجود ہیں بخاری و سلم اور اصحاب اربعہ نے محض تصعب سے امام سے روایت نہ کی ہو تو کوئی ہرج نہیں امام کے ادنیٰ شاگردوں کی روایات صحیح

میں موجود ہیں۔

ابوالمود موفق حافظ ابن حجر عسقلانی علامہ ابن حجر مکی اور امام شعرانی اور حافظ جلال الدین سیوطی وغیرہم نے اپنی اپنی تصنیفوں میں اور ابو کبریا خطیب نے تاریخ بغداد میں روایت کی ہے کہ امام کے شیوخ حدیث ۴ ہزار تک گئے گئے جن میں تابعین ۱۳۱۹ اور پانچ یا چھ صحابی تھے چنانچہ ابن حجر کے خاص لفظ یہ ہیں انہ اور ک جماعتہ من الصحابۃ کا نوابا الکوۃ بعد سولہ ہجرت ثمانین فہو من طبقۃ التابعین (فتاویٰ العسقلانی) ابن حجر مکی کے خاص لفظ یہ ہیں الفصل السابع فی ذکر شیوخ ہم کثرون وقد ذکر منہم الامام ابو حفص البکیر اربعۃ آلاف شیخ وقال غیرہ لہ اربعۃ آلاف شیخ من التابعین (ابن حجر مکی نے کہا امام ابو حفص البکیر نے آپ کے شیوخ حدیث کی تعداد ۴ ہزار شمار کی مگر ان کے سوا اوروں نے ثابت کیا ہے کہ صرف تابعین میں آپ کے ۴ ہزار شیوخ تھے ابو حنیفہ نے بیس سال حدیث کی تحصیل میں صرف کیا اور آپ سے جن بزرگواروں کو سماع حدیث تھا بقول حافظ ابن حجر مکی صرف محدثین میں سے تھے شخص تھے فقہاء کی تعداد جنہوں نے آپ سے تلمذ حاصل کیا ان کا ضبط ممکن نہیں مشاہیر و اعیان الحدیث اور کبرائے محدثین جنہوں نے آپ سے حدیث سنی اول میں سے گنتی کے چند مبعیہ درج ہوتے ہیں۔

(۱) بقول علی بن المدینی شیخ البخاری حدث عنہ الثوری وعبد اللہ بن المبارک وحماد بن نید وہشام وویس وعباد بن العوام وحبیب بن عول نے آپ سے حدیث سنی اور روایت کی (خیرات الحسان)۔

(۲) بقول حافظ الحدیث ثقہ الاعلام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ حدث عنہ عبد اللہ بن المبارک والامام مالک بن انس واللیث بن سعد والامام مسعر بن کدام والامام زفر والامام ابوسف

و محمد بن حسن الشیبانی (تہذیب التہذیب)

(۳) بقول علامہ ذہبی نقاد المحدثین حدث عنه ^۱ ویک ^۲ ویزید بن ہارون ^۳ و سعد بن ^۴ الصلت
و ابو عاصم النبیل و ابو نعیم و عبد الزراق و عبید اللہ بن سونی و ابو عبد الرحمن
المقرئ و بشیر کثیر۔ اور انکے سوائے بہت سارے لوگ۔

(۴) بقول حافظ حلال السیوطی روی عنہ ابراہیم بن طہمان (۱۲) الا بیض بن الاغر (۱۳) اسد بن عرو
۲ (۴) جہان بن علی (۵) ابو عاصم (۶) عباد بن العوام (۷) عبد اللہ بن المبارک (۸) زید بن یحییٰ
(۹) علی بن یقیان (۱۰) علی بن سہر (۱۱) ابو نعیم بن دسین (۱۲) قاسم بن بہن (۱۳) محمد بن حسن
(۱۴) مکی بن ابراہیم (۱۵) زید بن ہارون (۱۶) نوح بن ابی مریم (۱۷) ویک بن الجراح (۱۸) یحییٰ
بن یمان (۱۹) یونس بن بکر (۲۰) ابو اسحاق الفراء (۲۱) ابو حمزہ السکری (۲۲) ابو قتال
السمرقندی (۲۳) ابو یوسف القاضی (۲۴) داؤد الطائی (۲۵) عبد الرزاق و خلق کثیر۔

امام ابو حنیفہ نے بروایت موفی ابو المودا الکی الخوازمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی
۱۷ ہزار حدیثیں حفظ کیں اور چاندہزار کی روایت خرقانی بقول حافظ ابن حجر صحیح ابو حنیفہ
نے بغیر کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی فتوہ نہ دیا جو اس کے
خلاف کہتا ہے وہ مجھڑا ہے۔ ابن جریر، علامہ زر قانی نے شرح موطا میں لکھا ہے بعض
روایتوں سے آپ کی روایات ۵۰۰ بعض سے ۷۰۰ بعض سے ۱۰۰۰ بعض سے ۱۰۰۰ اثبات
ہیں ایسے حلیل القدر امام دین کی نسبت دجن کے شیوخ حدیث صرف تابعین یا ۴۴ ہزار
ہوں اور ۶ صحابی بچکے امام ہوں۔ جس نے ۲۰ سال حدیث کی سماعت کی ہو جس سے کم بارگاہ
محمد شین اور اعیان ارکان حدیث مثل ثوری۔ ابن مبارک حماد بن زید و ویک
عباد جعفر بن عون۔ زید بن ہارون۔ سعد بن الصلت ابو عاصم النبیل ابو نعیم عبد الرزاق

عبد الرحمن المقرئ۔ مکی بن ابراہیم۔ ابراہیم بن طہمان۔ علی بن طیبان داؤد الطائی۔ امام مالک وغیرہم نے سماع حدیث نبوی کیا ہوا ورجس کو ۷ ہزار حدیثیں حفظ تھیں اور جس نے خود ۴ ہزار حدیثیں روایت کی ہیں۔ قلت حدیث۔ ضعف یا عدم اعتناء حدیث کا کون شہ کر سکتا ہے؟

علامہ ابن خلدون نے فصل علوم الحدیث میں ائمہ مجتہدین کے ذکر میں لکھا ہے کہ بعض ناانصاف اور جھٹکا قول ہے کہ بعض مجتہدین قلیل الروایۃ تھے لیکن یہ خیال لغویہ مثلاً امام ابو حنیفہؒ حدیث میں نہایت عالمی پایۂ تھا۔

حافظ ابوالحسن محمد بن یوسف الدمشقی نے عقود الجمان میں امام صاحب کے اعیان المحدثین ہونے پر ایک جداگانہ باب ہی باندھا ہے دن کے خاص لفظ یہ ہیں الباب الثالث والستون فی بیان کثرۃ حدیثہ وکونہ من اعیان المحدثین (تیسواں باب اس بیان میں کہ ابو حنیفہ کثیر الحدیث اور اعیان محدثین سے تھے) خرّج الموفق باسنادہ عن زفرکان کبر الحدیثین مثل زکریا بن ابی زائدہ و عبد الملک بن ابی سلیمان واللیث بن ابی سلیم و مسطف بن طریف وغیرہم یخلفون الی ابی حنیفہ ویسألونہ ما یشبہ علیہم من الحدیث دکر المحدثین شہادت حدیث آپ سے مل نیا کرتے تھے

قال ابن خلدون فی مقدمۃ تاریخہ عبر دیوان المبتدأ والجزء والا امام ابو حنیفۃ انما روایۃ لما شد فی شروط الروایۃ والتحمل و ضعف روایۃ الحدیث الیقینی اذا عارضها بفصل النفس و قلت من اجلها روایۃ فضل حدیثہ لانه ترک روایۃ الحدیث متعمداً فحاشا من ذلک ویدل علی انه من کبار المجتہدین فی علم الحدیث اعتماد مذہبہ فیما بینہم والتعول علیہ واقبارة رد واقبلہ لا واما غیرہ من المحدثین وہم البہوتو سئل فی الشروط وکثر حدیثہم یعنی امام ابو حنیفہ کی

روایت حدیث بہ نسبت اوروں کے اس وجہ سے کم رہی کہ امام صاحب نے شروط روایت
شدید کر دیئے اور التزام کو بھی قوی کر دیا تھا امام صاحب نے حدیث فضلی کے آگے اوس کی
مخالف حدیث قولی کو ضعیف ٹھہرا دیا تھا ورنہ یہ خیال کرنا کہ روایتیں زمیں یا انھوں نے
حدیث کی روایت نہ کی دروغ ہے یہ شدت التزام حدیث کا اثبات پر دلیل ہے
کہ آپ کبار مجتہدین حدیث تھے آپکے سوا باقی اور محدثوں نے شروط حدیث آسان کر دیئے
لہذا اول کی حدیثیں بہت ہو گئیں۔

قال الشعرانی فی نبرۃ الکبریٰ وقد اتبعت بحمد اللہ اقوالہ واقوال اصحابہ لما الفت کتاب
ادلتہ المذہب فلم اجد قولا من اقوالہ واقوال اتباعہ الا وہو مستند الی ایۃ او اثر او الی
مفہوم ذلک او حدیث ضعیف کثرت طرقہ اطلاق قیاس صحیح علی اصل صحیح میں نے امام صاحب
اور ان کے اصحاب کے اقوال کا اتباع کیا میں نے امام صاحب اور ان کے اصحاب کے ہر قول کو یا تو
آیت سے یا حدیث سے یا اثر صحابہ سے یا اس کے مفہوم سے یا ضعیف حدیث بطریق کثیرہ
یا قیاس صحیح سے مستند پایا جو اصل صحیح پر تھا۔ (میزان شعرانی جلد اول)

قال الشعرانی فی المیزان وقد کان ابو حنیفۃ یشرط فی الحدیث النقل قبل العمل
ان یروی عن ذلک الصحابی صحیح اتقیا وعن شہلم وکذا۔ یعنی امام ابو حنیفہ نے شرط رکھا دی
تھی کہ صحابی سے ایک گروہ اتقیا اور عدول کا سننے اور پھر ان سے بھی ایک جماعت
اتقیا و عدول کی روایت کرے اور جب تک کسی حدیث میں یہ شرط نہ ہوتی تھی آپ اس کی
روایت نہ کرتے تھے (میزان شعرانی جلد اول) ار باب نظر بتائیں۔ کہ ابو حنیفہ کی نظر حدیث کی
جانچ میں کتنی بلند تھی مگر اہل روایت نے آپ کی تقلید کی ہوتی تو آج ہمارے صحاح و سنن
پورے سارے صحیح ترین احادیث کے دفتر رہتے۔

قال الشرائفي في الميزان (جلد اول)، اعلم يا اخي اني طالعت بحمد الله الذئاب
الاربعية وغير حالها سيما اولته مذهب الامام ابی حنیفہ فاني خضعت بمزيد اقتناء وطالعت
عليه كتاب تخرج احاديث الهداية للزليعي وغيره من الشرح فرايت اولته حادثة اصحابه
ما بين صحيح او حسن او ضعيف كثر طرق حتى لحق بالحسن او الصحيح في صحته الاحجاج به
من ثلاثه طرق اور اكثر الى عشرة - میں نے خصوصیت سے مذهب امام صاحب کی مزید
اعتقاد کے ساتھ تنقید کی اور تخرج نہ لمعی وغیرہ شروح ہدایہ بھی دیکھے میں نے دیکھا کہ امام اور
اصحاب امام کے کل مسائل مدلل باحادیث صحیحہ یا حسن یا ضعاف مرویہ بطریق کثیر ہیں
جو درجہ حسن یا درجہ صحیح تک پہنچ جاتے ہیں۔ الخ

قال الشرائفي في الميزان وكان ابو حنیفہ رحمۃ اللہ یقول نحن لانقص الا عند الضرورة
اشدیده وذلك انا ننظر اولانی دلیل ملک المسألة من الكتاب والسنة واقضية الصحا
فان لم نجد دليلاً قننا ابو حنیفہ فرماتے تھے قرآن وحدیث اور فتاویٰ اصحاب سے اگر
مسئلہ نہ ملتا تھا تو لازماً قیاس کرنا پڑتا تھا۔ (میزان جلد اول)

قال الشرائفي في الميزان وجميع ما استدلل به لمذهب اخذه عن خيار التابعين وانه
لا يتصور في سنده شخص اتهم بكذب وان قيل بضعف ميثي من اولته مذهب فذلك الضعف
انما هو بالنظر للرواة النازلين عن سنده بعد موته وذلك لا يقدح فيما اخذه الامام
امام نے اپنے مذهب کے استدلال میں کل اولہ جو پیش کئے ہیں وہ وہ حدیثیں ہیں جنہیں خیار
تابعین سے آپ نے سنیں اور روایت کی ہیں جن میں کے ایک کے نسبت بھی اتہام کذب کا
تصور تک ہو سکتا نہیں اگر معاند یہ کہیں کہ بعض احادیث مرویہ ضعیف بھی ہیں تو ان کا
ضعف نیچے کے رواۃ کی وجہ سے ہے جو بعد امام صاحب کے اوس روایت میں شامل ہو گئے

یہ اس سے امام کے مرویہ احادیث پر کوئی اعتراض وارد ہو سکتا نہیں۔
 قال النووی فی تہذیب الاسماء ابو حنیفۃ الامام البارع ادرک الربیع من الصحابۃ وقال
 الخطیب راۃ الن وسع عطاء وابا سحن و محارب والہشیم و قیس بن سلم و محمد بن السکندر
 و نافع و ہشام بن عروہ و یزید الفقیر و سماک بن حرب و علقمہ و عطیہ العوفی و عبد العزیز
 بن رفیع و عبد الکریم ابا امیہ و غیر ہم و روی عنہ ابو یحییٰ الحکامی و ہشیم و عباد بن العوام
 و وکیع و عبد اللہ بن المبارک و یزید بن مارون و علی بن عاصم و یحییٰ بن نصر و ہودہ
 و المقرئ و عبد الزراق و ابو یوسف و محمد و آخرون و زودی تہذیب الاسماء میں لکھتے
 ہیں کہ ابو حنیفہ نے چار صحابیوں کو دیکھا ہے اور خطیب لکھتے ہیں کہ آپ نے انس کو
 دیکھا اور عطاء۔ ابو سحن و محارب، ثارہ ہشیم۔ قیس۔ محمد بن السکندر نافع ہشام یزید
 سماک۔ علقمہ عطیہ عبد العزیز بن رفیع ابو امیہ عبد الکریم و غیر ہم سے حدیث کی سماعت
 کی۔ اس شہادت کے بعد بھی اگر امام ابو حنیفہ پر قلت روایت کا طعن ہو تو اس قلت
 روایت کے الزام میں اکیلے ابو حنیفہ ہی نہیں بلکہ امام مالک امام شافعی بھی اس میں شریک
 ہیں چنانچہ امام مالک نے صرف ۶ سو احادیث جن میں مرفوعہ کسرل اور موقوفہ شامل
 ہیں سو طاریں روایت کی ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قریب قریب اسی حد تک روایت کی ہے۔ چنانچہ
 علامہ ابن حجر اعتذار کرتے ہیں کہ اشتغال فقہ کی وجہ سے انہیں روایت کی فرصت نہ تھی
 قال ابن خلدون و ابو حنیفہ انما قلت روایتہ لما شد فی شرط الروایۃ و التملک راۃ
 کے شرائط حدیث کچھ ایسے سخت تھے جس کی وجہ سے ان کے پاس کم حدیثیں جمع ثابت
 ہوئیں۔ یہ سچی بات ہے اپنے اناد سے امام شافعی سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے بہت

کم حدیثیں ارباب معرفت کے نزدیک صحیح وثابت ہیں چنانچہ سیدنا ابوبکر نے صرف ۱۷، سیدنا عمر نے صرف ۵۰، سیدنا عثمان نے ۱۵۸ اور سیدنا علی نے صرف ۸۳ حدیثیں بغایت کیسی (مناقب الامام الشافعی للرازی ب) ابو حنیفہ کے شرائط صحت سخت ہونے سے کم حدیثیں صحیح ثابت ہوئیں اور آپ نے انہیں کی روایت کی جو آپ کے نزدیک صحیح ٹھہریں،

امام کے مساند
قال الشرائفی فی المیزان وقد سن اللہ علی مبطا لقتہ مساند الامام ابی حنیفہ
الثلاثہ من نسخہ علیہا خطوط الحفاظ آخرہم الدیلمی فراتہ لایروی الا عن
خیار التالیین عدول الثقات الذین ہم من خیر القرون بشہادۃ النبی اکابر
وعلقمہ وعطاء و اشعبی ومجاہد و کحول والحسن واضربہم فکل الرواة الذین بنیہ و بین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدول ثقات اعلام اخبار میں فہم کذاب ولا تمہم مکذب
وانا ہیئک یا انی بعد التہ من ارتضاہم الامام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ لان یاخذہم احکام شہ
مع شدۃ تورعہ و تحرزہ و شفقۃ علی الامۃ المہدیۃ وقد بلغنا انہ سئل یوماً عن الاسود و
عطاء و علقمہ ایہم افضل فقال واللہ ما نحن باہل ان نذکرہم کیف نفاضل بینہم۔

شعرا فی نے میزان میں لکھا ہے امام ابو حنیفہ کے مساند کے تین نسخے جن پر حفاظ الحدیث کی تحریریں تھیں انہیں آخرین حفاظ و میاطی تھے اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے مجھے دکھائے میں نے دیکھا کہ امام ابو حنیفہ نے کسی بھی حدیث کی سوائے خیار تالیین عدول و ثقات کے مرویات کے روایت کی اور تالیین وہ بزرگ ہیں جنہیں لسان نبوت سے خیر القرون کا خطاب مرحمت ہوا ہے۔ امام ابو حنیفہ کے راویوں میں۔ اسود۔ علقمہ۔ عطاء۔ مجاہد۔ مکحول۔ حسن بصری

اور ان کے اقران اور برابر کے لوگ ہیں۔ امام صاحب اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیانی کل رواقہ عدول - ثقہ - اعلام اور اخیر حسین ان میں کا کوئی راوی بھی نہ جھوٹا ہے اور نہ متہم ہے۔ ان راویوں کے عدول و ثقہ ہونے کی اس سے بڑھ کر اور کون سی دلیل چاہیے کہ ابو حنیفہ نے اپنے شدت تو روع زہد و احترازا اور شفقت امت نبویہ کے باوجود دین کے احکام ان راویوں سے اخذ کئے تھے۔ (متحدین تو مند الامام کی اتنی رفت کرتے ہیں اور متاخرین نے شل شاہ ولی اللہ صاحب کے حجتہ اللہ البالغہ میں اور شاہ عبدالعزیز صاحب کے نشان میں اتنی بے اعتنائی کی کہ وہ بابت کا دروازہ کھول دیا) ہمیں یہ بھی روایت پہنچی ہے کہ اسود عطاء اور علقمہ کے درمیان افضلیت کی نسبت آپ سے سنا ہوا تھا تو آپ نے فرمایا جب ہم ان بزرگوں کے نام لینے کے معنی قابل نہیں ہیں تو پھر کیسے تفاضل کر سکیں گے انتہی کلام الشمرانی۔

قال علامۃ الفہامہ ابن حجر البیہقی الشافعی فی خیرات الحسان وقد خرج المصنف من احادیث مسانید کثیرۃ الفصل بنا کثیر منہا کما ہونذ کورنی مسندات مشایخنا (ابن حجر کی کا یہ ہر ارشاد) امام ابو حنیفہ کی روایات سے حفاظ حدیث نے بہت سی مسندیں مدون کی ہیں اور ہم تک لکھی حدیثیں بہت سی پہنچی ہیں جو ہمارے مشائخین کی مسندوں میں تھیں، امام ابو حنیفہ اور آپ کے شیوخ فی الحدیث کی ثقاہت - عدالت - حفظ کی کتنی ارفع شان ہے اور آپ کے مسانید کی کن لفظوں میں آئمہ حدیث نے تعریف کی ہے، اس کے خلاف جو کچھ بھی کہا جائے وہ محض حسد ہے،

قال الشمرانی فی المیزان فعلم ان الامام لا یقیس ابداس مع وجود النقص کما یزعم بعض المتعصبین علیہ وانا یقیس عند فقد النقص امام صاحب نے بعض کے موجود دھوتے کبھی قیاس نہ فرمایا نقد ان نقص پر

قیاس کرتے تھے۔ متعصب جو کہتے ہیں وہ جھوٹ ہے۔

امام صاحب قیاس | محدثین کے دو فرقے ہوئے ہیں ایک تو وہ فرقہ ہے جو رواۃ کی ثقاہت عدالت۔ ضبط۔ عدم شذوذ اور صداقت کو حدیث کی صحت کا معیار قرار دیتا ہے اس فرقہ کا نام اہل الروایۃ ہے۔

دوسرا فرقہ وہ ہے جو راوی کی ثقاہت و ثقاہت کو دیکھتے ہوئے یہ بھی تحقیق کرتا تھا کہ ثقاہت باللفظ ہے یا بالسنی۔ موقع حدیث کیا تھا۔ مخاطب کون تھے آیا یہ روایت قرآن مجید یا شان نبوت یا عقل قطعی یا واقعات مشہورہ اور اصول مجمع علیہا کے کہیں خلاف تو نہیں ہے اس طبقہ محدثین کو اہل الدراپۃ یا مجتہد یا اہل الرائے کہتے ہیں۔

اہل الرائے یا اہل الدراپۃ کے پیشرو سیدنا ابو بکر عمر عثمان علی و عبد اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں بعد والوں میں ابی وائل۔ علقمہ۔ اسود۔ ابراہیم۔ ابو حنیفہ۔ ربیعہ۔ ابن ابی لیلیٰ اور زاعی۔ مالک اور ثوری وغیرہم مشہور ہوئے ہیں۔

باوجود اس امر کے کہ محدثین کے ہر دو طبقوں یعنی اہل الروایۃ اور اہل الرائے میں فرقہ موخر الذکر نہایت معتول اور دانشمند تھا اور نیز اہل الرائے کے قواعد قبول رواۃ کو بیسوں اہل الروایۃ نے پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا بھی تھا مگر کئی روایت کے اندیشہ نے انہیں اہل درمت کے خلاف برائگیئت بھی کر دیا چنانچہ ابن خلدون ابو حنیفہ کی نسبت کہتے ہیں انما قلت روایتہ لما شد دنی شروط الروایۃ والتحمل قلبت روایت کا ابن خلدون نے مرثیہ توڑ چھا مگر صحت حدیث کی رفعت کی نسبت ایک لفظ نہ کہا۔ یحییٰ بن مسیین کہتے ہیں وہ ہون قال لاجتہد الا فیما رواہ الراوی من حفظہ وتذکرہ بشئک ابو حنیفہ کے ایسے امام اعظم کے لئے دروایت کی یہ سب بڑی شرط روایتہ باللفظ کی سخت ضرورت تھی علامہ ابن عبد البر نے

تو کتاب الکتبی میں اسکا اظہار بھی کر دیا قال ابو حنیفہ ما خالف الاصول الجمع علیہا لا یقبل نہیہا
وذلك فی اخبار الاحاد فانکر علیہ اصحاب الروایۃ وقد اخطا فی ذلک یعنی امام صاحب
نے کہا کہ اخبار احاد اگر اصول جمع علیہا کے مخالف ہوں تو قابل قبول نہیں مگر اہل الروایۃ نے
اسکا انکار کیا اور بڑی غلطی کے مرتکب ہوئے اہل الروایۃ کے ایک رکن رکیں اپنے فرقہ کی
اس غلطی کا اعتراف کرتے ہیں جو اس فرقہ نے امام ابو حنیفہ کے اصول و روایت کے خلاف اپنی
بے ہنگام آواز اٹھا کر ارتکاب کیا ہے۔

بڑے سے بڑے اہل روایت بھی تو اس الزام اہل الرائے سے بچ نہ سکے۔ چنانچہ امام الکلبی بن انس رحمۃ اللہ علیہ بھی جنکا پائہ حدیث میں دینا اے اسلام سے پوشیدہ نہیں ہے روایت کا آپ سے ایسا تعلق تھا جیسا نور کا آفتاب سے ہے، اس اہل الرائے جو نے سے بچ نہ سکے خود ان کے شاگرد و رشید امام محمد بن ادریس الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک کے رو میں ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا جس میں یہ ثابت کیا کہ امام مالک نے بہت سے سہلوں میں حدیث کا خلاف کیا اور اپنی رائے سے فتویٰ دیا ہے (مناقب للرازی)۔

(۲) لیث بن سعد رکن اہل الروایت نے بھی امام مالک کے ستر سئوں کو حدیث کا مخالف ثابت کیا اور علیہ روس الاشبہاد کہلا کر مالک اپنی رائے سے فتویٰ دیتے تھے (قائد السیاق)

(۳) امام محمد ابن الحسن نے جو امام کے بھی شاگرد تھے کتاب الحج اولن کے رد میں تصنیف کی اور ثابت کیا کہ اہل مدینہ صریح حدیث کی مخالفت کرتے ہیں اور رائے سے فتویٰ دیتے ہیں۔

(۴) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف یحییٰ بن حسین امام الجرح والتعديل نے کیا کچھ کہا اور آپ اہل الرائے ہونے کو کس طرح ثابت کیا ہے وہ اہل علم پر بخفی نہیں۔

محض اس بنا پر کوئی صاحبِ درایت کہہ نہیں سکتا کہ یہ بزرگوار حدیث کا خلاف کیا کرتے

تھے ایسی طرح سے امام ابو حنیفہ بھی حقیقت میں حدیث صحیح کی حقیقی تلاش فرمایا کرتے تھے جو اہل الروایت کے کو کھلے اور بودے شروط سے نہیں نکل سکتی تھی۔

اجتہادِ احادیث کی روایت کو بالفاظِ مشروط کر دینا یا اگر بالمعنی مروی ہو تو شاید طلب کرنا عدم موجودگی شاید پر اصول و روایت سے اس کی جانچ کرنا نفس الامر میں قطعی الثبوت کو قطعی الثبوت بنانا اور حقیقی حدیث صحیح کی تلاش کرنا ہے اور یہی اہل الروایت کے پاس رائے ہے جس کو وہ جان نہیں رکھتے تھے کیونکہ اول کے دفاتر کی تنقید ہو رہنے کا انہیں کھٹکھٹکا لگا رہتا تھا۔

امام ابو حنیفہ کا اہل الروایت کی نظروں میں بس اتنا گناہ تھا کہ امام صاحب نے حدیث کی روایت کو بالفاظِ مشروط کر دی اور بصورتِ روایت بالمعنی خبرِ احاد کے لئے شہادۃ ضروری قرار دی اور بصورتِ فقدانِ شہادت درایتاً اس کی تشخیص کرنی لازمی کر دی تھی مگر ابو حنیفہ کے ایسے امام المسلمین کے لئے جو آخر افعال اور اقوال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں تھے اور دینِ حنیف کے لفظاً اور معنیٰ زندہ کرنا اور تھے حقیقی معنوں میں حدیث صحیح کی سخت ضرورت تھی جو بغیر ان شروط کے عائد کئے ہرگز نہیں مل سکتی تھی اہل الروایت کا ایک جم غفیر جو ابو حنیفہ پر توٹ پڑا ہے ہم اسلئے معذور سمجھتے ہیں کہ ان میں کا ایک شخص بھی ابو حنیفہ نہ تھا۔

قال الشمرانی فی میزان دماطن فی قول من اقوالہم الا بجلہ بہ اما من حیث دلیلہ و اما من حیث دقتہ مدارکہ علیہ لایسا الامام الاعظم ابو حنیفۃ الذی جمع السلف والخلف علی علمہ و ورعہ و عبادۃ و دقتہ مدارکہ و استنباط و حاشا من القول فی دین اللہ بالارائی الذی لا شہد لہ ظاہر کتاب و سنتہ (اسکا ترجمہ ہو چکا)

قال الموفق حدثنا برہان الدین ابو الحسن علی بن حسین الغزنوی حدثنا الحسن بن محمد البلیغی حدثنا ابو منصور الشعمی حدثنا ابو القاسم التنوخی حدثنی ابی حدثنا ابو بکر حدثنا احمد سمعت یحییٰ بن یحییٰ یقول

وہوئیل عن ابی حنیفہ ثقہ ہونی الحدیث فقال نعم ثقہ ثقہ کان واللہ اورع من ان یکذب
 وہو اہل قدرأ من ذلک و سئل عن ابی یوسف فقال ہو صدوق ثقہ انتہی کلامہ (اسکا ترجمہ ہو چکا)
 و بہ عن البوغس قال سمعت اسرائیل بن یونس یقول کان نعم الرجل نعمان ما کان اخفط
 لکل حدیث فیہ فحتمہ واشد فحس عنہ وعن محمد بن سعدان قال کنت عند یزید بن ہارون عنہ
 یحییٰ بن سعید و علی بن المدینی و احمد بن حنبل و زہیر بن حرب و آخرون فقال یزید اذهب الی
 اہل العلم فقال ابن المدینی ایو عندک فقال اہل العلم اصحاب الامام و انتم صیاد لئذ اسکا ترجمہ
 (ہو چکا)

و بہ عن عبدالرحمن بن مہدی قال کنت نقالا للحدیث فوائت الثوری امیر المؤمنین فی العلم
 و ابن عیینہ امیر العلماء و شعبۃ عیار الحدیث و ابن المبارک صراف الحدیث و یحییٰ بن سعید
 قاضی العلماء و ابی حنیفہ قاضی قضاء العلماء و ابن مہدی کا قول تھا کہ امام صاحب علماء کے
 قاضی القضاہ تھے،

و بہ عن محمد بن ظریف قال کنا عند وکیع فقال یا ایھا الناس لا ینفعکم سماع الحدیث بلا فہم
 ولا تفہون حتی تجالسوا ابی حنیفہ، و اصحابہ فینفسر و لکم۔ و کیع کہتے تھے لوگو تم کو حدیث کی سماعت
 فائدہ نہ دے گی جب تک تم کو فقہ (سمجھ) نہ ہو اور سمجھ نہ آئے گی جب تک ابی حنیفہ پاس نہ جاؤ
 قال ابو نعیم الفضل بن دکن فی روایتہ البجہری عنہ کان ابو حنیفہ صاحب غوص فی الحدیث
 و ابو نعیم کہتے تھے ابو حنیفہ حدیث میں بہت غوص و غوص کرنے والے تھے
 و بہ عن ابی یوسف قال مارأیت احداً اعلم بتفسیر الحدیث من ابی حنیفہ۔

روی الخلیل بن سادہ عن بشر بن الحارث قال سمعت عبداللہ بن داؤد قال اذا اردت
 الحدیث فخیان و اذا اردت دقایقہا فابو حنیفہ، روی الخلیل عن یحییٰ بن سعید القطان بقول

لاکذب اللہ ما سمعنا حسن بن راوی ابی حنیفہ وقد اخذنا ما کثر اقالہ۔

روى ايضا عن محمد بن حنبل عن الحسن بن سليمان انه قال في تفسير حديث لا تقوم الساعة حتى يظهر العلم حال هو ابی حنیفہ وتفسیر لا آثار۔

روى الخطيب عن يحيى المحامى عن عفان بن مسلم قال سمعت حماد بن ابى سلمة يقول كان ابو حنیفہ احسن الناس فتوى (سنان کہتے تھے ابو حنیفہ اچھا فتویٰ دیتے تھے) امام جعفر الصادق علیہ السلام کا قول ہے کان ابو حنیفۃ ابرر الناس فی الحدیث و افضلہم فی الفقۃ امام جعفر فرماتے تھے ابو حنیفہ کو حدیث کی بصیرت اور فقہ کی نظر حاصل تھی (الانتصار بسط ابن الجوزی)۔

اسحق بن راہویہ شیخ البخاری کا بیان ہے ما رانت اعلم من ابی حنیفہ فی الاحکام والقضایا (الانتصار بسط ابن الجوزی)۔

ہمارے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو انہی کے اقران نے مبصر و مفسر حدیث تسلیم کر لیا تھا اور حدیث کے صرفی اور مفسر کو ہی اہل الزام کہتے ہیں۔ جیسا کہ مسطور بن المعتمر عبد اللہ بن المبارک اور امام ابو یوسف نے تصریح بھی کی ہے۔

قال شاہ ولی اللہ فی الانصاف اما ہذہ الطبقة الذین ہم اہل الحدیث والاثرفان لا کثر منہم انما کدہم فی الروایات وجمعہم الطرق وطلب الغریب والشاذ من الحدیث الذی اکثر موضوع او مغلوب ولا یراعون المتون ولا یفہمون المعانی ویستنبطون سرما ولا یتخرجون کما ذہبا رفقہا ورجا ما بالو النعماء وتنازلوہم بالطنین وادعو علیہم مخالفتہ السنن ولا یعلون انہم عن سلخ ما اتوہ من العلم قاصرون ولبور المغول منہم ہم شون اہل حدیث روایت اور طریق حدیث کے جمع کرنے اور غریب و شاذ کو موضوع و مغلوب سے الگ کرنے میں بہتے ہیں اور متون کی نہ رعایت کرتے اور نہ انکے سانی سمجھتے ہیں نہ انکے اسرار و تقاہت کی تلاش کرتے ہیں بلکہ اٹھ

قتبا پر طعن کیا کرتے ہیں اور ان کو مخالفت حدیث کا طعنہ دیتے ہیں حالانکہ میرے محدثین قتبہ کے مبلغ علم سے عاری ہیں

اما صاحب کی تنقید کی مثال

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن حدیثوں کو صحیح تسلیم نہ کرتے تھے ان میں ذیل کی حدیثیں بھی ہیں جنہیں امام بخاری نے رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں روایت کیا ہے ان میں احادیث قنوت فجر۔ بسم اللہ البھر۔ آمین بالجہر۔ وجوب الترقۃ للما سوم۔ رفع الیدین (جب کھڑا دل کے

موقع پر آتا ہے) اور نفی ایست نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کذب ابراہیم مخالفت قرآن۔ اخراج سموذین۔ حضرت ابوبکرؓ کے قرآن کا نقص اور حدیث قرطاس وغیرہم قابل غور ہیں۔ یہاں پر ہم صرف اخراج سموذین۔ ایست اور حدیث قرطاس کا مجملہ ذکر کرتے ہیں کہ اہل الروایت نے سہل انکاری سے کتنے فتنے بپا کر دیئے۔

حدیث قرطاس

امام بخاری نے حدیث قرطاس کو سات طریقوں میں پیش کیا ہے لیکن ساتوں طریقے روایتاً اور درایتاً ثابت نہیں۔ الفاظ ہجرا وغلب علیہ الوجہ کے قائل پانچ طریقوں میں یدنا عمر کو اور دو میں تہبو کو قرار دیا ہے۔ اور ساتوں طریقے

کے راوی یدنا عبداللہ بن عباس ہیں جن کی عمر اوس واقعہ کے روز ۴۲ یا پندرہ سال سے بڑھ کر نہ تھی۔ وفات کے چار دن پہلے یعنی جمعرات کے روز حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ میں بستر پر زانوے یدنا علی پر کام فرما رہے تھے حضرت عباس سرہانے حضرت ابوبکرؓ سے اور حضرت عمرؓ کوٹ پر اور وڈمانیؓ سو صحابہ مسجد میں حجرہ کے محاذی تشریف فرما تھے اس وقت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کاغذ لا دو تاکہ میں تمہارے لئے ایک ایسی چیز لکھ دوں کہ میرے بعد تم گمراہ نہ ہو۔ الخ اس فرمان کی کسی صحابی نے جو وہاں موجود تھے روایت

بھی مگر عبداللہ بن عباس جو وہاں حاضر نہ تھے وہی اکیلے روایت کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیے
باب کتابۃ العلم جس میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے محدثین کے دلائل تطبیہ پیش کر کر ثابت
کیا ہے کہ عبداللہ بن عباس اوس مجلس میں موجود نہ تھے۔

(۲) پانچ طریقوں میں عبید اللہ بن عبثہ بن مسعود اور دو میں سعید بن جبیر راوی ابن عباسؓ ہیں
(۳) عبید اللہ سے پانچوں میں زہری اور سعید کے دونوں طرق میں سلیمان راوی ہیں۔
(۴) زہری سے چار میں معمر اور ایک میں یونس بن یزید الایلی اور سلیمان الاحول سے دونوں
روایتوں میں سفیان بن عیینہ راوی ہیں۔

(۵) معمر بن راشد سے تین طرق میں عبدالرزاق ابن ہمام ایک میں ہشام بن یوسف یونس
سے ابن وہب راوی ہیں اور سفیان سے ایک جگہ پر قبضہ اور دوسری جگہ قتیبہ نے روایت
کی ہے۔ قبضہ اور قتیبہ دونوں شیوخ بخاری ہیں۔

(۶) عبدالرزاق سے دو جگہ علی بن عبداللہ ایک جگہ عبید اللہ بن محمد نے ہشام سے ابراہیم
بن موسیٰ نے اور ابن وہب سے یحییٰ بن سلیمان نے روایت کی ہے۔ علی عبید اللہ۔
ابراہیم اور یحییٰ شیوخ بخاری ہیں۔

(۷) یحییٰ بن یزید نہیں راوی المنکرات ہیں۔ اور قبضہ کی روایت سفیان سے ارجح نکات ثابت
نہ ہوئی۔ یونس بن یزید سور الحفظ راوی المنکرات ہیں امام احمد کا قول ہے کہ وہ روایت
کی غلطیاں کرتے تھے اور زہری سے منکرات روایت کرتے تھے سفیان بن عیینہ شیخ غالی
تھے حدیثوں میں تدلیس کرتے تھے یزیدنا عثمان کا نام کبھی لیا نہیں۔ ابن ہمام اندھے ہو گئے تھے
اور تدلیس کرتے تھے لہذا وہ حجت نہیں۔ احمد بن عبداللہ بن داؤد نے جھوٹی حدیثیں
ان کے صندوق میں داخل کر دی تھیں اسی بنا پر عباس العنبري نے کذب کا الزام انہیں دیا

کئے ہیں جن کے جواب امام طحاوی اور علامہ عینی نے مجملاً دیئے ہیں اور قاسم بن قطلوبغا نے تو مستقل رسالے میں واضح دے چکے ہیں من شاء فلیرجع الیہ

(۲) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کئی جگہ صحیح میں قال بعض الناس کا امام صاحب کی طرف اشارہ کیا اور دو ایک مرتبہ قال بعض اہل الراۃ سے امام پٹن فرمایا ہے۔ یہ طعن کوئی جدید نہیں اہل حدیث کے دو فرقہ ہو چکے تھے ایک محض روایت کیا کرتا تھا اور اسکا نام اہل الرواۃ تھا اور دوسرا روایت کے ساتھ درایت بھی جائز رکھتا تھا اور اسکا نام اہل الراۃ تھا چنانچہ محدث ابن قتیبہ نے معارف میں اہل الراۃ کے عنوان کے تحت یہ نام لکھ ہی دیئے ہیں ابن ابی یعلیٰ۔ امام ابو حنیفہ۔ ربیعۃ الراۃ۔ زفر۔ اوزاعی۔ سفیان الثوری امام مالک ابویوسف و محمد بن الحسن چونکہ ابو حنیفہ کبیر اور امام بخاری کے سخت کشیدہ تعلقات تھے امام بخاری کا ابو حنیفہ پر طعن نہ کرنا نہایت عجب تھا۔

طعن اول۔ امام بخاری نے تاریخ الکبیر کے جزو رابع صفحہ ۹۳ پر تحریر فرمایا ہے نعمان بن ثابت ابو حنیفہ روی عنہ عباد بن العوام و عبد اللہ بن مبارک و قشیم و وکیع بن الجراح و مسلم بن خالد الزنجی و ابو معاویہ و ابو عبد الرحمن المقرئ کان مرجئاً سکوتاً عن رائہ وعن حدیثہ قال ابو نعیم مات ابو حنیفہ سنتہ مائتہ و خمیسین۔

جواب۔ امام صاحب کا عقیدہ الایمان لایزید ولا ینقص تھا اور امام بخاری کا اس کے خلاف تھا ایسے عقیدہ والے کو امام بخاری اپنے عندیہ میں مرجی کہتے تھے جس طرح امام بخاری کو خود ان کے اوتاد امام ذہبی اشد من الجہمیہ کہتے تھے۔

امام بخاری کا یہ کہنا سکوت عن رائہ وعن حدیثہ غلط ہے اور تاریخی واقعہ کے خلاف ہے کیونکہ امام الحدیث حافظ التبت ابو الحسن الدشتی الشافعی نے اپنی کتاب عقود الجمان میں تحریر فرمایا ہے

بلغ ان اصحابہ و تلامذتہ کثیرون اور پھر ذوسواٹھارہ اشخاص کے نام مع نسب ضبط فرمائے ہیں جنہوں نے امام صاحبؒ حدیث سنی اور روایت کی اور آپ کی صحبت اختیار کر رکھی تھی۔
امام ابن حجرؒ کی نے خیرات الحسان کے فضل الثامن میں لکھا ہے وقد ذکر منہم بعض متاخر المحدثین فی ترجمتہ نحو الثمانیۃ مع ضبط اسمائہم ونسبہم بما یطول ذکرہ۔

امام جمال الدین النوریؒ نے تہذیب الکمال میں لکھا ہے میں نے یہاں پر صرف پچانوے ائمہ کے نام درج کئے ہیں جنہوں نے ابو حنیفہ سے شرف سماعت حدیث حاصل کیا تھا اور روایت حدیث کی کی تھی۔

علاوہ برائیں تہذیب التہذیب لابن حجر تہذیب الاسماء واللغات للنووی۔ انساب الاسمانی مختصر الخطیب جبرنی اخبار من غیر اللذہبی وغیرہ رجال کی کتابوں سے استقصا کیا جائے تو امام بخاریؒ کے جملہ اسکتو عن رائے وعن حدیثہ کی خاصی تردید ہو سکتی ہے خرید بران علامہ قاسم بن قطلوبغا ستونیؒ نے اور شمس الائمہ کردری کے جواب منقول میں ابو جعفر احمد بن عبد اللہ بن القاسم نے الابانۃ میں اس سلسلہ پر کافی روشنی ڈالی ہے اور علامہ زرقانی نے شرح موطاء میں لکھا ہے کہ امام صاحبؒ بقول بعضہ پانچو لقبوے سات سوا وربعوے ایک ہزار سات سو حدیثیں مروی ہیں۔ اب بخاریؒ تہا رہے۔ ذیل میں ادنیوں کبار اور ائمہ المحدثین کے نام بطور تبرک ورجح کئے دیتے ہیں جنہوں نے امام صاحبؒ کی رائے اور روایت کو دنیا میں پھیلا دیا ہے :-

۱) یحییٰ بن سعید القطان امام ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ میں کہتے ہیں کان یحییٰ یعنی بقول ابی جہز تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں خود یحییٰ کہا کرتے تھے قد اخذنا بکثر الخوالہ

۲) عبد اللہ بن مبارکؒ آپ نے فرمایا کرتے تھے لولان اللہ تلے اغاشنی بابی حنیفۃ و صفیان کنت کسائر الناس امام عبد اللہ بن المبارکؒ کا امام صاحبؒ حدیث کا سننا اور روایت کرنا امام بخاریؒ

نسائی کہتے ہیں اول کی اکثر روایتیں سنا کر ہیں ابن عدی نے کہا خود ابن ہمام نے اپنی اکثر حدیثوں پر اتفاق نہ کیا۔

اس روایت کی اب کیا یقینیت رہتی ہے دیکھا چلیے بخاری کے رواۃ کی جرح ضروری ہے مگر سیدنا عمرؓ پر اتہام باندھنا اور انہیں ناحق ملعون کرنا اچھا نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امی ہونا نص الذین یتبعون النبی الامی سے ثابت ہے مگر امام بخاری نے عمرۃ القضا میں حدیث کہی کہ صلحنا منہ حدیبیہ میں رسول اللہ کے لفظ کو میٹ کر حضورؐ نے ابن عبد اللہؓ تحریر فرمایا اس روایت میں

عبد اللہ بن مسہی یہ جو شیئہ غالی اور شصف با قتلطاو اور راوی لشکرا امی پر امام احمد نے اس کو متروک فرمایا لفظ تو یہ ہے خود امام بخاری نے کتاب الجہاد اور کتاب الصلح میں عمرۃ القضا دلی روایت کا رد کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن بھول جانا امام بخاری نے فہادۃ الاعلیٰ میں روایت کی کہ ایک صحابی کی بلند آواز سے قرأت منکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر خدا رحم فرمائے فلاں فلاں سور تو نکلی فلاں فلاں آیتیں

جو میں نے بھولی تھیں اسنے یاد دلا دیں مگر اس کے خلاف میں خدا فرماتا ہے رسول من اللہ یتلو صحفاً مطہرةً منقرکات فلا تسمی اور ان علینا جمعة وقرآنہ۔ اس روایت میں ہشام بن عمر عیسیٰ بن یونس۔ محمد بن عبید بن میمون تینوں کے تینوں راویان منکرات۔ مدلسین اور علیاً میں غلطیاں کرنے والے جمع ہو گئے ہیں۔

اخراج معوذتین کتاب التفسیر میں بخاری روایت کرتے ہیں کہ زہر بن حبیش نے ابی بن کعب سے کہا آپ کے بھائی عبد اللہ بن مسعود (مسود تین) نے

کہتے ہیں (وہ قرآن سے نہیں ہیں)، اس روایت میں شعیب ہیں جو ثقہ نہیں سنی الحفظ اور راوی المنکرات ہیں ابوالیمان کا اول سے سماع ثابت نہیں۔ دوسری روایت میں عامر بن ابی النجود ہیں ابن سعد نے کہا کثرت سے غلطیاں کرتے تھے یعقوب بن سینان نے کہا مضطرب الحدیث ہیں ابو حاتم نے کہا ثقہ نہیں حافظ بھی نہیں ابن علیہ کہتے ہیں عامر کے نام والے ب کے ب سنی الحفظ تھے۔ اگر امام نے ایسی منکر روایتوں کو نہ مانا تو بڑا کیا کیا اسی پر امام بخاری نے فرمایا کہ ابو حنیفہ نے حدیث کی مخالفت کی ہے۔ انہی روایتوں پر اگر فخر کیا جا رہا ہے تو بھروسہ اسلام کا خدا ہی حافظ ہے۔

امام صاحب | جارحون میں امام ابو بکر ابن ابی شیبہ المتوفی ۲۴۰ھ اور ان کے
پر جرح | تلمیذ امام محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ھ اور ان کے تلمیذ امام
نسائی المتوفی ۳۸۰ھ بہت پیش پیش ہیں۔

امام ابو حنیفہ ہی تنہا مجروح نہ ہوئے بلکہ کبار تابعین مثل شعبی۔ اویس القرنی۔ ابراہیم غنمی
عکرمہ۔ ثاقب۔ عمرو بن دینار۔ عطاء بن الشائب۔ ابوالزبیر محمد بن المنکدر۔ بلقی بن حبیب
عبد اللہ بن الحکیم۔ عطاء بن ابی میمونہ۔ مسطور بن ابی میمون۔ حماد بن ابی سلیمان۔ زاذان
مقسم۔ حماد بن سلمہ۔ امام مالک۔ امام جعفر الصادق۔ سفیان ثوری۔ امام شافعی۔ امام غزالی
امام مسلم وغیرہم بھی توجرح سے نہ بچ سکے بن حجر لستہ المحدثین تبدیلہ۔

۱۱ امام ابو بکر ابن شیبہ امام ابو حنیفہ کے تلامذہ یعنی عبد اللہ بن المبارک وکیع بن الجراح
اور زکریا بن یحییٰ بن ابی زائدہ کے شاگرد ہیں اور امام بخاری امام مسلم ابو زرعہ ابو داؤد
ابن ماجہ کے استاد ہیں انھوں نے اپنی کتاب متنفذ میں امام ابو حنیفہ سے متصل روایتیں کئی دیکھ
کے قریب کی ہیں مگر بعض مقامات پر بہ سبب تباہی اور عدم تامل قواعد امام صاحب پر اعتراض

ابن حجر کی نے خیرات میں خلیفہ تاریخ میں ابن عبد البر نے الاشواق میں سبط ابن جوزی نے الانتصار میں روایت کی لاجج الاعمش ارسل الی ابی حنیفہ لیکتب لہ مناسک الحج وکان یقول اکتبوا المناسک عتہ فانی لا اعلم احداً اعلم بفرضہا وقلہا منہ یعنی امام احمد ثین فیخ الائمۃ اعمش نے امام صاحب مناسک لکھوا منکائے اور دوسروں سے بھی فرمایا کہ ابو حنیفہ سے مناسک لکھوایا کرو ان سے بڑھ کر فرض و نوافل حج کا جاننے والا میں نے دیکھا نہ سنا۔

یہ اعمش کی رائے ہے اور وہ حمیدی کا منطہ تھا۔ بطوں کی باتیں بڑی ہوتی ہیں امام صاحب کو حمیدی اور بخاری کیا جان سکتے ہ و اخراج ہذا روایتہ الامام ابو یوسف عبد اللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی البخاری ثنا الحسن بن معروف ثنا ابو بکر ثنا یحییٰ بن سعید قال سمعت علی بن بہر یقول خرج الاعمش الی الحج الخ

تیسرا طعن امام عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی المتوفی ۳۳۰ھ کتاب الضعفاء و المتروکین کے صفحہ ۲۵ پر فرماتے ہیں و ابو حنیفہ لیس بالقوی فی الحدیث و ہو کثیر الخطا و الخطاء علی قلت روایتہ یعنی ابو حنیفہ حدیث میں ضعیف ہیں قلیل الروایتہ ہیں قلت روایت کے باوجود غلطیاں اور خطائیں بھی روایت میں کرتے تھے۔ اسی جرح کو نسائی کے شاگرد ابن عدی نے اور اون کے تلمیذ دارقطنی نے دنیا میں بباغ و صل نہایا ہے۔

جواب۔ امام نسائی نے ایک خدائی فیصلہ صادر فرمایا ہے جس کا سر پہ نہ ٹانگ کھدیا ابو حنیفہ ضعیف ہیں یہ نفرمایا ضعف کے اباب جو محدثین نے بیان کئے ہیں اول میں کے کون کون اسباب ابو حنیفہ میں تھے۔ ذرا اگے چل کر قلت روایت کا طعن بھی دیا ہے جو سفید جھوٹ ہے اور جس کی تردید علامہ زرقانی کے اس قول سے کہ ابو حنیفہ سے کثیر ارسات و حدیثیں مروی ہیں اور امام ابو بکر ابن ابی شیبہ کے مرویات متصل سے امام محمد کے مرویات متصل سے مسانید ابو حنیفہ کے مرویات سے امام

۱۰ روایات - یہ خود بولکس الدارطنی کے مرویات سے امام ابو بکر البیہقی کے مرویات امام سلیمان الطبرانی کے مرویات سے واضح و متن ہے امام ابو حنیفہ نے جن حدیثوں کی روایت فرمائی ہے ان کی تعداد بقول علامہ ذوقانی ایک ہزار سات سو ہے اگر امام نسائی نے قلت رعایت اسکا نام رکھا ہے تو امام مالک اور امام شافعی بھی اسی غن میں قبل ایں عیاداً باللہ۔

۱۱ جزر مائے ہیں وہو کثیر الغلط والخطا کیا امام نسائی نے اسکا خواب دیکھا تھا یہ پیدا ہوا ۲۱۳ھ میں اور ۲۲۵ھ میں حدیث کی بسم اللہ کی امام ابو حنیفہ کو نہ خود دیکھا نہ امام صاحب کے تلامذہ بھی تو اس وقت تک زندہ تھے اگر نسائی امام صاحب کو، چند حدیثیں بطور نمونہ روایت فرماتے اور ان کے عیوب اور غلطیاں بیان کرے تو بات سچی ورنہ ان کی یہ جرح بھی مثل اس جرح کے ہے جو انھوں نے اپنے استاد اور اپنے محسن احمد بن صالح المصری پر محض اس لئے کی کہ احمد بن صالح نے انھیں تادیباً اپنی مجلس سے اٹھوا دیا تھا۔

اب سنئے - ضعف کے اباب - عدم ثقاہت - عدم عدالت - جہالت - قس - کذب - عدم ضبط - عدم تقویٰ وغیرہیں جاہل اور دشمن نے بھی امام صاحب پر اسکا منطہ تک پیدا کر سکا (۱) اخرج الخطیب فی تاریخہ ومحمد بن الحسین الموصلی فی کتاب الفضل والافان عبد البرنی الانتقاد قال علی بن المدینی ابو حنیفہ روی عنہ الثوری وعبد اللہ ابن المبارک وحماد بن زید ویشام وکیع بن الجراح وعباد بن العوام وجعفر بن عون وھو ثقتہ لاباس بہ وکان امیر المؤمنین تبعہ حسن الراۃ فیہ۔

(۲) امام نووی نے تہذیب الکمال میں اور ابن عبد البر نے الانتقاد میں روایت کی قال علی بن المدینی ابو حنیفہ ثقتہ لاباس بہ وکان عبد اللہ بن المبارک یقول انہ آتہ من آیات اللہ (۳) خطیب نے اپنی تاریخ میں ابن عبد البر نے الانتقاد میں اور ابن حجر خیرات احسان میں لکھا

نے تبلیغ کبیر میں۔ نووی نے تہذیب الاسماء میں۔ مزی نے تہذیب الکمال میں ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں اور صاحب مشکوٰۃ نے اکھمال میں تحریر فرمایا ہے۔

(۳) امام مالک، عبداللہ بن المبارک لیث بن سعد اور سحرین کد ام کا امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہونا حافظ الحدیث امام ابن حجر کی نے خیرات المحمان کے چٹے صفحہ پر تحریر فرمایا ہے۔
(۴) یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ احمد القہار الکبار والمحدثین الاثبات صاحب ابی حنیفہ تھے (تذکرۃ الحفاظ للذہبی)

(۵) یحییٰ بن الجراح الامام الحافظ البشت کان لغتی بقول ابی حنیفہ (تذکرۃ للذہبی) کان لغتی بقول ابی حنیفہ وقد سمع منه شاکثیراً وخطیب قد سمع منه حدیثاً کثیراً واکمال للشیخ ولی الدین والانتصار لابن عبدالبر

(۶) یحییٰ بن براہیم شیخ البخاری حدیث عن ابی حنیفہ وروی عنه بخاری فی البکیر والذہبی فی تذکرۃ
(۷) ابویوسف الامام العلما متفقہ العراقیین صاحب ابی حنیفہ سمع ہشام و ابی اسحاق و عطاء بن
وعنه محمد و احمد بن حنبل و بشر بن الولید یحییٰ بن سعید الامام۔

قال الذہبی فی التذکرۃ حدیث عن ابی حنیفہ و یحییٰ بن الجراح و یزید بن مارون و سعد بن ابی
و ابی عاصم انضماک و عبدالرزاق و عبید اللہ بن موسیٰ و ابی نعیم الفضل بن عکیم شیخ البخاری
و ابی عبد الرحمن المقرئ شیخ البخاری۔

نہن دوم امام بخاری۔ تاریخ صغیر صفحہ ۱۰۷ پر بتاتے ہیں قال الحمیدی قول لیس غندہ سن عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انما صحابہ فی النار کث وغیرہ ما کیف اتخذا حکام اللہ فی الموارث و الفرائض
والزکوٰۃ و الصدقۃ و امور الاسلام۔

حمیدی عبداللہ بن الزبیر المکی یہ امام صاحب کے شاگرد تھے مگر بیت کم عمر تھے یہ کہتے ہیں کہ

ابو حنیفہ سے سنا وہ فرماتے تھے میں مکہ معظمہ گیا اور وہاں کے حجام سے تین نیتیں سیکیں جب میں بٹھیا تو اس نے کہا سر مونڈھواتے وقت مونہہ قبلہ کے طرف ہوا اور اس نے یہ بھی جانب سے مونڈھنا شروع کیا اور دونوں حاذوں تک مونڈھا۔ اس کے بعد قال الحمیدی کی عبارت بخاری نے درج کی ہے۔ یہیں امام صاحب کی جلالت کے باوجود آپ کا متواضع ہونا اس سے نظر آتا ہے امام فرماتے ہیں حجام بھی مکہ معظمہ کے سنت کے اتنے پابند ہوتے تھے کہ میں نے اس سے تین نیتیں اخذ کیں اس سے حمیدی صاحب نے یہ نتیجہ کہاں سے نکالا کہ امام صاحب کو یہ سنیں ملام نہ تھیں اور پھر اپنے تعصب بیجا سے لکھ مارا اور ایسا شخص مجھے پاس سنا سکے وغیرہ کے سنن نبوی اور آثار صحابہ نہ ہوں وہ موارثت و فرائض زکوٰۃ و صلوٰۃ اور دیگر امور اسلامیہ کے احکام الہی میں تبسوع کس طرح ہو سکتا ہے حمیدی کے لئے اتنا کافی ہے کہ اون کے استاد خاص امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے من اراد ان یحج فی الفقہ فہو عیال علی ابی حنیفۃ (دروی جلد ۱ عن الشافعی) نیز امام شافعی نے فرمایا ہے الناس عیال ابی حنیفۃ ما علمت احداً افقہ منہ (دروی الریج کبذا عن الشافعی)

حافظ ابن حجر مکی خیرات الحسان کے صفحہ ۳۲ پر امام عبد اللہ بن المبارک سے روایت کرتے ہیں قال الثوری کان واللہ شدیداً لاخذ للعلم ذاباً عن الممارق قبل اہل بلدہ لا یستحل ان یاخذ الا ما صح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شدیداً للمعرفۃ بناسخ المحدث ومنوخ النسخ اور صفحہ ۳۳ پر فرماتے ہیں قال کی بن ابراہیم (شیخ البخاری) کان ابو حنیفۃ اعلم اہل زمانہ سفیان ثوری تو امام حنفی کو نسخ و منوخ کا بے بڑبچا جاننے والا مانیں مگر حمیدی نہ مانیں !!

خیلے اپنی تایید میں اپنے اسناد سے روایت کی کان اسرائیل بن یونس یقول نعم اہل السنن ما کان اخفہ کل حدیث فیہ فقہ و اشد فخص عنہ و اعلم بما فیہ الفقہ۔

ہے قال یحییٰ بن یسین ما ظنک بن عدل عبداللہ وکیس وہو ثقۃ عدل (اخرج عنہ محمد بن احمد البغدادی)

(۴) ابن حجر نے خیرات الحسان میں ابو حنیفہ کے تاریخ میں روایت کی کہ یحییٰ بن یسین ہل حدیث سفیان عن ابی حنیفہ قال نعم کان ثقۃ صدوقاً فی الفقہ والحديث ما موثراً علی دین اللہ۔ ضبط وحفظ۔ قال فی الخلاصۃ وثقۃ یحییٰ بن یسین رواہ الدارقطنی۔

قال شعبۃ کان واللہ حسن الفہم وجید الحفظ امام ابو حنیفہ کا حافظ بہت اچھا تھا (خیرات) سئل یحییٰ بن یسین عن ابی حنیفہ فقال ہو ثقۃ ما سمعت احداً ضعفہ ہذا شعبۃ یتب لہ ان یحدث ویامہ یحییٰ بن یسین کہتے ہیں ابو حنیفہ ثقہ ہیں کسی نے بھی ان کی تضعیف نہ کی اور شعبہ نے اولن کو حدیث کی اجازت دی اور شعبہ آخر شعبہ ہیں۔

سئل یحییٰ بن یسین اللہ ہو قال نعم ثقۃ کان واللہ اورع من ان یکذب (الانتقاد) امام یحییٰ بن یسین فرماتے ہیں۔ ابو حنیفہ بڑے ثقہ تھے خدا کی قسم جھوٹ کہنے سے بہت اورع اور دور تبجہ خود امام ابو حنیفہ فرماتے تھے قال الطحاوی ثنا ابن شیبہ قال ثنا ابو یوسف قال قال ابو حنیفہ لا یزجل ان یحدث الاما یحفظہ من یوم سمعہ الی یوم یکذب بہ۔

قال ابن الصلاح ومن مذاہب الشیعۃ مذہب من قال لاجتہد الا فیما رواہ الراوی من حفظہ ومذکرہ وذلک روی عن ابی حنیفہ وما لک۔

وقال ابن خلدون وابو حنیفہ انما قلت روایتہ لاشد فی شروط الروایۃ والتحمل وروی الحافظ البوسیدی عن علی بن الحسین عن ابیہ انہ قال سالت یحییٰ بن یسین عن رجل یحدث عن عبد اللہ ثم لا یحفظ الحدیث۔ قال کان ابو حنیفہ یتقول لا یکذب الا من یحفظ ویعرف۔

امام صاحب کے ثقہ وصدق وعدل ہونے کی امیر المومنین فی الحدیث شعبہ عبداللہ بن مبارک

وکیع علی بن المہدیین اور یحییٰ بن حسین شہادت دے چکے ہیں تو نسائی ائینہ کمپنی کی آوازیں مٹا
خلاف بے ہنگام ہیں امام صاحب کے تحفظ اور ضبط اور تذکر کے نسبت خود امام صاحب کے
شرط حدیث شہادت دے رہے ہیں۔ رہا امام ابو حنیفہ کی نسبت کسی تعصب نے بھی جہالت
فتنہ یا کذب کا شائبہ پیدا نہ کر سکا اور نقوی تو امام ابو حنیفہ کے لئے تھا اور ابو حنیفہ نقوی
کے لئے تھے۔

اعمش اور امام

قال الامام الحافظ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب ابن ابی شیبہ
الحارثی البخاری فی مسند الامام حدیثنا الحسن بن معروف قال

حدیثنا یحییٰ بن حسین قال سمعت علی بن سہر یقول خرج الاعمش الی الحج فشیعہ اہل الکوفۃ وانا
فیہم فلما اتی القادسیۃ رآہ منمواً فقالونی ذالک فقال علی بن سہر شیئاً قالو نعم قال ادعہ لی
فدعونی وکان بعرفنی بجلالۃ ابی حنیفہ فقال الی اربع الی الصدوق ابی حنیفہ ان یتب لی النکاح
فرصبت فسالته فاعلم علی ثم اتیت بہا الی الاعمش اما ابو محمد عبد اللہ الحارثی ولد سنۃ ۲۵۸ م مات
۳۴۰ س عن الوجہ ویحییٰ بن سہر بن ابی حمزہ بن الفضل البلیغی وفضل بن محمد الشمرانی والحسین بن
الفضل الجلی و محمد بن زید الکلابازی و عبد اللہ بن واصل والحسن بن معروف و سل بن النعمان
وحدویہ و علی بن الحسین بن الجند الرازی و موسیٰ بن ہارون و محمد بن علی بن زید الصائغ وعدہ۔
اعمش امیر المؤمنین فی الحدیث اور استاد امام ابو حنیفہ تھے۔ اعمش جیسے محدث جلیل کے
عند یہ میں ابو حنیفہ ہی مناسک لکھ بیٹھنے کے اہل تھے اور آپ ہی کے تحریر کردہ مناسک پر اعمش
اور علی بن سہر اور وکیع جیسے شاگردان اعمش نے عمل کیا تھا۔ مگر حمیدی اور اون کے شاگرد امام
بخاری آج امام ابو حنیفہ کو مناسک سے بغیر کہنے کی جرأت کر رہے ہیں۔ یا اللعجب یہ تعصب اور
غناد کے سواے بقول ابن حجر کی اور کیا ہو سکتا ہے۔

قال ابن حجر فی الخیرات الحسان الفصل الاربعون فی رد ما قیل انه خالف فیہ صریح الاحادیث
الصمیمۃ من غیر حجتہا علمائے زعم ذلک من المتعدين سفیان الثوری و آخوین انہم الحافظ ابو بکر
بن شیبہ الکوئی شیخ البخاری و سبب صدور ذلک منہم انہم استرحوا ولم یتالموا قواعدہ و اصولہ
علامہ ابن حجر کہتے ہیں جن لوگوں نے یہ زعم کیا ہے کہ ابو حنیفہ نے بلا حجتہ کے صریح حدیث کا خلاف
کیا ہے ان میں متعدين سے سفیان ثوری اور تاخرین سے ابو بکر ابن ابی شیبہ ہیں جو شیخ بخاری
بھی ہیں دیہہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد کے شاگرد ہیں۔ یعنی، اسکے صدور کی یہ وجہ ہے کہ ان
لوگوں نے امام صاحب کے قواعد اور اصول حدیث کو بغور دیکھا نہیں۔

وقال فی الفصل الثلاثون فی سندہ فی الحدیث مرآۃ الخد عن اربعۃ الاف شیخ من
التابعین وغیرہم من ذکرہ الذہبی وغیرہ فی طبقات الحفاظ من المحدثین ومن زعم قلۃ
اعتنایہ بالحدیث فہو اما لتساہل واحدہ (ابن حجر کی) نے بیان کیا ہے ہم نے اگے ذکر کر دیا
کہ امام ابو حنیفہ کے تابعین وغیرہم میں سے چار ہزار شیوخ حدیث تھے اسی وجہ سے
علامہ ذہبی نے طبقہ حفاظ محدثین میں آپ کا شمار کیا ہے اور جس نے حدیث سے آپ کی
بے اعتنائی کا گمان کیا ہے یا تو بوجہ اس کے تساہل کے ہے یا بوجہ حسد کے ہے۔

خداوند تعالیٰ امام صاحب کے طاعینین پر رحم فرمائے۔ کان ابو حنیفۃ ابصر الناس بالحدیث
الصمیم (ابو حنیفہ حدیث صمیم کے سب سے بڑے مفسر تھے یہ ہے کبار محدثین کا قول امام صاحب
کی حدیث دانی کی نسبت)

جاریں نے یا تو تساہل کی وجہ سے یا حسد کی وجہ سے بقول ابن حجر امام صاحب پر مرجح کی
ہے اور یہہ جرح خود ملعون ہے۔

امام ابو حنیفہ | محدثین کے طبقہ اہل الرائے یا اہل دیابت یا مجتہدین کے امام ابو حنیفہ ہیں
اور امام بخاری

اور دوسرے فرقہ یعنی بل الرواہ یا ظاہریہ کے امام محمد بن اسماعیل بخاری ہیں۔ امام بخاری نے اپنی جامع الصحیح کے علاوہ اور بھی کتابیں تاریخ الکبیر۔ تاریخ الصغیر۔ جزا القراءہ اور فتح البدرین تصنیف کیں۔ جہاں جہاں امام بخاری اپنی کتابوں میں امام ابو حنیفہ کی طرف اشارہ کنایہ کرتے ہیں اس سے ہم بخوبی واقف ہیں امام بخاری کی جزا القراءہ بھی ہم نے دیکھی ہے اور جہاں پر امام ابو حنیفہ پر مخالفت حدیث کا الزام دیا ہے، اسکو بھی بغور دیکھا ہے امام ابو حنیفہ کے دلائل عدم القراءہ خلف الامام کا بھی سمانہ کیا ہے معلوم تو یہ ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے کسی جگہ پر بھی حدیث کا تو خلاف نہیں کیا بلکہ امام بخاری کے فہم و اجتہاد کا ضرور خلاف کیا ہے۔ ابو حنیفہ کی حدیث فہمی کا سارے اعیان اسلام کو اعتراف ہے شعبی۔ عطاء قتادہ۔ شعب۔ اوزاعی۔ مکحول امام محمد بن علی۔ جعفر بن محمد عاصم بن ابی النجود۔ اعش۔ حماد بن ابی سلیمان۔ زہری۔ عمرو بن سالم۔ سفیان بن عیینہ۔ ثوری۔ عبد اللہ۔ وکیع۔ یحییٰ بن سعید القطان۔ مسعر بن کدوم۔ ابوالکاسم۔ یزید بن ہارون۔ یحییٰ بن ابراہیم۔ اسرائیل۔ خضیب۔ عبد الرزاق۔ عمر۔ اسحق بن راہویہ۔ امام مالک بن انس۔ امام شافعی۔ ابو حاتم وغیرہم نے ہر بانگ دہل اس امر کا اعتراف فرمایا ہے کہ ابو حنیفہ حسن الفہم و شدید المعرفة و البصر الناس فی الحدیث و کان یفسر الحدیث بوجہ احسن کان افقہ الناس و علیہم بعضلات الحدیث اگر امام بخاری نے مخالفت حدیث کا الزام دیا ہے تو وہ دے لیں۔ مگر شیوخ بخاری کے غزیرہ میں امام صاحب تو تمسک بالکتاب و السنۃ ثابت ہیں اور یہ بہت ہے۔

۱) قال ابو سہیل القریہ کانت اشیا خالیۃ عن فاذا ہفتی فتیا ابی حنیفہ سزو بد لک و ابو سہیل نے کہا ہمارے شیوخ فی الحدیث فتوے دیا کرتے تھے جب ان کے فتوے ابو حنیفہ کے فتاویٰ سے موافقت کرتے تو سرور ہوتے تھے،

۲) قال الاعمش ان ابا حنیفۃ یحییٰ الموعزۃ بمواضع الفقہ الدقیقۃ وغیر غرامس العلوم الخفیۃ
اعمش نے کہا فقہ دقین اور غرامس علوم خفی کی ابو حنیفہ کو اچھی پہچان تھی۔

۳) قال عیسیٰ بن موسیٰ للمصور یا امیر المومنین ہذا ابو حنیفۃ عالم الدنیا الیوم رضی بن
موسیٰ نے ابو جعفر منصور عباسی سے کہا اے امیر المومنین یہہ امام ابو حنیفہ ہیں اور ہم میں سب
آج ہی عالم الدنیا ہیں فقال لہ المنصور عن اخذت العلم فقال ابو حنیفۃ عن اصحاب عمر
وعن اصحاب علی وعن اصحاب عبداللہ وعن اصحاب ابن عباس رضی اللہ عنہم انہم
نے پوچھا کس سے علم سیکھا ہے ابو حنیفہ نے کہا اصحاب عمر و علی و عبداللہ بن مسعود اور
اصحاب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے، منصور نے کہا آپ اب ثقہ و صدوق ہو
روی ابن نجیح بن ابراہیم حدیث ابن کرامۃ قال کنا عند وکیع بن الجراح فقال رجل اخطا
ابو حنیفۃ فقال وکیع کیف یقدر علیہ وسئل ابو یوسف وزفر و محمد فی قیاسہم واجتہادہم
وسئل یحییٰ ابن زکریا بن ابی زائدہ وخص بن غیاث وابی عاصم وجہان و سندی فی حفظہم للحدیث
و سمرقہم بہ والقاسم بن سمن فی العربیۃ و داؤد و فضیل و ابراہیم فی الزہد و الورع من کان اصحابہ
ملوا وجلسا وہ لم یکن یخطئہم (وکیع بن الجراح کے حضور میں کسی نے کہا کہ ابو حنیفہ نے خطا کیا کیسے
ابو حنیفہ کیسے خطا کر سکتے حالانکہ آپ کے ساتھ ابو یوسف زفر و محمد ایہ اجتہاد یحییٰ جعفر بن
غیاث ابو عاصم البلیل جہاں و سندی امہ حدیث قاسم بن سمن امام لغت داؤد فضیل اور
ابراہیم البلیلی امہ اولیا اللہ موجود تھے جس کے اصحاب ایسے ہوں وہ غلطی کیسے کر سکتا ہے
قال ابن خلکان فی تاریخہ کان اللیث بن سعد حنفیاً و قال فی التہذیب التہذیب کلن حماد بن
زید من اصحاب ابی حنیفۃ و کان الشیب بن اسحق یفتی بقولہ اخرج الخلیل باسنادہ عن فضیل
بن عیاض انہ کان لیقول کان ابو حنیفۃ یتخرج الاحکام من الکتاب والسنۃ آپ فقہ حنفی کے عندیہ

کتاب و سنت ہی سے مسائل ستخرج فرماتے تھے، اخراج الخطیب عن یحییٰ بن یسین (نقل مست
یحییٰ بن سعید القطان بقول لا ینکذب علی اللہ ما سمعنا بحسن من رائے ابی حنیفہ فی الحدیث
وقد اخذنا باکثر اقوالہ (یحییٰ بن سعید القطان فرماتے تھے ہم نے ابو حنیفہ جیسے کی تفسیر اور توجیہ
کر نیو اے کو نہ دیکھا ہم نے آپ کے اکثر اقوال کو سنا لیا بھی ہے،

کان یحییٰ بن سعید القطان و ویسع بن الجراح یفتیان بقول ابی حنیفہ (تذکرۃ الحفاظ) و کان
الیثابن سعد من تلامذۃ ابی حنیفہ و کان یفتی بقولہ (خیرات الحسان) ابن حجر و ابن خلکان (المستطاب
کان الثوری یطالع کتاب لہن لابی حنیفہ (خیرات الحفاظ) کان عبد اللہ بن مبارک
یقول لو لانا اللہ ما ننی بابی حنیفہ و سفیان کنت کسائر الناس (تہذیب التہذیب ابن حجر)
کان یحییٰ بن زکریا صاحب ابی حنیفہ (تذکرۃ الحفاظ) کان ویسع یفتی بقول ابی حنیفہ وقد مسح
منہ شیء کثیراً (خطیب فی تاریخہ حافظ بن عبد البر والذہبی) لکھا۔

کان یزید بن ہارون یقول صحبت کثرون ما درکت اعلم من ابی حنیفہ (تہذیب الکمال لمزی) قال
ابو عاصم النبیل کان ابو حنیفہ من دون الفقہ و السفیان فقیہ (تاریخ خطیب) قال ابو نعیم
کان ابو حنیفہ صاحب غوص فی المسائل وغیرہ (الاقتصار بسط ابن جوزی)

یحییٰ بن القطان - ویسع بن الجراح - لیث بن سعد امام صاحب کے قول پر فتویٰ دیں سینا
ثوری آپ کے کتابوں کا مطالعہ کیا کریں۔ عبد اللہ بن مبارک یتیمی بن زکریا یزید بن ہارون
ابو عاصم اور ابو نعیم تو آپ کو اعلم الناس - افقہ الناس کہیں اور آپ کے اصحاب کھلاں مگر ان
بزرگواروں کی تلامذہ اور تلامذہ تلامذہ ابو حنیفہ کو مخالف سنت کہیں اور نا واقف احادیث کا لقب
عطا فرمائیں۔ خدا کی شان ہے ابو حنیفہ اگر عالم السنۃ نہیں ہیں تو دنیا کے اسلام میں عالم السنۃ
کہلانے کا کسی کو بھی حق نہیں۔

خلف قرات الامام

حضرت بن ابی وقاص کی حدیث کو پیش کرتے ہوئے جس میں عہد آیا تہوداً
اس امر کو نظر انداز کر دیا گیا ہے کہ سعد خدامام ہوتے تھے محض اپنے اجتہاد
سے امام بخاری نے ابو حنیفہ کو جزو القراءۃ میں حدیث کی مخالفت کا طعنہ
دیلا ہے۔ ابو حنیفہ کی دلیل قرآنی واذا قرأ القرآن فاستمعوا له وانصتوا ہے اور دلیل حدیث کی
قال سمعت موسیٰ بن ابی عائشہ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال من کان لمام بقراءة الامام لقراءة در رضا محمد بن یحییٰ فی سندہ والام احمد وابن ابی شیبہ و
ابن ماجہ والطحاوی واخرج مالک عن نافع عن ابن عمر مرفوعاً۔ اسی صحابیوں نے قرات الامام
کے امتناع میں حدیثیں روایت کی ہیں فہم قلے۔ عمر۔ عبد اللہ۔ زید بن ثابت جابر بن عبد اللہ ابو ہریرہ
عبد اللہ بن عمر۔ ابوالفضل۔ ابن عباس۔ عمران بن حصین و ابو موسیٰ الاشعری۔ وقال سلم و احمد وابن
حزم حدیث واذا قراء الامام فانصتوا صحیح۔ امام بخاری نے بھی حضرت عمر۔ ابو ہریرہ۔ عبادہ بن
الصامت۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاص۔ جعفر بن ابی بن کعب۔ انس۔ ام المومنین عائشہ۔ عبد اللہ بن عمر
اور جاثلیق سے قرات کے جواز پر احادیث لائے ہیں۔

اگر حدیثیں ایک دوسری کی متعارض بھی ہوئیں تو اذا تعارضتا ساقطا کے بنظر اب صرف قرآن ہی
رہا جو امام صاحب کا مدلول ہے اس پر بخاری کہتے ہیں کہ آیت خطبہ میں اتری ہے حالانکہ صحیح حدیثوں
سے ثابت ہو چکا کہ آیت نمازیں اوتری ہے پھر بھی اگر یہ مانا جائے تو موقع و دور کے خاص ہونے
سے آیت کا صریح حکم عام کبھی خاص ہو نہیں سکتا مگر امام بیہقی نے امام احمد بن حنبل سے باسناد صحیحہ
روایت کی ہے کہ احمد نے کہا کہ علمائے محدثین کا اس پر اجماع ہو چکا کہ یہ آیت قرات نمازیں
اوتری ہے (۷۲) رکوع میں جو شریک نماز ہوتا ہے اوس کی نماز امام کے ساتھ ساتھ ختم ہو جاتی ہے
اگر وہ جب قراءۃ خلف الامام کو تسلیم کر لیں تو سبق کی نماز ہی نہیں ہوگی کیونکہ اسے سورۃ فاتحہ پڑھنے کی

جہر بسم اللہ ابو حنیفہ کے نزدیک نہیں مگر بخاری ضروری جانتے ہیں ابو حنیفہ حماد سے وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں بنی صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر اور عمر نمازیں پکار کر بسم اللہ نہ پڑھتے تھے۔ جہر بسم اللہ کی حدیث منوع ہے کما صرح بہ الدارمی والدارقطنی وغیرہما۔ دارقطنی نے تو سنن میں ساری موضوع حدیثیں جہر بسم اللہ میں ایک باب کے تحت میں لائی ہیں پھر کہتے ہیں کہ جہر بسم اللہ کی حدیث ثابت نہیں۔

رفع نفع یوں امام بخاری کے عندیہ میں بعد القراۃ قبل الركوع بعد الركوع قیام اور بعد رکعتیں ضروری ہے ابوحنیفہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے سوا اور کہیں نہیں۔ امام بخاری نے

صحیح کے علاوہ رسالہ رفع الیدین میں ۱۹ صحابیوں سے جواز رفع پر حدیثیں پیش کی ہیں جن میں
سیدنا علی - ابو قتادہ - ابواسیداساعدی - محمد بن مسلمہ سہلی بن سعد اساعدی - عبداللہ بن عمر
عبداللہ بن عباس - انس بن مالک - ابو ہریرہ - عبداللہ بن عمرو بن العاص - عبداللہ بن الزبیر
وائل بن حجر الحنفی - مالک بن الحویرث ابوموسیٰ اشعری - ابو حمید اساعدی رضوان اللہ علیہم
موجود ہیں اور ان میں حدیث برادر بن مازب بھی ہے جو جواز رفع میں ہے۔ اس حدیث برادر بن مازب
کی نسبت شیخ بخاری امام یحییٰ بن معین اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں حدیث البرادنی رفع الیدین المصحح

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حدیث براہ عازب جو رفع یدین میں پیش کیجاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ رسالۃ القراءۃ میں اسکے بعد امام بخاری نے مسئلہ عدم رفع میں ابن مسعود۔ براہ بن عازب اور جابر بن سمروہ کی حدیثوں کو پیش کر کے تاویلات کی ہیں اور اسخو میں کہتے ہیں کہ سفیان ثوری و کعب بن الجراح اور بعض کوینوں نے رفع یدین کو جائز نہ رکھا ہے اور عدم رفع میں بہت ساری حدیثیں پیش کی ہیں انتہی۔ نیز امام بخاری نے اپنی صحیح میں رفع کی تائید میں دو روایتیں پیش کی ہیں۔ پہلی حدیث ابن عمر کو تین طریقوں سے اور دوسری حدیث ابن ابی قلابہ ایک طریقہ سے نقل کی ہے اور رسالہ رفع الیدین میں یہہ ادا فرمایا ہے کہ ان سے بڑا بکرا سند اور اصح روایتیں اور کوئی نہیں ہیں مگر یہ حدیثیں بھی غور کے قابل ہیں۔ اصح ایسی ہوں تو انکی ضیف کسی ہونگی۔ حدیث ابن عمر کے دو طریق سالم بن عبد اللہ سے مرفوع ہیں۔

(۱) بخاری کہتے ہیں حدیث کی محکو محمد بن سقائل نے اونہیں یونس نے اونہیں سالم نے اونہیں عبد اللہ بن عمر نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اٹھ

(۲) بخاری کہتے ہیں حدیث کھی ابو الیمان نے اونہیں شعیب نے اونہیں زہری نے اونہیں سالم نے اونہیں عبد اللہ بن عمر نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اٹھ سالم سے صرف زہری نے سنا اور زہری سے یونس بن یزید اور شعیب بن ابی حمزہ نے مگر محدثین کا اہر اتفاق ہے کہ یونس کا حافظہ نہایت خراب تھا وہ حدیثوں میں غلطیاں کرتے تھے اور راوی المنکرات تھے اور وہ محبت نہیں ہیں۔ اس طرح پہلا طریقہ ہل ہو گیا۔

دوسرے طریقہ کے راوی شعیب بن ابی حمزہ ہیں انکا بھی حافظہ خراب تھا اور یہ بھی مستحدو منکر روایتوں کے راوی ہیں لہذا یہ محبت نہیں ان سے بخاری نے ابو الیمان کا سماع بتایا ہے

حالانکہ امام احمد اور جملہ محدثین کا اسی اتفاق ہے کہ ابوالیمان نے شیعہ کہا ہی نہیں۔ دوسرے طریقہ بھی کالعدم ہو رہا۔ حدیث ابن عمر کا تیسرا طریقہ نافع عن ابن عمر ہے۔ نافع سے عبید اللہ بن عمر بن حفص الیوب اور موسیٰ بن عقبہ تین شخصوں نے روایت کی ہے۔

(۱) بخاری کہتے ہیں ہم سے عیاش بن اویس عبد الاعلیٰ نے انہیں عبید اللہ نے انہیں نافع نے عبد اللہ بن عمر سے حدیث کہی۔

(۲) بخاری فرماتے ہیں ہم سے یحییٰ نے اویس بن حماد بن سلمہ نے انہیں الیوب نے انہیں نافع نے حدیث کہی (۳) بخاری کہتے ہیں روایت کی ابراہیم بن طہان نے انہوں نے الیوب اور موسیٰ سے انہوں نے نافع سے کہ حضرت ابن عمر نے یدین کرتے تھے

یہ تینوں طریقہ موقوف ہیں پہلے طریقہ میں امام بخاری کے دادا اتا و عبد الاعلیٰ معتزلی اور منصف ہیں سو حفظ کا انہیں عارضہ تھا۔ دوسرے طریقہ میں حماد بن سلمہ محدث جلیل ہیں مگر پڑھاپے میں ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ تیسرے میں موسیٰ بن عقبہ ہیں جن کی روایتیں نافع سے محدثین کے نزدیک غیر ثابت ہیں۔ موسیٰ سے ابراہیم بن طہان روایت کرتے ہیں جو ثقہ صدوق تو ہیں مگر ان کی روایتوں میں چند ایسے لائیل امور ہوا کرتے تھے اس لئے محدثین کا قول ہے اگر ان سے کوئی ثقہ روایت کرے تو روایت قابلِ حجت ہے مگر امام بخاری نے یہ نہ کہا کہ ابراہیم سے یہ روایت ان تک کس طرح پہنچی کیونکہ امام بخاری کے پیدا ہونے سے پہلے ابراہیم نے ۱۶۳ھ میں انتقال کیا تھا لہذا یہ تینوں طرق بھی قابلِ استناد اور لایقِ حجت نہیں۔

امام بخاری کی دوسری روایت تائید رفع میں ابو ظاہر کی حدیث ہے فرماتے ہیں حدیث کہی ہم سے اسحق واسطی نے انہیں خالد بن عبد اللہ نے انہیں خالد نے انہیں ابو ظاہر نے انہوں نے ویکھا مالک بن الحوثرث کو رفع کرتے ہوئے اسے۔

اس روایت میں خالد صناعی ہیں جو ابوقلابہ کے مدوی ہیں ان کا حافظہ خراب تھا شعبہ ان پر جرح کرتے تھے مگر معاویہ بن زید کی خاطر چپ رہتے تھے ابو حاتم نے کہا ان کی روایتیں قابل استناد اور لاین حجت نہیں ہیں۔

انہیں مخرج راویوں کی حدیثوں پر امام صاحب کو اتنا غلو ہے کہ ان کے عندیہ میں اصح روایات یہی تھے۔ امام بخاری کے رواۃ کی تنقید نہ کرنی پرانی خوش حقیقت ہے یقیناً تنقید رواۃ کے بعد ہر حدیث کی حالت معلوم ہو جاتی ہے رواۃ کی تنقید نہ کرنا ہی خشک و تر مرویات کو اسلام میں داخل کرنا ہے۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ان کے علاوہ ابن عباس اور یحییٰ بن عیسیٰ سے تمام التکبیر فی السجود میں سعد سے فی الركوع میں اور وجوب القراءة میں النبیؐ سے باب الطمانیۃ میں ابوسیدہ سے باب من لہجتم میں ابوحید الساعدی سے سنتہ الجلس میں خلاۃ وجوب قراءۃ میں روایتیں کی ہیں مگر ان میں رفع کا ذکر تک نہیں۔ امام بخاری کی روایتوں کی یہ حالت ہو تو اور تو اور ہی ہیں۔

رفع کی حدیثیں صغار صحابہ سے مروی ہیں۔ عبداللہ بن عمرؓ کی عمر وقات سرور عالم کے وقت ۲۱ سال کی تھی لہذا ہجرت کے وقت دس سال کے تھے اور یہ بچوں کی صف میں نماز پڑھتے تھے۔ مالک بن حویرث کو صرف بیس دن کی صحبت رہی خود مجاہد نے ابن عمرؓ سے عدم روایت کی ہے۔ ابن زبیر نے توصاف فرمایا کہ رفع منسوخ ہو چکا اس حالت میں ہم رفع یدین کو نماز میں کیسے ضروری مان سکتے ہیں۔ اس کے برخلاف ابو حنیفہ عدم رفع میں کہتے ہیں حدیثی یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ عن البراء بن عازب قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا فتحت الصلوۃ رفع یدیه حد و منکبیه او حد و اذنیہ ثم لایعود اس حدیث کو خود امام بخاری نے جز رفع یدین میں۔ ابوداؤد نے صحیح میں۔ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور طحاوی نے معانی

میں روایت کیا ہے، دوسری حدیث ابو حنیفہ نے سواجد امام اور اعلیٰ مکہ معظمہ میں بیچہ خویش کی حدیثی حماد بن ابراہیم عن علقمہ والاسعد عن عبداللہ بن عثمان بن ابی شیبہ عن عبداللہ بن مسعود۔ برادر بن عازب۔ جابر بن اسمہ عبد اللہ بن عمر اور ابوسعید الخدری کی گویا ہا صاحبین کی حدیثیں پیش کی گئی ہیں خود امام بخاری نے عدم رفع میں حدیث ابن مسعود الاصلیٰ لکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدہ الامرۃ اور احادیث برادر بن عازب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدہ اذا کبر ثم لم یعد اور رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدہ اذا کبر ثم لم یرفع اور حدیث جابر بن اسمہ دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن رافعو یدینا فی الصلوٰۃ فقال مالی اراکم رافعی یدیکم کانھا اذنا

خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ پیش کی ہیں خطیب تیارخ میں امام ابو حنیفہ پر طعنایہ قصہ لکھا ہے کہ عبد اللہ بن المبارک نے امام کو حدیث رفع از برادر بن عازب سنایا امام صاحب نے کہا کانہ یرید ان یطیر لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مالی اراکم ترفعون ایدیکم فی الصلوٰۃ کانھا اذنا خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ۔ اس پر نہایت خفگی کا امام صاحب پر ظہار کیا جارہا ہے مجھ سے حسد اور تعصب پر مبنی ہے عبد اللہ بن المبارک نے غیر ثابت روایت برادر بن عازب سے پیش کی تو امام صاحب نے حدیث ثابت سے اس کا جواب دیا کیونکہ آپ کی عادت یہ تھی کہ کوئی ارباب علم جب ہو سے جھوٹی حدیث پیش کرتا تھا تو آپ اس حدیث کو جھوٹی یا موضوع کہنے کے بجائے حدیث صحیح سے اس کا رد کر دیتے تھے۔

حدیث برادر بن عازب فی الرفع موضوع ہے اور حدیث کانھا اذنا خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ

صحیح ہے جس کی مسلم نے بھی اپنی صحیح میں اور خود بخاری نے کتاب الرفع میں تخریج کی ہے
 پس حدیث اسکنونی الصلوٰۃ ناسخ ہے (نماز میں ساکن رہو رفع یدین نکرہ)

بعض کا خیال ہے کہ حدیث براء فی عدم الرفع میں جملہ ثم لایعود راوی حدیث یزید
 بن ابی زیاد کا اضافہ ہے مگر ملحقوی نے جملہ لایعود کے ساتھ اور راویوں سے جن میں یزید
 نہیں ہے اس حدیث کو متعدد طریقوں سے ثابت کیا ہے نیز ابن عدی نے کامل میں
 لکھا ہے کہ شریک ہشیم - عیسیٰ بن عبد الرحمن نے بھی اس حدیث براء کی مع جملہ ثم لایعود
 کے روایت کی ہے۔ اسپر داقطی نے گھر اگر حیلہ تراشا کہ یزید کو آخر عمر میں اختلاط ہو گیا تھا
 مگر ہم ادباً عرض کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے جب یہ حدیث یزید سے سنی تھی یزید عین شباب
 میں تھے مزید برآں یزید کو عملی - یعقوب بن سفیان ابو داؤد و ابن شایبہ - ابن خزیمہ
 ساجی اور ابن جابر نے صدوق اور ثقہ تسلیم کیا ہے اور امام مسلم نے بھی یزید بن ابی زیاد
 سے حدیث لی ہے امام صاحب نے جس حدیث براء فی عدم الرفع کی روایت کی ہے
 اس کی خود بخاری نے رسالہ الرفع میں روایت کی ہے ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے اور
 نسائی مع جملہ لم یعد کے علی شرط الثخین اس کی اپنی کتاب میں روایت کی ہے۔

عدم رفع کی مرفوع اور مسل حدیثیں حضرات ابوبکر الصدیقؓ - عمرؓ - عثمانؓ - علیؓ - عبداللہ
 بن مسعودؓ - سعد بن ابی وقاصؓ - عبداللہ بن عمرؓ - براء بن عازبؓ - عبدالرحمن بن عوفؓ -
 ابوسعید الخدییؓ - جابر بن سمور رضی اللہ عنہم سے امام ملحقوی - ابن ابی شیبہ - ترمذی - ابو
 امام محمد و ربیعانی نے تخریج کی ہیں۔ علاوہ برآں خود امام بخاری و مسلم نے جابر بن سمورہ کی
 حدیث مالی اراکم ترفعون ایدیکم فی الصلوٰۃ کا نسخا اذنا بخیل الشمس اسکنونی الصلوٰۃ جو
 روایت کی ہے اور جس کو امام ابو حنیفہ نے عبداللہ بن مبارک کو منا کر خاموش کر دیا تھا۔

پکارتے کہہ رہی ہے کہ رفع یدین منسوخ ہے اور سکون کی تاکید ہے چنانچہ طحاوی اور علامہ عینی نے حدید سے عبداللہ بن زبیر والی روایت تیخ رفع بھی پیش کی ہے مگر بشیر بن
فلیرج انی کتھا سب بڑھکر مد قطنی اور ابن عدی کے جیسے حاکمیان مد رفع کی روایت عبد
بن مسعود کے میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے حضرت ابوبکر صدیق کے پیچھے
اور حضرت عمر بن الخطاب کے پیچھے عمر بھر گزار پڑھی میں نے انکو سب سے مختلف نماز کے نماز
بھر میں کبھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا اس سے بڑھکر نسخ رفع میں اور کون دلیل چاہیے
امام محمد نے سوطا دیں اور کتاب الحج میں میدنا علیہ یسنا عمر عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ
بن عمر وغیرہم کے آثار عدم رفع میں پیش کئے ہیں۔ خود بخاری فرماتے ہیں مکان النوری
وکیس بن الجراح ولسن الکوفیول لایرفعون الیدیہم وقد رواؤنی ذلک احادیث کثیرہ
دہشت سی حدیثیں عدم رفع میں مروی ہیں، ترمذی نے تو خود اعتراف کیا ہے کہ عدم رفع
کے قائلین صحابہ و تابعین میں بشمار ہیں۔

ان سب کا حاصل یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ نے چونکہ سوطا لم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخرین
احکام اور افعال کے تمسک تھے عدم رفع کو جاب کے عنیدہ میں حضرت جابر بن عمرؓ بابر
عازب اور میدنا علی کی حدیثوں سے منسوخ ہو چکا تھا ترک کر دیا۔

امام بخاری کے طعن محض اسوجہ سے صادر ہوئے ہیں کہ یا تو امام صاحب کے قبول احادیث
احاد کے ضوابط اور قواعد پر غور نہ کیا یا امام ابو حنیفہ کے شروط روایت باللفظ اور بصورت
روایت بالاعتنی ضرورت شاید یا بصورت فقدان شاہد تحقیق من حدیث اللہایہ سرے سے
ان کے پسند نہیں تھے یا انھیں ابو حنیفہ سے کوئی تعصب تھا امام بخاری کے جتنے طعن
ہیں وہ سب اپنی وجہ سے مردود ہیں۔

ایسے ہی امام ابو ندعہ، امام مسلم، اور امام ذہبی کے طعن امام بخاری پر اور لیث بن سعد اور ابن ابی ذئب کے طعن امام مالک پر اور امام یحییٰ بن معین کے طعن امام شافعی پر سترہ ہوجاتے ہیں نیز امام بخاری نے بھی تو بڑی سے بڑی طرح کے مجروح اور سطون راویوں کو اسی خیال سے ترک نہ کیا ہے۔ چنانچہ

(۱) عبد الرحمن بن عبد اللہ و عبد الرحمن بن نعیم جن کو ابن معین نے ضعیف کہا۔

(۲) عطاء بن السائب اور اسلم بن اوس جن کو نسائی نے ضعیف ثابت کیا۔

(۳) ابی عبد بن الجہل مکنسائی نے متروک یحییٰ بن معین نے راوی موضوعات دارقطنی نے

ضعیف ابن عدی نے اسکا اتباع ناجائز ابن حبان نے غیر ثقہ امام احمد نے ناقابل محبت

اور برزخ نے شیعہ خالی کہا ہے ان سے اور بیسیوں ان جیسوں سے امام بخاری نے جب

اپنی صحیح میں کئی روایتیں کی ہیں اور جلیل القدر ائمہ حدیث کی جرحوں کا کوئی اعتنا نہ

کیا ہے تو بخاری وغیرہم کی امام صاحب پر جو ترحیح ہوئی ہیں وہ بھی ناقابل اعتنا ہیں۔

امام صاحب کی خصوصیتیں۔ امام صاحب کی خصوصیتوں میں سب سے بڑی خصوصیت یہ

ہے کہ آپ نے اپنی آنکھوں سے اُن سات مقدس مسلمانوں کو دیکھا ہے جنہوں نے اپنی

آنکھوں سے جمال مبارک حضور انور نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا اور ان صحابہ کرام

کے زبانوں سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور احادیث سنے۔ مزید برآں آپ نے

دس بزرگواران اہل بیت کو دیکھا اور ان سے حدیث کی اور حقائق کی سماعت کی صحابہ کرام

سے سماع حدیث کا تذکرہ ہم نے تو کر دیا اب ائمہ اہل بیت اور بزرگان خاندان نبوت کے

اسماء گرامی درج کئے جاتے ہیں جن سے آپ کو تلمذ حاصل رہا۔

(۱) امام زین العابدین علی بن الحسین علیہما السلام کے پیچھے آپ نے اکیس نمازیں پڑھیں

دالانتصار لعلا سبط ابن الجوزی صفحہ ۱۵۱ کتب خانہ آصفیہ، امام زین العابدینؑ ۳۳
میں تولد ہوئے اور ۹۲۰ھ میں وفات پائی۔

(۲) حسن بن الحسن علیہما السلام سے آپؑ سماعت کی فرمایا مست الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب
یقول سمعت ابی سعید الخدری یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول التاجر الصدوق
مع النین والصدیقین والشہداء یوم البقیۃ حسن مثنی نے کجالت قید ۹۲۰ھ میں وفات پائی
(۳) حسن بن محمد بن علی بن ابیطالب عن امیہ بن سأل علی ابن ابیطالب یوما کیف کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا نبی الخ قال الخطیب حدث عنہ ابو حنیفۃ الام
والثوری وشعبہ مات ۲۸۰ھ

(۴) عبد اللہ بن الحسن بن الحسن علیہم السلام سے آپؑ کو سماع حاصل ہے قال حنفی عبد اللہ
بن الحسن بن الحسن بن علی عن ابیہ عن جدہ اقل زید برقیق الین فاحتجج الی نفقۃ نفقہا علیہم
فباع غلاما من الرقیق ولم یبع امہ فلما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم تصفح الرقیق فقال
مالی اری ہذہ والہا قال اجتہا الی نفقۃ فبعتا ابنہا فامرہ ذہ قال الخطیب روى عنہ
ابو حنیفہ و مالک والثوری والدر اورئی و جماعۃ مات ۲۵۰ھ فی السجین۔

(۵) امام ابو جعفر محمد بن علی الثہیری الباقری علیہ السلام سے آپؑ نے سماع فرمایا قل سمعت محمد
بن علی یقول ان صلوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانت ثلاث عشرة رکعات فی اللیل الخ قال
الذہبی فی التذکرہ روى عنہ ابو حنیفہ وغیرہ وقال ابن سعد فی الطبقات ولم یتشرّف بالرحلۃ
عنہ منہ الا ابو حنیفہ اول مجتہدی اہل السنۃ وابن جریر ولا ۲۸۰ھ ومات ۲۸۰ھ۔

(۶) زید بن علی بن الحسن علیہم السلام سے آپؑ نے کئی روایتیں کیں قال ابو حنیفہ ما رأیت
احضرا با من زید بن علی قلت لما قدر اللہ العاصی قال انفعی قہراً فالقنی حجرأ وروی

ان الامام باللہ وامانہ بعشر الف درہم د عبد اللہ بن مالک بن سلیمان، قتل ۱۲۳ھ
بمخرواں۔

د، عبد اللہ بن علی بن الحسین اخو محمد الباقر علیہ السلام لابیہ ولایتہ حدث عنہ ابو حنیفہ
حدیثیں فی منہ مات ۱۲۹ھ

د، امام ابو موسیٰ الجعفر بن علی علیہم السلام الشہیر بالصادق کی خدمت میں اپنے دو سال
تک سلوک کیا فرماتے تھے لولا السنان لہلک النعمان وروی عنہ کثیرا قال سمعت ابائے
الجعفر بن ابیہ عن جدہ عن الحسین بن علی ان علیاً ضرب عبدانی فرنیۃ الربیعین سوطاً مات ۱۳۵ھ
قال المزنی فی التہذیب روى عنہ شعیبہ والفیہانان و ابو حنیفہ وابن جریر و مالک وغیرہم
۹، ابراہیم بن عبد اللہ بن الحسن بن الحسن البطل علیہم السلام نے ۱۳۵ھ میں ابو جعفر المنصور
کے خلاف خروج کیا امام نے انکی دایے درمے قلمے شرکت کی مگر ۱۳۶ھ میں انہیں شکست
ہوئی اور شہید کر دیئے گئے۔ منصور ابو حنیفہ کا اس زمانہ سے دشمن ہو رہا۔ ان سے بھی
آپ نے روایتیں کیں۔

د، امام موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین البطل علیہم السلام الشہیر بالکافم ولد ۱۲۵ھ
نے امام کو دیکھا اور پوچھا انت النعمان قال کیف عرفتنی قال ان اللہ تبارک وتعالیٰ یقول
یسما حم فی وجہہم من اثر السجود مات ۱۸۳ھ

کبر او محمد بن | قال الموفی ابو المود الکلی انہ فی الامام السمانی بائناہ الی الامام ابی
الحارثی قال حدثنا اسبیل بن بشر قال حدثنا شدا و ابن حکیم قال حدثنا زفرکان کبر او محمد بن
مثل ذکرہ ابن ابی زائدہ و عبد الملک بن ابی سلیمان واللیث ابن ابی سلیم و مسطف بن
طریف و حصین ابن عبد الرحمن بن یحییٰ و ابن حنیفہ و یسا لونہ و عیینہم من المسائل و ما

یثبہ علیہم من الحدیث (اکبر ائمہ محدثین متشابہات احادیث میں اختلاف الزام ہونے سے امام ابو حنیفہ کو اپنا حکم قرار دیا کرتے تھے)

امام صاحب کی حافظ ابن حجر خیرات الحسان میں لکھتے ہیں کہ امام صاحب کے شاگردوں کی گنتی ان گنتی ہے۔ حافظ ابوالحسن مشقی عقود الجمان میں راقم میں لکھتا ہے کہ امام صاحب ابو حنیفہ بہت ہیں جبکہ حاضر و غائب ہیں۔ یہاں صرف (۹۱۸) اشخاص کے نام نشان درج ہیں جو امام صاحب سے فیض یاب ہوئے تھے۔

(۱) عبداللہ بن مبارک متولد ۱۱۸ھ و متوفی ۱۸۱ھ نے چار ہزار محدثین سے حدیث کی سماعت کی جن میں ابو حنیفہ بھی ہیں علی مدینی کہتے ہیں امام ابو حنیفہ سے حماد بن زید و ثوری و عبداللہ بن مبارک و ہشام و وکیع و عباد و جعفر بن عون نے حدیث سنی اور روایت کی خیرات الحسان، یہی نے معرفت میں خطیب نے تاریخ میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن مبارک کو ابو حنیفہ سے سماع حاصل تھا اور حدیث عدم قرأت فاتحہ ابو حنیفہ سے مرسل روایت کی ہے عبداللہ بن یحییٰ بن معین۔ ابن ابی شیبہ امام احمد اور ابن مہدی کے استاد تھے۔

(۲) یحییٰ بن سعید القطان (۱۲۸ھ تا ۱۹۸ھ) خطیب کہتے ہیں کہ خود یحییٰ اس کے قائل تھے کہ انہوں نے ابو حنیفہ سے تلمذ حاصل کیا ہے (تہذیب التہذیب اور ابو حنیفہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے (تذکرہ الحفاظ) اور فرماتے تھے قسم بخدا ہم ابو حنیفہ کے پاس بیٹھے آپ سے سنے اور آپ سے روایت کرتے ہیں جب انہیں دیکھتے تو معلوم ہوتا تھا کہ وہ خدائے غزل سے بڑے ڈرنے والے شخص ہیں (انتصار) یحییٰ بن جلی فلاس۔ احمد بن حنبل یحییٰ بن معین کے استاد ہیں (۳) جابر بن مصعب۔ امام الکلی پکارے جاتے تھے یہ سرخس کے مفتی اور مجتہد تھے ابو حنیفہ سے بکثرت روایت کی اور آپ کے فقہ کو بہت پھیلا یا یہ مصعب کے فرزند تھے جو صحابی رسول

اور شہید جنگ صفین طرفداران حضرت علی سے تھے۔ حاجہ کہتے تھے میں نے ہزار ہا علماء سے لا مگر ابو حنیفہ جیسا صاحب بصیرت ذی علم اور ذی فہم کسی کو نہ دیکھا بلکہ امت محمدیہ کے لئے ابو حنیفہ کھدائے سلم ہیں ان کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

(۴) خالد بنی یہ حافظ الحدیث تھے انھوں نے بھی ابو حنیفہ و ثوری کی شاگردی کی خالد کہتے تھے میں نے ابو حنیفہ سے بڑا حافظ الحدیث کوئی نہ دیکھا۔ امام مالک کہتے تھے کہ خراسان کے تین شخص توبہ ابن سودہ۔ ابو سعاذ اور خالد ہمارے پاس ہوتے تھے تو ہم کسی کے محتاج نہ رہتے ان کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

دہ، ابراہیم بن ادہم بلخی۔ زاہد۔ عارف اور مشہور صوفی ہیں انھوں نے محمد بن زیاد و عیش داو زاعی و ابو حنیفہ اور ثوری سے حدیث سنی یہ ثقہ و مامون تھے ان سے شقی بلخی۔ عبد اللہ بن مبارک وغیرہ نے روایت کی ان کی وفات ۱۶۰ھ میں ہوئی ابراہیم نے کہا ہم سے ابو حنیفہ اون سے حماد نے اون سے ابراہیم نهمی نے اور اون سے حفصہ عائشہ نے فرمایا ہم نے آنحضرت کے وقت ستواتر تین دن کبھی کھانا نہ کھایا۔

۱۷، امام مالک ۱۵۹ھ میں بمقام مدینہ منورہ پیدا ہوئے زہری۔ نافع۔ مرقی۔ عبد الرحمن اعرج محمد بن سکندر۔ ابنائے دینار اور عطاء سے روایت کی اور ان سے عبد اللہ بن مبارک امام شافعی۔ امام محمد۔ ابن وہب۔ وغیرہم نے۔ سید بن ابی مریم نے اثہب بن عبد العزیز سے نقل کی ہے کہ ہم نے مالک کے حلقہ میں ابو حنیفہ کو حدیث کی سماعت کرتے دیکھا ہے اور نبلی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ مالک نے بھی ابو حنیفہ سے سماع حدیث کیا ہے ابن اسحاق نے روایت کی کہ مالک کو ابو حنیفہ سے بھی تلمذ حاصل تھا۔ حافظ ابن حجر شافعی خیرات الحسان میں لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ سے بڑے بڑے مشایخ ائمہ مجتہدین اور علمائے راہنیں مثل امام مالک

ولیت بن سعد و عبداللہ بن مبارک و سعید بن کدام و غیر ہم کو بھی شرف تلمذ رہا۔ امام اخطب خوارزمی نے مناقب ابوحنیفہ میں روایت کی ہے کہ اسماعیل بن فذیک کہتے تھے میں نے امام مالک اور ابوحنیفہ کو ہاتھ میں ہاتھ لئے ٹھٹھتے دیکھا ہے امام مالک نے ابوحنیفہ سے ابوحنیفہ نے ابان سے ابان نے ابراہیم سے ابراہیم نے علقمہ سے اور علقمہ نے عبداللہ بن سعید سے روایت کی کہ فخری نما میں آنحضرت نے صرف مینا بھر قنوت پڑھی اور پھر ترک کر دیا۔ امام مالک کی وفات ۱۸۱ھ میں ہوئی۔

(۷) یث بن سعد امام سعید بن عطاء - نافع - ابن ابی ملیکہ - سعید القری زہری و ابی زبیر اور ابو حنیفہ سے سماعت کی اور ان سے محمد بن عجلان - ابن دہب - سعید بن ابی مریم - یحییٰ بن بکر و غیر ہم نے۔ عبدالرحمن بن قاسم کہتے تھے میں نے یث کو فرماتے سنا کہ ابوحنیفہ کے حج کو جانے کی مجھے خبر ہوئی تو میں بھی حرم شریف پہنچا اور اون سے ملا اور مختلف مسئلے میں نے ان سے سیکھے جو جنایات قتل - تجارت اور ابواب نکاح و طلاق سے متعلق تھے۔ یث بن سعد کے شاگردی کی شہادت ابن حجر مکی نے خیرات میں ابن خلکان نے تاریخ میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے تقریب میں دی ہے اور کہا کہ یث امام ابوحنیفہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے یث کہتے ہیں میں نے ابوحنیفہ سے انھوں نے موسیٰ بن عائشہ سے انھوں نے عبداللہ بن شداد سے انھوں نے حضرت جابر سے سنا کہ آنحضرت نے فرمایا جب کا امام نماز ہو امام مکی قرأت گویا اس کی قرأت ہے۔ یث کا انتہا ۱۸۱ھ میں ہوا۔

(۸) سند بن ہلال بصری کو بھی ابوحنیفہ سے شرف سماعت حدیث و فقہ رہا سند بن ابی حنیفہ سے انھوں نے ابی زبیر سے انھوں نے حضرت جابر سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا جس نے غلام مول لیا اگر اس کا کوئی مال بھی ہو تو وہ مشتری کا نہیں بلکہ بائع کا ہوگا اگر اس کی حیرت

نہ پہنچی ہو۔ ان کی وفات ۱۶۷ھ میں ہوئی۔

(۹) حیان بن ہلال بصری انہیں شعبہ۔ ابان ابو حنیفہ وعاصم سے سماع تھا ان سے ارباب کتبہ اور امام احمد نے حدیث لی یہ ثقہ محبت تھے اور کثیر الرویات بھی انکا انتقال ۱۶۷ھ میں ہوا جہان نے از ابی حنیفہ از ابی عون از عبد اللہ بن شداد از ابن عباس روایت کی کہ حضور نے فرمایا شراب قلیل ہو یا کثیر حرام ہے۔

(۱۰) ابو داؤد دیلمی صاحب المسند ۲۴۷ھ تا ۲۷۷ھ انہوں نے امام کے شاگرد ابن عون سے خود امام صاحب سے۔ شعبہ قاضی واعش وکھول وغیرہم سے حدیث سنی۔ یہ کہتے تھے کہ ہم ابو یوسف واسد بن عمرو امام ابو حنیفہ کے ہمراہ محلہ بجلہ تک ایک دن گئے (حارثی از علی الحدادی) سیوطی نے تبعض الصفیہ میں ابو مسرطری نے اپنی کتاب میں اور محمد بن خسر و بلخی نے مسند امام میں روایت کی کہ ابو داؤد کہتے ہیں کہ ہم سے ابو حنیفہ نے کہا میں نے حضرت عبد اللہ بن انیس صحابی سے سنا کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ محبت اندمی اور بہری ہوتی ہے۔

(۱۱) حماد بن ابی حنیفہ انہوں نے حدیث وفقہ اپنے والد اور دیگر مشاہیر سے حاصل کی اور والد کے وقت پر ہی فتویٰ دیا کرتے تھے ان کی وفات ۱۷۷ھ میں ہوئی انکے فرزند اسماعیل بغداد کے قاضی القضاۃ ہوئے۔

(۱۲) قاسم بن سمن کو فی یہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کے پوتے اور بڑے محدث و فقیہ تھے۔ یہ صاحب ابو حنیفہ کہلاتے تھے۔ اور شریک کے بعد قاضی بغداد ہوئے انہوں نے حصین ابن عمیرہ منصور بن مہر بن شام و زیاد ابو حنیفہ سے حدیث حاصل کی خطیب نے تاریخ بغداد میں صفحہ ۱۷۱ عبد الجبار سے روایت کی کہ بعض علمائے کوفہ نے قاسم بن سمن سے کہا کہ تم عبد اللہ بن مسعود کے پوتے ہو ابو حنیفہ کی غلامی کرنے سے شرماتے ہو۔ آپ نے کہا تم بھی یکدن بیٹھ تو جاؤ پھر

مجھ سے بڑھکر ابو حنیفہ کی غلامی کرنے لگو گئے۔ ان سے ابو داؤد اور نسائی نے حدیثیں لی ہیں ان کی وفات ۱۷۱ھ میں ہوئی۔

(۱۳) زفر بن ہذیل یہ بھی صاحب ابو حنیفہ تھے حدیث سنی (تبصیر الصمیغہ) ان کی ایک کتاب حدیث میں بنام الزہد والسنۃ موجود ہے۔ بیس سال امام صاحب کی خدمت میں رہے۔ نو دی کہتے ہیں انھیں حدیث کا بڑا شوق تھا پھر فقہ میں کمال پیدا کیا۔ یحییٰ بن یسین کہتے ہیں زفر صاحب رائے حدیث میں ثقہ و مامون تھے۔ انکا انتقال ۱۷۱ھ میں ہوا زفر نے ابو حنیفہ سے انھوں نے عمرو بن دینار سے انھوں نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی آنحضرت نے فرمایا فرض نماز کی اقامت ہونے کے بعد کوئی نماز بجز اس فرض نماز کے حرام ہے (۱۴) داؤد طائی۔ صوفی۔ عارف۔ زاہد۔ محدث فقہ اور بلا نزار ثقہ و صدوق آپ نے تمام شعبہ۔ اوزاعی ابو حنیفہ وغیرہم سے حدیث سنی۔ محارب بن وثار کہتے تھے اگر داؤد پیشتر ازبشت پیدا ہوتے تو آپ کا بھی ذکر قرآن میں آتا۔ ذہبی کہتے ہیں حدیث میں بہ ثقہ و صدوق بلا نزار ہیں۔ خطیب اور ابن خلکان نے تاریخوں میں اور ذہبی نے تذکرۃ میں لکھا ہے کہ داؤد طائی مدت تک ابو حنیفہ کی صحبت میں رہے قشیری کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ سے داؤد نے نہ صرف فقہ بلکہ سلوک بھی حاصل کیا ہے۔ داؤد الطائی نے ابو حنیفہ سے آپ نے نانہ سے انھوں نے حضرت ابن عمر سے روایت کی کہ انھیں انگور کی نیڈ پند تھی انکی وفات ۱۷۲ھ میں ہوئی۔

(۱۵) فضیل بن عیاض۔ امام الحارثین شیخ الواصلین انکوحن بصری۔ عطا و منصور وغیرہم سے سماعت تھی مگر فقہ ابو حنیفہ سے حاصل کی تھی۔ صیری کا بیان ہے کہ فضیل فقہ میں ابو حنیفہ کے شاگرد تھے (جو اہر سفیہ) فضیل کہا کرتے تھے خدا ابو حنیفہ کو شامل رحمت فرما دے یہ بڑے محمد۔ بڑے فقہ

بڑے خداترس اور بڑے زاہد و عابد شخص تھے۔ وکیع کہتے ہیں میں نے ابو حنیفہ کے پاس فضیل کو کئی مرتبہ سود بٹھے دیکھا ہے انکا انتقال ۱۸۷ھ میں ہوا۔

(۱۶) یحییٰ بن زکریا بن ابی زاہد ۱۱۹ھ تا ۱۸۲ھ، ذہبی کہتے ہیں احد الفقہاء والمحدثین الثقات انکا لقب صاحب ابو حنیفہ پڑ گیا تھا تذکرۃ الحفاظ، طحاوی کا بیان ہے کہ انہیں بھی ابو حنیفہ کی صحبت کئی سال رہی انہوں نے اپنے والد ہشام - اسمعیل بن خالد ثوری و ابو حنیفہ سے حدیث حاصل کی یہ احمد بن حنبل اور بن سعید کے اوتاد تھے۔

(۱۷) وکیع بن جراح ۱۲۹ھ تا ۱۹۹ھ، حافظ ثبوت محدث عراق ہیں۔ انہیں ہشام و عثمان و اسمعیل و ابن عون و ابن جریج و سفیان و ابی حنیفہ سے سماع حاصل تھا اور یہ عبد اللہ بن مبارک امام احمد بن حنبل یحییٰ بن سعید و اسحق بن راہویہ و علی مدینی وغیرہم کے اوتاد ہیں۔

صاحب عقود الجمان خاتمہ فقرہ دایں لکھتے ہیں کہ وکیع نے ابو حنیفہ سے بکثرت حدیثیں سنیں اور روایت کی ہیں حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ وکیع قول ابو حنیفہ پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ علاؤ ابن عبد البر کہتے ہیں کہ انہیں ابو حنیفہ سے بھی سماع حدیث حاصل تھا۔ ابو حنیفہ جب وکیع کو دیکھتے تو فرماتے تھے ایک سال اگر تم میرے پاس بیٹھ جاؤ تو تمہارا گھوڑا آفاق بھریں پہلے آئے گا۔

(۱۸) ابو عبد الرحمن المقرئ - محدث جلیل - شیخ الاسلام ۱۲۳ھ تا ۲۱۳ھ، انہوں نے ابن عون ابو حنیفہ - یحییٰ بن شعبہ - جریر - عبد الرحمن افریقی - سعید بن ایوب وغیرہم سے سماعت کی خطیب کہتے ہیں کہ مقرئ جب ابو حنیفہ سے روایت کرتے تو کہتے تھے حدثنا شاہ مرداں۔ ذہبی کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ سے مقرئ نے حدیث کی سماعت کی اور سات سو حدیثیں روایت کیں مقرئ سے بشر بن موسیٰ - حادث بن محمد - عباس دوری اور امام بخاری صاحب صحیح نے حدیث کی سماعت کی اور روایت کی ہے۔

(۱۹) ابراہیم بن لہمان - امام - حافظ اور عالم خراسان (۸۳۳ تا ۸۷۱ھ) انھوں نے سماک بن حرب - عمرو بن دینار محمد بن زیاد - ابو حمزہ ثابت بنانی اور ابو حنیفہ سے سنت کی - ذہبی کہتے ہیں - ابراہیم کے شیوخ حدیث صفوان بن سلیم اور ابو حنیفہ نے ابراہیم سے بھی روایت کی ہے - ذہبی یزان میں کہتے ہیں کہ ابراہیم نے فقہ و روایت حاصل کی اور یطوی کہتے ہیں - یہ بھی صاحب ابو حنیفہ شہور تھے -

(۲۰) عباد بن عوام - امام محدثین (۸۷۱ تا ۹۱۱ھ) انھوں نے مالک ابن ابی نجیح - جریری - ابواسحاق اور ابو حنیفہ سے سنا اور روایت کیا ہے اور ان سے امام احمد بن حنبل و عمر و الناقد اور حسن بن عرفہ نے - ابو حنیفہ سے فقہ کیا اور حدیث بھی (تہذیب الکمال وغیرہ)

(۲۱) ابو عاصم ضحاک شیخ الاسلام - محدث عراق (۸۱۳ تا ۸۴۸ھ) جعفر بن علی بن یحییٰ علیہم السلام سے - یزید بن ابی عبیدہ سے سیماں تہی سے ابن جریر اور ابو حنیفہ سے سنا امام صاحب کے خاص شاگردوں میں تھے اور ضحاک سے امام احمد بن حنبل - بندار - دارمی اور امام بخاری نے سنت کی ہے - جو اہر سفنہ میں ضمیری سے مروی ہے کہ ضحاک کبار اصحاب ابو حنیفہ سے تھے - تہذیب الکمال اور جو اہر سفنہ میں ہے کہ امام صاحب ضحاک نے سماعت کی اور روایت بھی کی ہے بخاری کے اساتذہ مرقی اور ضحاک وکی ابو حنیفہ کے شاگرد تھے -

(۲۲) یحییٰ بن ابراہیم - محدث خراسان حافظ العصر (۲۱۸ تا ۲۸۱ھ) انھوں نے یزید بن ابی عبیدہ امام بن جعفر - جعفر بن حکیم ابو حنیفہ - ابن جریر ہشام وغیرہم سے سماعت کی اور یحییٰ بن ابراہیم سے امام احمد بن حنبل یحییٰ بن معین - ذہبی - عباسی دوری اور امام بخاری نے حدیث سنی اور روایت کی - گویا ابو حنیفہ کے شاگرد یحییٰ بن ابراہیم امام احمد بن حنبل یحییٰ بن معین اور ذہبی جیسے اساتذہ بخاری کے استاد اور خود بخاری کے بھی استاد ہیں - اب ابو حنیفہ کا

شرف اور مرتبہ واضح ہے۔ تقریب میں ہے کی صاحب ابو حنیفہ تھے اور بخاری کے اکثر تلامذات حدیث کی بنیاد ابراہیم سے بخاری کو حاصل ہوئے تہذیب الکمال میں لکھی گئی ہے فقہ وحدیث کو ابو حنیفہ سے برسوں حاصل کیا تھا سلسلہ میں یہی بعد اوائے اور ابو حنیفہ کی صحبت لازم کر لی اور آپ نے حدیث وفقہ میں ابو حنیفہ کو اپنا مرجع بنالیا کی کہتے تھے میں نے ابو حنیفہ سے بڑے بڑے حدیث کا حافظ اور صاحب بصیرت ندیکھا۔

(۲۳) عبدالرزاق بن ہمام۔ حافظ کبیر۔ (امام فن در ۲۶۷ تا ۲۸۱ھ) انہوں نے عبید اللہ بن محمد بن جریج۔ ثور بن یزید۔ سحر۔ اوزاعی۔ ثوری و ابو حنیفہ سے حدیث کی سماعت کی (تایخ خلیف و عقود الجمان) یہ بھی زمانہ تک ابو حنیفہ کے ہم صحبت رہے (عقود الجمان) ان سے سفیان بن عیینہ۔ یحییٰ بن یسین امام احمد بن حنبل علی مدینی نے روایت کی یحییٰ صحیح و علی مدینی اور اسناد ان بخاری تھے۔ علی بن مدینی اوس پائے کے محدث ہیں جن کی روایتوں سے نہ صرف بخاری مالا مال ہے بلکہ بخاری کی جامع صحیح من اولہ الی آخرہ علی المدینی کی کتاب العلل سے اکثر ماخوذ ہے چنانچہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر شرح بخاری فتح الباری کے جلد ہفتم صفحہ ۲ میں لکھتے ہیں قال سلمہ والی بن المدینی کتاب العلل وکان مضمناً فتاب یومانی بعض ضیاعہ فجاہ محمد بن اسماعیل البخاری الی بعض بینہ وراغبہ بالمال علی ان یری الکتاب یوماً واحداً فاعطاه لہ فدفعہ الی النسخ فکتبہ لہ وروہ الیہ فلما حضر علی بن المدینی تکلم یوماً بشیء فاجابہ البخاری الخ علی بن مدینی نے کتاب العلل تصنیف کی اور اوس کو چھپائے چھپائے رکھا ایک دن کسی جگہ ہمارے گئے ہوئے تھے۔ بخاری نے ان کے فرزند کے پاس سے کچھ روپیہ دیکر وہ کتاب یکدن کئے لئے عاریت لی اور کاتبوں سے یکدن میں اوس کی نقل اتر والی اور کتاب واپس کر دی۔ یکدن علی بن مدینی کسی حدیث پر گفتگو کر رہے

شاگرد ثابت ہوے۔

(۲۷) حماد بن زید ۹۸ھ تا ۱۶۹ھ، یہ امام فن حدیث تھے انھوں نے ابی عمران محمد بن زیاد۔ ابی جبرہ۔ عمر بن دینار اور ابو حنیفہ سے سماعت کی (خیرات الحسان و تقریب و عقود الجمان)

(۲۸) اسد بن عمرو صاحب ابو حنیفہ۔ انھوں نے بردایت خلیفہ ابن جریر ابو حنیفہ۔ مطر بن جریج اسرائیل اور ہشام سے سماعت کی یہ امام صاحب کتب تھے۔ ان سے امام احمد علی مدینی و ابن معین نے روایت کی اور انکی توثیق کی ہے انکا انتقال ۱۶۲ھ میں ہوا۔ (۲۹) علی بن سہر۔ امام فن اور محدث ثبت تھے۔ قاضی موصل بھی ہوئے انھوں نے ہشام۔ اعمش داؤد طائی ابو حنیفہ۔ ابو مالک زکریا بن زائدہ و عاصم احوں سے سنا اور مدت تک ابو حنیفہ کی صحبت میں رہے۔ یہ علی الصباح امام صاحب کی خدمت میں آجاتے تھے اور رات گئی سفیان ثوری آتے تھے۔ ابو حنیفہ کے فقہ سے ثوری کو انہیں کے توسط سے اطلاع ہوا کرتی تھی۔ انکا انتقال ۱۸۹ھ میں ہوا۔

(۳۰) حسن بن زیاد لولوی۔ صاحب ابو حنیفہ۔ بخاری نے تاریخ میں لکھا ہے کہ مولیٰ انصار تھے انھوں نے ابو حنیفہ سے روایت کی ہے خلیفہ نے محمد بن سماعہ سے روایت کی کہ خود حسن کہتے تھے میں نے ابن جریج سے ۱۲ ہزار حدیثیں سنیں اور لکھ لیں جن کے فقہاء محتاج تھے۔ جن کو ابو حنیفہ۔ ابن جریج ابن ابی لیلیٰ اور شعبہ سے سماع تھا اور ان سے محمد بن سماعہ محمد بن شجاع اور شعبہ بن ایوب وغیرہم نے روایت کی جنھن بن غیاث کے مرنے پر حسن قاضی ہوئے طحاوی کہتے ہیں کہ حسن فقیہ بھی تھے اور محدث بھی قاضی ابو یوسف نے کہا حسن کثیر الروایۃ حسن الرأی اور بڑے فقیہ تھے۔ مگر نسائی نے انہیں کتاب الضعفاء میں کذاب

اور نصیحت لکھا ہے۔ نسائی کا یہ طعن بعینہ ایسا ہے کہ نسائی نے امام احمد بن صالح مرقی کی نسبت کیا ہے۔ جن کا انتقال ۲۴۳ھ میں ہوا۔

۱۳۱ھ امام ابو یوسف متولد ۱۳۳ھ و متوفی ۱۸۲ھ خاص شاگرد ابو حنیفہ اور صاحبین کے لقب سے جو ممتاز تھے اول میں یہ پہلے تھے انھوں نے امام ابو حنیفہ اعظم ہشام ملیکانی یحییٰ ابوالسحاق وغیرہم سے حدیث سنی اور ان سے امام احمد یحییٰ بن یحییٰ اور علی مدینی نے ابن خلکان کہتے ہیں کہ ابو یوسف حدیث میں منصف ہیں، مرقی کہتے تھے کہ ابو یوسف نے حدیث میں قوم کا ابداع کیا اور انکی توثیق میں یحییٰ و احمد و علی مدینی متفق ہیں کہ وہ تھیں کہتے تھے کہ ابو یوسف اصحاب روایت کو دوست رکھتے تھے ہم نے اون سے لکھ رکھی ہیں احمد بن حنبل کہتے ہیں سب سے پہلے میں ابو یوسف کے پاس گیا اون سے حدیثیں سنیں اور لکھ رکھیں۔ علی بن مدینی کہتے ہیں ابو یوسف جب بصرہ آئے ہم آپ کے پاس جایا کرتے تھے روز آئے دس دس حدیثیں یہ بیان کرتے تھے اور ہم لکھ لیا کرتے تھے۔ ابن معین کہتے ہیں کہ اہل الراے میں ابو یوسف میرے پاس حدیث میں اثبت ہیں اور ابو حنیفہ کے اصحاب میں ان سے بڑے نہیں نے فقیہ نہ دیکھا ابو یوسف ثقہ و صدوق تھے خطیب نے روایت کی کہ امام احمد فرمایا کرتے تھے میں بھی ابو یوسف کے پاس جاتا تھا اور حدیث سنا کرتا تھا میں نے اون کو مہون پایا۔

۱۳۲ھ امام محمد بن حن متولد ۱۳۵ھ تا ۱۸۹ھ یہ ابو حنیفہ کے دوسرے بازو اور صاحبین میں کے رکن دوم تھے انھوں نے امام ابو حنیفہ۔ امام مالک۔ ثوری۔ مسعر و بن زر۔ مالک بن مخمل اور اخی و ربیعہ بن صالح سے حدیث کی سماعت کی وہی میزان میں کہتے ہیں نسائی نے ان کو ضعیف کہا ہے مگر یہ بھروسہ اور دیباے فقہ تھے اور مالک کی روایت حدیث میں بڑے قوی تھے۔

ان سے ایک جماعت مثل امام شافعی، ابوسلمان بن جوزجانی، ہشام رازی، علی بن مسلم طوسی وغیرہم نے روایت کی ہے۔ امام نووی تہذیب الاسما میں کہتے ہیں بروایت خطیب امام محمد واسط میں پیدا ہوا اور کوفہ میں نشوونما پائی اور یہیں پر ابو حنیفہ سمرن کد ام ثوری و عمر بن ذر مالک بن مغول سے حدیث سنی اور مدینہ میں امام مالک سے اور ربیعہ بن صالح و بکر بن عامر و ابویوسف سے بغداد میں سماعت کی اور یہیں حدیث سنا کر تھے آپ سے امام شافعی جوزجانی اور ابو عبیدہ نے سنا اور روایت کی ہے۔ ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ محمد نے فقہ ابو حنیفہ سے حاصل کیا اور بغداد میں بھتوں سے حدیث کی سماعت کی یحییٰ بن یسین کہتے ہیں میں نے جاسع صغیر محمد کی خود محمد سے سنی اور لکھ رکھی بمعانی انساب میں کہتے ہیں کہ محمد بن حسن شیبانی سلمیہ ابو حنیفہ نے سمرقند میں امام ابو حنیفہ، عمر بن دینار مالک بن مغول امام مالک اعزامی ربیعہ بکیر اور ابویوسف سے حدیث سنی اور بغداد میں سکونت کی اور یہیں حدیث سنی ان کے شاگردوں میں شافعی جوزجانی، ہشام بن عبید اللہ، ابو عبیدہ، علی بن مسلم، ابو نعیم کبیر اور خلف بن ایوب بہت مشہور ہیں۔ خلیفہ ہارون نے انہی کو منصب قضا پر دیکھا۔ ۱۹۸ھ میں انکی وفات ہوئی۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ امام محمد جب کوئی تقریر کرتے تو معلوم ہوتا تھا کہ وحی اتر رہی ہے وہی فرماتے ہیں میں نے امام محمد سے ایک بار شعر علم حاصل کیا۔ امام احمد بن حنبل نے کہا ہم نے محمد بن حسن کی کتابوں سے دقیق باتیں سیکھیں حافظ ابن حجر امام شافعی کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہان محمد بن الحسن جید المنزلۃ عند الخلیفۃ فاختلفت الیہ وقلت ہوا ولی من جہتہ الفقہۃ فلزمۃ وکبت عنہ محمد بن حسن خلیفہ کے پاس بہت معزز تھے میں نے ان سے بحث مباحث کئے اور آخر یہہ ماننا پڑا کہ وہ فقہ میں بہت بلند ہیں میں نے ان کی صحبت اختیار کی اور ان سے فقہ لکھ لی امام شافعی فرماتے ہیں میں نے محمد بن الحسن سے بڑھ کر قرآن کا عالم کسی کو نہ پایا دجاہر صفیہ،

امام محمدؒ کے تصانیف حدیث میں سوطا محمدؒ۔ کتاب الحج اور کتاب الاثمات میں اور فقہ میں بسوطہ۔ جامع الصغیر۔ جامع کبیر۔ زیادات جامع کبیر۔ یسر صغیر و کبیر۔ کیسانیات۔ جہانیات۔ رقیات۔ ہارونیات ہیں۔

(۳۳) عافیہ بن یزید اور دلی کو فی انھوں نے ابو حنیفہ ثوری۔ سعید بن کد ام۔ عبد اللہ بن ربیعہ وغیرہم سے سماعت کی۔ یہ وہ بزرگ ہیں جن کی نسبت ابو حنیفہ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک عافیہ نہ آئیں کوئی سلسلہ پیش نہ کیا جائے۔ امام ذہبی ان کی نسبت لکھتے ہیں کہ وہ بہترین قاضی تھے ان بزرگوں کے علاوہ حمزہ بن حبیب زیات۔ سعید بن اوس۔ عمرو بن میمون۔ فضل بن مہدی۔ ابواسحاق فرازی۔ ابوسطح لمخی۔ زید بن جناب عبید اللہ بن عمر۔ حمیدی۔ عبدالوارث بن سعید۔ قیس بن ریح۔ معانی بن عمران۔ نفوس بن یحییٰ بن یحییٰ بن عیینہ۔ یحییٰ بن اسحاق بن عیاس۔ سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ لقبول حافظ ابن حجر مشاہیر علمائے محدثین اور فقہائے متہدین ابو حنیفہ کے تلامذہ تھے۔

رفعت امام | امام صاحب کی رفعت اور علوئت فی الحدیث (فی الروایۃ و فی التعلیل) عظمت فی الاجتہاد امام صاحب کی عدالت۔ ضبط۔ تقاہیت۔ ثقاہیت۔

صدقات اور معرفت حدیث اور تدوین قواعد صحت سے خود تشریح ہے کہ امام کی معرفت حدیث استدر بلند تھی کہ سفیان ثوری۔ یحییٰ بن آدم اور اسرائیل بن یونس کے ایسے جلیل القدر محدثین نے تسلیم کر لیا کہ امام شدید المعرفت فی الحدیث تھے ناسخ و منسوخ کے بہت جاننے والے تھے۔ اس کے علاوہ ان کی بلندی کا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ آپ کے شیوخ فی الحدیث اعمش۔ عمرو بن دینار۔ شعبہ حماد بن ابی سلیمان اور عاصم بن ابی النجود نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے اور نیز اکابر محدثین اور اجماع العلماء اہل الروایۃ نے جو آپ کے ہم عصر اور

ہم قرن تھے اور جو اپنے وقت کے مسلمہ اعیان دین تھے آپ سے حدیث اور فقہ کی سنت
 کی اور آپ سے روایت کرنا اپنا افتخار تصور کیا ان اعیان محدثین سے چند بزرگوں کے
 نام ذیل میں درج ہوتے ہیں جنہوں نے امام صاحب سے حدیث کی روایتیں کیں۔
 سیفان ثوری۔ عبد اللہ بن مبارک یحییٰ بن سعید القطان زیدہ ہشام بن عروہ۔ وکیع
 بن الجراح۔ عباد بن العوام وجعفر بن عون دعلی الہمدانی، اور امام مالک بن انس۔ لیث
 بن سعد۔ مسعر بن کدام۔ ابویوسف۔ زفر۔ محمد ابن بکر، اور زید بن ہارون۔ سعد بن ابی
 ابیہ۔ عبد الرزاق۔ عبید اللہ بن موسیٰ۔ ابونعیم فضل بن وکیع۔ ابوعبد الرحمن المقرئ
 و بشیر کثیر مدنی فی التذکرہ، ابو نعیم، علی بن مسہر یحییٰ بن الیمان۔ نضر بن شیبہ۔ حماد بن
 یونس بن بکر۔ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ۔ ابراہیم بن طہمان جفص بن غیاث
 عافیہ بن زید۔ تہذیب الکمال للمزنی وحقود الجمان۔ تہذیب الاسماء واللغات للسودی،
 اسد بن عمرو۔ اسرائیل بن یونس ابن جریج یحییٰ بن عیثہ القرظی۔ سیفان بن عیینہ۔ قاسم
 بن یحییٰ۔ مندل جہان زید بن الجناب۔ ابو حمزہ السکری وغیرہم تقریب التہذیب جو اہر صفیہ
 تاریخ بغداد لابن ابی جزلہ وللخطیب والتبصیر للسیوطی، ان میں امام بخاری رحمہ اللہ کے شاگرد فی الحدیث
 ابونعیم الفضل بن وکیع یحییٰ بن ابراہیم۔ ابوعبد الرحمن المقرئ۔ ابو عاصم الضحاك ہیں اور شیوخ
 بخاری یعنی احمد یحییٰ بن مسیح۔ علی الہمدانی۔ ابن مہدی۔ ابوبکر ابن ابی شیبہ کے شاگرد فی حدیث
 بن عیاض۔ وکیع بن الجراح یحییٰ بن زکریا۔ ابراہیم بن طہمان۔ عبد اللہ بن المبارک امام ابویوسف
 عبد الرزاق ہیں جو امام ابو حنیفہ کے تلامذہ تھے۔ اور امام صاحب کے قول پر فتویٰ دینوالوں
 میں یحییٰ بن سعید القطان۔ وکیع بن الجراح لیث بن سعد نہایت مشہور ہیں۔

تیسری وجہ آپ کی رفعت اور منزلت کی یہ ہے کہ آپ کی صحبت اور فیض تعلیم سے آئمہ

عارفین ثقات مثل داؤد الطائی متوفی ۱۶۲ھ فیض بن عیاض ۱۸۶ھ۔ عبد اللہ بن یحییٰ ۱۸۶ھ۔ عبد الواحد بن زید ۱۸۶ھ۔ ابراہیم بن ادہم ۱۸۲ھ اور شقیق البلی ۱۹۴ھ پروردگار ہو اس کے بعد بھی اگر کسی قسی القلب کو امام صاحب سے خدا واسطہ کا بغض اور حسد ہو تو اس کا حساب بقول علامہ ابن حجر کی عند اللہ ہو گا چوتھی وجہ آپ کی رفعت اور منزلت کی یہ ہے کہ کیا راویا اے امت مثل ابی یزید البسطامی۔ معروف الکرخی مالک بن یونس ابراہیم شقیق عبد الواحد بن زید داؤد الطائی۔ حاتم الاصبہی شیخ احمد بن خرویدہ شیخ محمد بن علی حکیم الترمذی۔ سیل بن عبد اللہ التستری شیخ ابوسعید الخزاز شیخ فرید الدین العطار و جملہ حضرات نقشبندیہ و حضرات چشتیہ۔ و مجددیہ اور اکثر راویا اے کرام خفی تھے۔

کان مقاتل بن سلیمان دوہومن روی عن الامام، و دوہو شریک ابی حنیفہ فی السماع عن التابعین مثل عطاء بن ابی ریحان و نافع مولیٰ ابن عمر و محمد بن السکندر و ابی الزبیر محمد بن مسلم بن مدرس و ابن سیرین مولیٰ انس بن مالک و اضربہم بالانصراف صفحہ ۱۵۱ پانچویں وجہ آپ کے علوئے مرتبت کی یہ ہے کہ آپ کے ہم سن بھی آپ سے روایت کرنے کو اپنا فرض سمجھتے تھے چنانچہ مقاتل بن سلیمان جو آپ کے شریک فی سماع الحدیث تھے آپ سے کئی روایتیں کی ہیں۔

مولوی شبلی نعمانی کا کہنا باہل بھال ہے کہ جناب امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے ثابت کے اور ان کی اولاد کی حق میں دعائے خیر فرمائی تھی اور اس آفتاب ولایت کی دعا اتنی ستیاب ہوئی کہ ابوصنیعہ جو ثابت کے فرزند تھے آفتاب علم نکر دینا میں پگھلے۔

امام صاحب ابو محمد حارثی سجاری باسناد متصل روایت کرتے ہیں کہ ایک دن تاجی میل کی نقاہت شبی اور ضیفہ کا کشتی میں ساتھ تھا شبی نے کہا لا نذر فی مصیبتہ اللہ

ولا كفارة غيبہ۔ ابو حنیفہ نے کہا تو کراں تو کہتا ہے کہ کفارہ نذر رحمت میں واجب ہے مہم یہ قول
منکر اس قول و زوراً شنبی لا جواب ہو گئے اور بھیج کر کہنے لگے تم تو اہل الرائے معلوم ہوتے
ہو و خوب ارشاد ہوا)

(۲) مکہ معظمہ میں ابو حنیفہ اور اوزاعی کا اجتماع ہوا تو اوزاعی نے کہا تم حدیث زکاة الجنین
زکاة ائمہ کا صریح خلاف کرتے ہو آپ نے فرمایا اگر مادہ کے شکم سے اوس کے ذبح کے
بعد جنین زندہ نکلے تو تم لوگ کیا اوس کو ذبح کئے بغیر کھایا کرتے ہو؟ اوزاعی نے کہا نہیں۔
آپ نے کہا پھر تمہارے قول کے مطابق وہ کلجی اور جڑی کے مانند عضو ذبیحہ نہیں وہ مخلوق جدا
ظہر او حق سبحانہ بھی یہی فرماتا ہے کہ جنین جدا گانہ مخلوق ہے ثم انشاناہ علما آخر لہذا اوس کا
ذبح واجب ہے۔ اور اگر مردہ نکلے فجوائے آیت حرمت علیکم المیتۃ کے وہ حرام ہے۔ یہی
حدیث اوس کے منہ اہل حدیث نہ سمجھے۔ منہ یہ ہیں کہ جنین کا ذبح مثل اوس کے مالک
ذبح کے ہے۔ اوزاعی نے کہا ہم عطار اور دوا فروش ہیں اور تم طبیب ہو۔

(۳) خلیفہ بغداد منصور عباسی کی مجلس میں علی بن موسیٰ یطھے ہوئے تھے۔ ایسے میں ابو حنیفہ بھی
آگئے۔ یطھے نے کہا آج ابو حنیفہ عالم دنیا ہے۔ خلیفہ نے کہا نعمان تم نے علم کس سے حاصل
کیا فرمایا اصحاب عمرؓ سے اصحاب علیؓ سے اصحاب عبداللہ بن مسعودؓ سے اور اصحاب عبداللہ
بن عباسؓ سے خلیفہ نے کہا تمہارے عالم دنیا ہونے میں کلام نہیں۔

(۴) بخاری اور خطیب نے ابن کرامہ سے روایت کی کہ ہم ویکس بن جراح کے پاس تھے کہ
ابو حنیفہ کے کسی مسئلہ پر گفتگو ہونے لگی ایک شخص نے کہا یا ابا حنیفہ سے غلطی ہوئی ویکس نے کہا
ابو حنیفہ غلطی کیسی کر سکتے تھے جب کہ اون کے تلامذہ میں یحییٰ بن زکریا۔ حص بن غیاث۔ جابر
اور متذلل جیسے محدث اور زفر ابو یوسف اور محمد جیسے مجتہد اور قاسم بن امن جیسا مفسر اور

اور ابو دھانی و فضیل بن عیاض اور ابراہیم بلخی جیسے زہاد اور ایباب
 قلوب لوگ تھے اگر غلطی بھی ہو رہتی یہ لوگ اونہیں حق کی طرف لوٹا دیتے
 تھے۔ اس کے بعد وکیع رونے لگے اور فرمایا میں نے ان آنکھوں سے جو حینہ
 کو دیکھا اور ان کا فلن سے اونہیں احادیث کے مطالب بیان کرتے
 سنائے وہ بڑے عالم حدیث تھے اور فقہ حدیث کے ماہر تھے۔ اور بڑے
 عالم اذہد تھے۔ خدا اونہیں مغفرت فرمائے۔

۵۵ امت کا اہتمام ہے کہ علم شریعت کو امام صاحب نے ہی دنیا سے اسلام میں
 سب سے پہلے مدون کیا۔ سب سے پہلے آپ نے کتاب الفرائض کی ترتیب دی پھر کتاب الشجرۃ
 کو مدون فرمایا۔ پھر کتاب الاحکام کو مرتب فرمایا پھر کتاب المعاملات پھر کتاب النکاح والطلاق
 کی تدوین کی۔ اس کے بعد کتاب الطہارۃ اور سب سے آخر کتاب العبادات کو لکھا چنانچہ
 علمائے احناف کا اتفاق ہے کہ امام صاحب نے ۵۰ لاکھ مسائل فقہیہ احادیث و قرآن
 سے مستنبط فرما کر حوالہ کتاب فرمائیے۔ اسی بنا پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لوگ
 فقہ میں ابو حنیفہ کے بچے ہیں جس کی روایت خلیل بغدادی شافعی نے کی ہے۔

۵۶ جب ابو حنیفہ دوسری مرتبہ ۹۵ء میں مدینہ حاضر ہوئے تو امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ
 پر پہنچے۔ ان کے ساتھی نے انکا تعارف کر دیا امام باقر نے فرمایا کیا وہ تھیں جو جو میرے دادا
 کی حدیث کی مخالفت قیاس کی بنا پر کیا کرتے ہو۔ عرض کیا یا امام اگر اجازت ہو تو کچھ عرض کرو
 فرمایا ہاں کہو۔ آپ نے کہا مومنیف ہے یا عورت۔ امام نے فرمایا عورت عرض کیا اگر قیاس
 سے حکم کرنا تو عورت کو دو ہر حصہ دلاتا حالانکہ عورت کو مرد کا آدھا حصہ دلایا کرنا ہوں۔ پھر عرض
 کیا نماز افضل ہے یا روزہ فرمایا نماز۔ عرض کیا اس اقباس سے عورت پر نماز کی قضا باجماع نہیں

و نفاس ہونی چاہیے تھی نہ کہ روزہ کی اور میں روزہ کی قضا کا حکم کرتا ہوں نماز کا نہیں
 امام باقر علیہ السلام اس قدر خوش ہوئے کہ ابو حنیفہ کی پیشانی چوم لی و تھو داجان بابا
 امام ابو حنیفہ شہنشاہ حاضر خدمت رہے فقہ و حدیث اور علوم اہلیت سے مشرف ہوئے
 خود فرماتے مجھے اسکا فخر حاصل ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے میری پیشانی چومی انھوں نے
 دوزخ مجھ پر حرام ہو چکی اور فرماتے تھے میرے معلومات کا بڑا ذخیرہ امام باقر اور امام جعفر علیہ السلام
 کے فیضان صحبت کا نتیجہ ہے۔

(۷) ایک روز مکہ منظمہ میں عطاء بن ابی رباح کے پاس امام صاحب بیٹھے ہوئے تھے
 ایک شخص نے عطاء سے اس آیت کے معنی پوچھے و اتینا ہاہلہ و شہم معہم عطاء نے کہا خدا
 نے حضرت ایوبؑ کو اون کے آل و اولاد جو مر گئے تھے زندہ کر دینے اور اون کے ساتھ
 اور نئے بھی پیدا کر دیئے۔ امام ابو حنیفہ نے پوچھا جو شخص کسی کی صلب سے پیدا نہ ہوا
 ہو وہ اوس کی اولاد کیونکر ہو سکتا ہے عطاء نے کہا ابو حنیفہ تم کیا کہتے ہو کہہا کہ خدا
 نے حضرت ایوبؑ کو اونکی گئی گزری آل و اولاد بھی واپس کی اور ایسی ہی اون کی گزشتہ
 ساری چیزیں واپس دلاییں۔

(۸) ایک روز خلیفہ منصور اور حرہ خاتون منصور کی بیوی میں نزاع ہو گیا خاتون نے کہا
 کہ خلیفہ اپنی بیویں میں عدل نہیں کرتا۔ منصور نے کہا مرد کو چار کا حکم ہے۔ بی بی نے کہا
 اس مسئلہ کو کسی عالم سے پوچھا جائے منصور نے امام ابو حنیفہ کو طلب کیا اور پوچھا مرد کو
 کتنی بی بیاں کرنے کا اختیار ہے آپ نے فرمایا چار منصور نے بی بی سے کہا سنتی ہو کہ
 ابو حنیفہ کیا کہہ رہے ہیں۔ پردہ سے آواز آئی کہ میں نے خوب سنا اور کہا اے امام وقت یہ
 کب اور کس وقت امام صاحب نے کہا یہہ اجازت اوس شخص کے لئے ہے جو عدل کر سکتا ہو

اور نہ ایک تکلم سے زیادہ گناہ کیا کہ نہیں خدا خود فرماتا ہے: **وَالضُّعْمُ الْاِنْ لَا تَعْدِلُوا فِرَاقًا**۔
 اتحادہ قطعی حکم ہے یہاں چوں و چرا ہو نہیں سکتا۔

(۱۹) امام اوزاعی شام کے بڑے مجتہد و محدث و امام تھے۔ اتفاق سے مکہ منورہ میں انکی ابوحنیفہ سے ملاقات ہو گئی اور اوزاعی نے کہا اہل عراق سے تعجب ہے کہ رکوع میں جاتے۔ وقت اور رکوع سے اونٹھے وقت رفع یدین نہیں کرتے حالانکہ میں نے زہری سے انھوں نے سالم سے انھوں نے عبداللہ بن عمر سے سنا کہ آنحضرت ان وقتوں میں رفع یدین کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہ نے کہا مجھ سے حاد نے اون سے ابراہیم نے اون سے علقمہ نے اون سے عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ آنحضرت تکبیر تحریمہ کے سوائے نماز بھر میں کبھی رفع یدین نہ فرمایا کرتے تھے۔ اوزاعی نے کہا چہ خوب میں تو زہری۔ سالم۔ عبداللہ کہتا ہوں اور تم اس کے مقابلہ میں حاد۔ نخعی۔ علقمہ۔ ابن مسعود کہتے ہو۔ ابوحنیفہ نے کہا حاد بن ابی سلیمان زہری سے بڑا کبر حدیث کے سمجھنے والے تھے اور ابراہیم سالم سے بڑا کبر فقیہ تھے اور علقمہ حضرت ابن عمر سے علم میں کم نہ تھے اور میرے بعد اللہ تو عبداللہ ہی ہیں میرے بعد اللہ رسول اللہ کے نعلین۔ مسواک۔ لوٹا اور مصلیٰ برادر ہے اور سیل سال سفر و حضر میں آنحضرت کے ہمراہ نماز پڑھتے تھے اور ہمیشہ آنحضرت کی پشت مبارک پر نمازیں رہا کرتے تھے اور میرے بعد اللہ چوتھی پانچویں صفیل رہتے تھے۔ اس آنحضرت کے حرکات و سکنات کے میرے بعد اللہ شاہد یعنی تھے یا تیرے سپر اوزاعی لا جواب ہو گئے (دخارزی)۔

(۱۰) قرأت خلف الامام کے وجوب پر چند لوگوں نے امام صاحب سے بحث شروع کی آپ نے فرمایا اتنے آدمیوں سے میں اکیلا کیونکر بحث کر سکتا ہوں۔ آپ لوگ کسی ایک کو بحث کے لئے منتخب کر لو جو ب کی طرف سے بحث کر سکے۔ لوگوں نے منظور کیا اور ایک بڑے

عالم کو منتخب کر لیا اور اس نے گفتگو کرنی شروع کی۔ امام صاحب نے کہا میرا جواب ہو چکا۔ تفصیل یہ ہے کہ جس طرح آپ سب حضرات کی بحث کے لئے ایک شخص کفیل ہو چکا تھا اس کی بحث آپ سب صاحبوں کی بحث مسلم ہو چکی ہے اسی طرح تمام مقتدیوں کی طرف سے امام نماز کی قرأت عند اللہ کافی ہے اور یہ سب کا کفیل ہے۔ اس کے بعد فرمایا نقلی دلیل اس کی یہ ہے کہ حق سبحانہ نے فرمایا ہے *وَاذْكُرِي الْقُرْآنَ فَاَتَمُّوْا لَهُ الْقُرْآنَ* اور سننے اور سننے کا حکم دیا گیا ہے خواہ وہ نمازیں ہو یا غیر نمازیں خدا کے اس حکم کی مخالفت ہو نہیں سکتی نیز مجھ سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے عبد اللہ بن شداد سے انھوں نے حضرت جابر سے روایت کی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ امام کی قرأت ماموم کے لئے کافی ہے۔

دعا، ضحاک خارجی یکدن امام صاحب کے پاس اپنے آدمیوں کو لیکر آیا اور کہا ابوحنیفہ تم توبہ کرو ورنہ میں قتل کر دوں گا۔ ابوحنیفہ نے کہا کس بات کی توبہ کروں ضحاک نے کہا تمہارا عقیدہ ہے کہ علی (علیہ السلام) نے معاویہ کے جھگڑے میں ثالثی مانی تھی۔ اگر وہ حق پر تھے تو ثالثی کیسی۔ امام صاحب نے کہا۔ میرا قتل ہی مطلوب ہے تو اور بات ہے وہ مجھے عجب بولنے کی اجازت دو۔ ضحاک نے کہا میں بھی مناظرہ ہی چاہتا ہوں۔ اپنے کہا بحث طے نہ ہو تو پھر کیا کیا جائے۔ ضحاک نے کہا ہم دونوں ملکر اس شخص کو منصف ٹھہرائیں چنانچہ ضحاک نے اپنے آدمیوں سے ایک کو حکم بنا دیا۔ امام ابوحنیفہ نے کہا جناب امیر علیہ السلام نے بھی تو یہی کیا تھا۔ ضحاک چپ چاپ اٹھ کر چلا گیا۔

دعا، اسی ضحاک نے یک مرتبہ کوفہ میں پھونچ کر قتل عام کا حکم دیدیا۔ امام صاحب کو اطلاع چوی تو وہ اس کے پاس گئے اور پوچھا۔ ان لوگوں کا کس گناہ پر قتل عام کیا جا رہا ہے

اُن نے کہا جرم یہ ہے کہ سب مرتد ہو چکے ہیں۔ آپ نے کہا یعنی اس سے پہلے ان کا مذہب کوئی اور تھا جس کو انھوں نے ترک کر دیا ہے۔ ضحاک تفکر میں ڈوب گیا اور کہا ابو حنیفہ یہ میری غلطی ہے اور اوی وقت اپنی فوجوں کو واپس لے گیا۔

(۱۳) ایک وقت منصور نے ابو حنیفہ کو بلا کر کہا کیا وجہ ہے کہ اہل کو ذکھاتے ہا ما ہیں اور گاتے سادات علویہ کی ہیں آپ نے فرمایا ٹھیک ہے ان کے زبان تمہارے ساتھ ہیں اور دل اہلیت کے ساتھ جس کا اہل ہے وہ اس کے نذر کرتے ہیں۔

(۱۴) قاضی ابویوسف سے خلیفہ ہارون رشید نے پوچھا ابو حنیفہ کیسے شخص تھے۔ قاضی نے جواب دیا میں نے اور کہا خدا سے بہت ڈرتے تھے۔ دنیا میں رہ کر دنیا سے بچے رہتے تھے شبہات سے بچتے تھے۔ اکثر چپ رہتے تھے۔ کوئی بات معلوم ہوتی تھی تو کہہ دیتے تھے نہ معلوم ہوتی تو کہتے تھے خدا و رسول کو اسکا علم ہے۔ اپنے پیشروں کی تعین کرتے تھے اور چھوٹوں پر رحم کرتے تھے۔ بڑے سخی تھے جو دیتے تھے ایسا دیتے تھے کہ کسی کے کالوں کا ان خبر نہ ہو۔ دست سوال دراز نہ کرتے تھے۔ رغبت کسی کی مرے دم تک نہ کی۔ قسم نہ کھاتے تھے۔ بہت بڑے عالم تھے اور بڑے نمازی تھے۔ نہ علم میں بخلت کی اور نہ مال میں اکثر خوف خدا سے رویا کرتے تھے اور اخلاص مند تھے۔ ہارون نے کہا صالحین ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔

(۱۵) گورنر کوفہ ابن ہبیرہ آپ کو اکثر بلوایا کرتا تھا یکدن آپ سے بہ منت کہا۔ آپ کبھی کبھی آیا کیجئے گا اس سے مجھ پر احسان ہوگا۔ آپ نے کہا تمہاری عنایت سے میں دوب جاؤنگا اور تمہارے عتاب سے بھی میں دب جاؤنگا اس لئے دور رہتا ہوں۔

(۱۶) یزید بن کیت کہتے ہیں میں ایک دفعہ امام ابو حنیفہ کے پاس تھا ایک شخص نے امام صاحب سے مناظرہ کرتے کرتے جاو بیجا کہنے شروع کیا اور آپ خاموش تھے۔

یہاں تک اوس نے کہا تو زندقہ ہے آپ نے فرمایا خدا تمہیں مساف کر دے تم پر اس کہنے کا میرا کوئی مواخذہ نہیں۔ یزید نے کہا آپ نے بڑا محل کیا تو جو بدیا اس شخص نے تاکید کی ہے بڑا کہے تو بھلا کھو۔ اسکا خلاف مجھ سے کیسے ہو سکتا ہے۔

(۱۷) ایک روز قتادہ بھری سے آپ کی گفتگو ہوئی آپ نے کہا تم لوگ انشاء اللہ ہم مومن ہیں کیوں کہا کرتے ہو قتادہ نے کہا کہیں خدا نہ کہے کہ میں جھوٹ کہتا ہوں آپ نے کہا اس کی دلیل قتادہ نے کہا کہ حضرت ابراہیم نے فرمایا تھا مجھے امید ہے کہ روز قیامت خدا مجھے بخش دے۔ امام صاحب نے کہا جب خدا نے حضرت ابراہیم سے پوچھا اولم تو من تو ابراہیم نے فرمایا ہاں اور انشاء اللہ اس کے ساتھ نہ لگایا۔ پھر آپ لوگ میمان پر حضرت ابراہیم کی تقلید کیوں نہیں کرتے۔ قتادہ خفا ہو کر چلے گئے۔

(۱۸) ایک روز قتادہ سے ابو حنیفہ نے پوچھا اس آیت کے کیا معنی ہیں قال الذی عذہ علم من الکتاب انا ایتک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک قتادہ نے کہا یہ شخص آصف بن برخیا تھے ابو حنیفہ نے کہا کیا حضرت سلیمان کو اسم اعظم معلوم نہ تھا۔ قتادہ نے کہا نہیں معلوم تھا۔ ابو حنیفہ نے کہا کیا آپ اس بات کو مانتے ہیں کہ بنی کے زمانہ میں ایسا شخص ہو اور بنی نہ ہوتے پر بھی بنی سے بڑا علم رکھنے والا ہو۔ قتادہ نے سکوت کیا۔

(۱۹) ایک دن آپ سفیان ثوری۔ قاضی ابن ابی لیلیٰ اور قاضی شریک بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص نے کہا سات آدمی ایک جگہ جمع تھے ایک سانپ چھت سے ایک شخص کے گود میں گرا اوس نے فوراً جھٹک دیا وہ دوسرے کی گود میں گرا اوس نے بھی ایسا ہی کیا وہ تیسرے کی گود میں جا پڑا اوس نے بھی جھٹک دیا تو چوتھے کی گود میں گر پڑا اوس نے بھی جھٹک دیا تو پانچویں کی گود میں گر پڑا اوس نے بھی جھٹک دیا تو چھٹے کی گود میں گر پڑا

اوس نے بھی جھٹک دیا تو ساتویں کی گود میں گر اا و اس کو کاٹ کھایا۔ دیت کس پر لازم ہوگی۔ کسی نے کہا سب کو یکسی نے کہا پہلا شخص مجرم ہے۔ سب کے سب مختلف الارا سہے اور کوئی تصفیہ نہ ہو سکا امام حنیفہ سے لوگوں نے کہا آپ بھی کچھ کہو چپ کیوں جو آپ نے فرمایا جب پہلا دوسرے پر پھینکا اور وہ محفوظ رہا تو پہلا بری الذمہ ہو گیا اسی طرح دوسرا تیسرا۔ چوتھا اور پانچواں۔ اور چھٹا شخص اگر اس کے جھٹکتے ہی سانپ نے ساتویں کو کاٹ کھایا ہے تو دیت چھٹے پر واجب ہوگئی۔ اگر تھوڑی دیر کے بعد سانپ نے اس کو کاٹا ہے تو وہ خود اپنا آپ ذمہ واسہ ہے۔ کیون اوس نے اور دن کی طرح جلد او کو جھٹک نہ دیا۔

(۲۰) ایک شخص نے حفرت مے و امیر معاویہ کے ذکر کرتے ہوئے کہا کہ حق کسی طرف تھا آپ نے فرمایا الحق مع علی خود رسول خدا نے فرما دیا ہے تو پھر ہم کون ہیں جو اس میں شک کریں اوس نے کہا معاویہ کی نسبت کیا فیصلہ ہے فرمایا اس کو بھی آنحضرت نے طے فرما دیا مستمک الفیتہ الباعیتہ اس نے کہا ہمیں کیا کہنا ہو گا فرمایا اتنا ہی جتنا ہم نے رسول سے سنا ہے۔ پوچھا فردائے عشر اسکا تصفیہ کیا ہو گا۔ فرمایا جو خدا کے منظور ہو گا۔ اسکے بعد فرمایا اس دن اپنی اپنی پڑے گی کل نفس بما کسب رہیں۔

(۲۱) جب خارجیوں کو معلوم ہو گیا کہ ابوحنیفہ کسی گناہ کبیرہ کی بنا پر اہل قبلہ کی تکفیر کرنی پسند نہیں کرتے ہیں تو ایک جماعت تنگی تلواریں لئے ہوئے آپ کے سر پر اکھڑی ہو گئی اور کہا اے ابوحنیفہ۔ اے دشمن امت۔ اے شیطان امت تیرا قتل ہمارے پاس ستر جہادوں سے افضل ہے پھر بھی ہم تجھ پر ظلم کرنا پسند نہیں کرتے ہیں۔ ابوحنیفہ نے اون سے کہا کیا تم میرے معاملہ میں انصاف کرنا چاہتے ہو او دھون نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے کہا تلوار دن کو میاں

میں کر لو کیونکہ اس سے مجھے ہول ہوتا ہے انھوں نے کہا ہم تو تیرا خون بہانا چاہتے ہیں
 انکو میان کیسے کر دیں۔ آپ نے کہا خدا واسطے کہو کہ باب مسجد پر دو جنازے دھرے
 ہیں ایک تو عمور شرابی کا جو شراب میں غرق ہو کر مر گیا اور دوسری زانیہ عورت کا جو
 حمل ہوتے ہی خودکشی کر کر مگئی۔ اب کہو یہ دونوں یہودی تھے۔ انھوں نے کہا نہیں۔
 پھر کہا کیا یہ عیسائی تھے۔ کہا نہیں۔ تو کیا تھے۔ کہا دونوں خدا کی وحدانیت کے قائل
 اور رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معترف تھے ان لا الہ الا اللہ وان محمد عبدہ ورسولہ
 پھر آپ نے کہا یہ شہادت ان کی پاؤ تھی۔ آدمی تھی یا پوری تھی۔ انھوں نے کہا آدمی
 پاؤ بھی کہیں ہو کرتی ہے یہ پوری ساری تھی۔ امام صاحب نے کہا اب کہو یہ دونوں
 بمستی ہیں یا دوزخی۔ اگر تم جواب نہ دو گے تو میں کہتا ہوں سنو حضرت ابراہیم نے فرمایا
 فمن تعبدني فانه مني وان عصاني فانتك غفور رحيم اور حضرت عیسیٰ نے فرمایا ان تعبدنم
 فانهم عبادك وان تعفروا فمغفرتكم انت الغفور الحكيم اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا قل يا عبادي الذين اسرفوا على انفسهم لا تعظوا من رحمة اللہ ان اللہ یغفر الذنوب
 جميعا انه هو الغفور الرحيم۔ پھر آپ اور میں کون ہیں جو گنہ گاروں کو ناقابل مغفرت سمجھیں
 اور انھیں کافر کہیں۔ خارجیوں نے تو ایں پھیکدین اور امام صاحب کے ہاتھ پر توبہ
 کی مناقب نہمان از خوارزمی،

دوسری خوارزمی نے بامناہ متصل دیکھ بن الجراح سے روایت کی کہ امام ابوحنیفہ سیفان
 ثوری مالک بن منقول جعفر بن زیاد و حسن بن صالح اور میں ایک ولیمہ کی دعوت
 میں جمع تھے صاحب خانہ نے اپنی دولٹکیان ایک شخص کے دولٹکون سے شرب
 میں بیاہی تھیں۔ ہم لوگ کھانے میں مشغول تھے کہ صاحب خانہ حواس باختہ آئے۔

اور کہا شب میں غلطی سے دولہون نے اپنی منکوحہ عورتوں سے ملاقات بھی ہر ایک نے غیر منکوحہ سے زفاف کر لیا ہے جو لڑکی جس کے پاس رہی وہ اسکا شوہر نہ تھا۔ سیان نے کہا کوئی برائی نہیں ایسا جناب امیر المومنین کے عہد میں بھی ہوا تھا۔ مسعر بن کد ام نے کہا ابو حنیفہ تم بھی تو کہو۔ ابو حنیفہ نے کہا شوہر میرے سامنے آئیں تو میں جواب دوں گا۔ امام نے کہا کیا تم اوس بی بی کو پسند کرتے ہو جو شب میں تمہارے پاس تھی ہر ایک نے کہا کہ ہم اوس سے خوش اور راضی ہیں پھر ابو حنیفہ نے کہا تمہارے بھائی کے پاس جو عورت تھی اوسکا کیا نام ہے اوس نے کہا اوسکا نام فلانہ بنت فلان ہے آپ نے کہا تم کہو میں نے اوس نام والی کو طلاق دیدی اوس نے ایسے ہی کہا پھر دوسرے شوہر سے بھی ایسا ہی کہلوا یا۔ پھر ابو حنیفہ نے ہر شخص کا اوس عورت سے جس سے شب میں زفاف ہوا نکاح پڑھ دیا اور صاحب خانہ سے کہا دوسرا ولیمہ اور کر دو۔ لوگ اس پر تعجب کرنے لگے اور مسعر بن کد ام نے آپ کا منہ چوم لیا اور سیان خشک ہو رہے۔

(۲۳) خوارزمی باسناد جید لیث بن سعد سے نقل ہیں کہ مجھے امام ابو حنیفہ سے ملنے کی عرصہ تنہا تھی۔ حج میں میرا جانا ہوا اتفاق سے ایک مجمع پر سے جو حرم میں تھا میرا گزر ہوا میں نے دیکھا ایک شخص صدر میں بیٹھا ہے اور لوگوں کے سوالات کا جواب دیر ہا ہے۔ ایک شخص نے کہا یا ابا حنیفہ! میں نے اوسے روز ابو حنیفہ کو دیکھا، امام صاحب اوس کی طرف توجہ ہوئے اوس نے کہا میرا ایک بد مزاج لڑکا ہے اوس کی شادی کرتا ہوں تو جو نکاح دیتا ہے لوٹتی دلو آتا ہوں تو آزاد کر دیتا ہے فرمائیے کیا تدبیر کروں۔ امام نے جربہ کہہ کر کہا تم اوس کو لیکر بازار جاؤ جہاں لوٹیاں بکتی ہیں اور جو لوٹتی اوس کے پسند آئے تم خرید کرو اور اوس کا نکاح اپنے بیٹے سے پڑھ دو۔ اب اگر آزاد کرنا چاہے تو کرے سیکرے گا۔

کیونکہ لونڈی اس کی نہیں اور طلاق دیدیگا تو تم کو شرمندگی نہ ہوگی کیونکہ پرانی گھر کی لڑکی نہیں اور نہ تمہارا نقصان ہوگا کیونکہ لونڈی تمہارے پاس رہے گی۔ ریش کہتے ہیں بھے اس ذہانت اور حاضر جوابی سے بڑی سرت ہوئی اور میں نے اپنا تعارف امام صاحب سے کر دیا اور اون کی صحبت میں بایام حج رہا۔

(۲۴) ربیع جو حنیفہ منصور کا عرض بھی تھا امام ابو حنیفہ کا مخالف تھا ایک دن جب ابو حنیفہ دربار میں تھے خلیفہ سے کہلایا امیر المؤمنین ابو حنیفہ آپ کے جدا مجد حضرت عباس کی اس حدیث میں مخالفت کرتے ہیں کہ تم کھانے کے دو ایک دن بعد کسی نے اگر انشاء اللہ کہہ دیا تو وہ داخل قسم ہے اور تم کا پورا کرنا اوپر لازم نہ آئے گا۔ امام صاحب نے کہا امیر المؤمنین ربیع چاہتا ہے کہ جتنے لوگ آپ کے ہاتھ پر حلف اطاعت اوٹھائے ہیں وہ انشاء اللہ کہہ کر آپ کی اطاعت سے آزاد ہو جائیں حالانکہ میں انہیں آپ کی اطاعت پر پکڑ رہنا چاہتا ہوں۔ منصور نے پڑا اور کہا ربیع تم پر تو ابو حنیفہ نے بڑا جرم عائد کر دیا ہے آئندہ سے ابو حنیفہ کا نام نہ لیا کرو ورنہ تمہاری جان پر بن جائے گی۔

(۲۵) خوارزمی لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ آج کے دن اگر غسل جنابت کروں تو بیوی کو طلاق ہے پھر کہا آج کی کوئی نماز قضا کروں تو بی بی کو تین طلاق ہے پھر کہا اگر آج میں بی بی سے صحبت نہ کروں تو او سکوتین طلاق ہے۔ اس کے بعد سخت پریشانی گیا اور لوگوں کیساتھ ابو حنیفہ کے پاس آیا اور عرض حال کیا امام صاحب نے فرمایا نماز عصر پڑھ کر بی بی سے صحبت کرو اور غروب آفتاب کے بعد غسل کر کے فوراً مغرب پڑھ لے اس صورت میں تیری شرطیں پوری ہو جائیں گی اور طلاق نہ پڑے گی۔ ویکس بن الجراح اور عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے ایسا فوٹل آدمی نہ دیکھا۔

۲۶۵، خوارزمی لکھتے ہیں کہ زید بن ہارون کہتے تھے کہ ایک شخص امام صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے چھ ہزار روپیہ کہیں رکھ دیئے ہیں مگر یاد نہیں آتا کہاں رکھ چھوڑے ہیں آپ بتلائے۔ امام صاحب نے فرمایا میں کوئی غیب دان نہیں۔ اس نے بڑی منت سماجت کی آپ نے فرمایا آج عشا کے بعد صبح تک نوافل پڑھتے ہو تو تم کو معلوم ہو جائیگا کہ روپے کہاں ہیں اس شخص نے نوافل پڑھنے شروع کئے آدھی رات گزرنے پائی کہ اعلیٰ کو یاد آگیا کہ روپیہ فلان جگہ رکھ چھوڑے ہیں دوڑتے گیا اور اپنے روپیہ اٹھائے۔ اس کے بعد صبح میں امام صاحب پاس آیا اور واقعات کہا امام صاحب نے فرمایا اسے متحضر لیٹھائیے نے صبح فرمایا ”غماز نور ہے“ غماز میں ساری بھولی باتیں دکھائی دیتی ہیں۔

۲۶۶، خوارزمی بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب نے ایک روز حجام سے اصلاح بنواتے کہا کہ سفید بالوں کو چین دیا کرو حجام نے کہا جناب من اس سے سفید بال اور زیادہ ہو جاتے ہیں آپ نے فرمایا ”تو کالے بال سارے چین دو تا کہ زیادہ کانے کل آئیں۔ قاضی شریک جو اس وقت موجود تھے کہنے لگے اے ابو حنیفہ تم نے یہاں پر بھی اپنی عقل و فرست کا ثبوت پیش کیا۔

۲۶۷، محمد بن عبدالرحمن جو ابن ابی یعلیٰ کے لقب سے مشہور تھے کوفہ کے قاضی اور بڑے فقیہ تھے۔ امام صاحب کو وہ پسند نہ کرتے تھے کیونکہ امام صاحب اولن کے فیصلوں پر نکتہ چینیان کیا کرتے تھے اور یہ اولن کو ناگوار تھا۔ ایک دن مجلس دارالافتاء سے گھر جاتے ہوئے دیکھا کہ ایک عورت راستے میں ایک شخص کو زانی اور زانیہ کے بیٹے، کہا قاضی صاحب نے حکم دیا کہ عورت کو گرفتار کر کے لائیں اور پھر دارالافتاء واپس آئے اور حکم دیا کہ اس عورت کو کھڑی باند کمر درے ماریں۔ امام صاحب کو خبر ہوئی تو آپ دارالافتاء پہنچے اور پوچھا قاضی صاحب

جس کو عورت نے گالی دی جب اوس نے دعویٰ کیا تو آپ کون تھے جو عورت کو پکڑ لائے پھر آپ نے خلاف حکم رساتماہ مسجد میں سزا دینے کا حکم کیوں فرمایا۔ تیسرے آپ نے خلاف احکام قرآن عورت کو کھڑا کر کے حد مارنے کا حکم دیا اور چوتھا یہ کہ دارالقضا کے برخاست کرنے کے بعد دوبارہ دارالقضا پر آنا خلاف شرع ہے۔ قاضی صاحب نے شرمندہ ہو کر عورت کو تو چھوڑ دیا مگر حاکم کو فہ سے ابو حنیفہ کی شکایت کر دی کہ ابو حنیفہ سرکاری کالوں میں خلل ہو رہے ہیں۔ گورنر نے آپ کو فتویٰ دینے سے منع کر دیا اور امام صاحب اس کے استعراپا بند تھے کہ بیڑی نے روزے کے متعلق کوئی مسئلہ گھر پر پوچھا تو فرمایا مجھے فتویٰ دینے کی سرکاری ممانعت ہے تم اپنے بھائی حماد سے پوچھ لو۔

۲۹) خوارزمی باسناد متصل علامہ زنجری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے تم کھایا کہ اگر تین رمضان بین دن کے وقت اپنی بی بی سے جماع نکروں تو اسکو طلاق ثلاثہ ہے تمام تمام فقہاء عاجز ہوئے آخر وہ ابو حنیفہ کے پاس آیا آپ نے سنتے ہی فرمایا اپنی بی بی کے ہمراہ رمضان میں سفر کرو اور دن میں اپنی بی بی سے جماع کر لے اور بعد رمضان کے اوّل روزہ کا احادہ کر لے۔ ابن شرمکہ کہتے ہیں مجھے ان کی حاضر جوابی پر سخت تعجب ہوا۔

۳۰) علامہ کردی باسناد متصل زنجری سے راوی ہیں کہ ابو حنیفہ جامع منصور میں بیٹھے تھے کہ شیخ رافضہ آپ پاس آیا اور کہا قوی ترین انسان کون تھے آپ نے فرمایا علی ابن ابیطالب تھے اور تمہارے نزدیک عمر ابن الخطاب تھے اوس نے کہا کیسے۔ آپ نے فرمایا تمہارا دل گھٹا ہے کہ حق خلافت علی ابن ابیطالب کا تھا لیکن حضرت عمر نے اسکو چھین لیا اور حضرت ابو بکر کے تفویض کر دیا چونکہ حضرت علی نے اپنے نفس پر قابو رکھا اس لئے وہ قوی ترین شخص تھے مگر تمہارے قول سے تو حضرت ابو بکر قوی ترین شخص ہیں کیونکہ حضرت علی جیسے شخص کا حق چھین لینا

کارے وارد تھا۔

۳۱ د، خوارزمی کہتے ہیں کہ ابراہیم ملی کہتے تھے کہ ایک شخص امام ابوحنیفہ سے آکر کہا میں نے آج اپنی عورت سے علناً کہا کہ میں تجھ سے کبھی خود ہو کر بات نہ کروں گا۔ جب تک تو پہلے نہ بولے عورت نے کہا میں بھی تم سے کبھی نہ بولوں گی جب تک تم نہ بولو گے۔ یہ شخص سیان ثوری اور ابن شرمسہ سے پوچھا تو آپ دونوں نے کہا کہ قسم ہو چکی اور اس کا کفارہ ادا کرنا ہو گا۔ امام صاحب کے پاس وہ شخص آیا اور کہا۔ آپ نے فرمایا کوئی قسم واقع نہ ہوئی خلافت سے بات کر سکتے ہو۔ سیان ثوری یہہ نکر غصہ میں آگئے اور فوراً اٹھ کر امام صاحب کے پاس آکر کہنے لگے تم عجیب آدمی ہو کہ قسم کے بعد بھی کفارہ کی ضرورت نہیں جانتے ہو۔ آپ نے فرمایا مرد نے کہا جب تک یہ بولے گی نہیں میں نہ بولوں گا اس پر عورت نے فوراً کہا جب تک مرد نہ بولیگا میں نہ بولوں گی۔ عورت جب خود پہلے بول دیا تو مرد خوشی سے بات کر سکتا ہے۔

۳۲ د، ایک شخص نے امام صاحب کے زمانہ میں دعوائے نبوت کیا اور لوگ اُس سے اسکی ثبوت کے دلائل مانگنے چاہے امام صاحب نے نکر کہا جس نے اس سے دلائل مانگے اُس نے قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم لا بنی بعدی کے ساتھ کفر کیا۔

۳۳ د، ایک روز ایک شخص آپ پاس آیا اور کہا میں جنب ہو گیا اور بنی نبی سے کہا اگر میں خاؤن تو تجھ کو طلاق ثلاثہ ہے آپ نے اوس شخص کا ہاتھ پکڑا اور مسجد کے کتبہ میں ڈکیں دیا۔ جب باہر نکلا تو آپ نے فرمایا تو جنابت سے پاک بھی ہو گیا اور عورت پر طلاق بھی نہ پڑی۔

۳۴ د، لوگوں نے ایک شخص کو آپ پاس حاضر کیا اور کہا اس کی بی بی بیٹری چڑھ رہی تھی اس نے اوس سے کہا اگر تو اوپر چڑھے یا نیچے اوتے بھی تو تجھے میں طلاق میں عورت

دین کی دین بیٹی ہوئی ہے کیا کیا جائے آپ نے فرمایا آپ سب ملکر میٹر سی نیچے اوتار دو اور عورت کو نکال لو عورت چونکہ اوس میٹر سی سے نہ اوتری اور نہ آگے بڑھی لہذا طلاق نہ پڑی۔

(۳۶) ایک دن ابن ابی لیلیٰ نے ابو حنیفہ سے کہا کیا تم غیذ کو اوس کے خرید و فروخت کو حلال جانتے ہو آپ نے فرمایا مان حلال ہے۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ تم اسکو پسند کرو گے ہر تمہاری والد شراب فروخت کر نیوے بنے آپ نے کہا اے ابن ابی لیلیٰ کیا تم گانے بجانے کو حلال جانتے ہو انھوں نے کہا ہاں حلال جانتا ہوں آپ نے فرمایا کیا تم اس سے خوش ہو گے کہ تمہاری مان ڈوبنی ہو۔ ابن ابی لیلیٰ جواب دے نہ سکے اور چپ چاپ چلا گئے۔

(۳۷) خوارزمی لکھتے ہیں کہ ابو یوسف تلیند امام صاحب میں اور انکی زوجہ میں لڑائی ہوئی ابو یوسف نے غصہ میں کہا اگر تم نے مجھ سے رات میں بات نہ کی تو تجھے تین طلاق ہیں ابو یوسف نے پھر اپنی زوجہ کو بات کرنے کے لئے ہر طرح بھجایا اوس نے ہرگز بات نہ کی۔ اس پر ابو یوسف گھر سے نکلے اور امام صاحب کے مکان پر پہنچے۔ رات بہت ہو گئی تھی اور ابو حنیفہ کا دروازہ کھٹکھٹانے لگے امام صاحب نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ابو یوسف ہیں ملاقات پر ابو یوسف نے سارا حال کہا آپ نے عمدہ کپڑے ابو یوسف کو پہنائے عطر اور خوشبوئی انہیں ملی اور کہا کہ ذرا دیر باہر رہ کر اچانک گھر میں چلے جاؤ جب اس طرح سے گھر میں پہنچے تو عورت ان کی انہیں دیکھ کر جھٹک اٹھی اور کہا کہ کہو کس نئی عورت سے بیاہ کر آئے ہو۔ اس جملہ سے ابو یوسف کی بی بی ہلکی۔

(۳۸) ایک شخص اپنی بی بی سے کہا کہ پانی لا دے اوس نے ذرا سی دیر کے بعد پانی پیش کیا اس نے کہا اگر اس پانی کو میں پیوں تو تجھے تین طلاق ہیں اگر تو نے اس کو واپس کر دیا تو تجھے

تین طلاق ہیں اگر تو نے پھیکدیا تو تجھے تین طلاق ہیں اگر تو نے اس کو پی لیا تو تجھے تین طلاق ہیں اگر تو نے پیالہ زمین پر رکھ دیا تو تجھے تین طلاق ہیں۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کیا کیا جائے وہ مرد نہایت پریشان ہے آپ نے فرمایا عورت پیالہ لئے کھڑی رہے اور تم میں سے کوئی کڑ پیالہ لیں بگولے اور پانی پھونکنا چلا جائے اور پیالہ ہاتھ سے اوس کے چھین لے۔ تو اوس کو طلاق نہ ٹپے گی۔

۳۹، خوارزمی وکیع بن الجراح سے راوی ہیں کہ ہمارے پڑوس میں ایک جلیل القدر محدث تھے انکی اپنی بی بی سے سخت جنگ ہو گئی انھوں نے کہا اگر تو نے آج رات مجھ سے طلاق مانگی اور میں نے طلاق نہ دی تو تجھے طلاق ثلاثہ ہیں۔ اور عورت نے کہا میرے سارے غلام آزاد ہیں اور میرا سامان مال صدقہ ہے اگر تجھ سے آج کی شب طلاق نہ مانگوں تو صبحی رات کے بعد دونوں نادم ہوے اور وکیع کے پاس پہنچ کر صورت حال بیان کی۔ وکیع نے کہا یہ مجھ سے نہیں سکتا اس کے لئے ہمارا شیخ امام ابو حنیفہ ہی ہے تم اون کے پاس جاؤ۔ یہ محدث ابو حنیفہ کی بدگوئی کیا کرتا تھا اوس نے کہا مجھے اوسکے پاس جانے شرم آتی ہے وکیع نے کہا میں تمہیں چلاتا ہوں۔ ہم ابو حنیفہ کے پاس پہنچے اور واقعہ بیان کیا۔ آپ نے سنتے ہی فرمایا کیا تم دونوں جدائی نہیں چاہتے ہو۔ دونوں نے اقرار کیا آپ نے عورت سے کہا مرد سے طلاق مانگ اوٹھنا طلاق طلب کی۔ آپ نے مرد سے فرمایا تو یہ کہہ اگر تو طلاق چاہتی ہے تو تجھے طلاق ثلاثہ ہے آپ نے عورت سے فرمایا تو کہہ میں قسم بخدا طلاق نہیں چاہتی آپ نے فرمایا دونوں بری ہو چکے اس کے بعد آپ نے دونوں سے حلف لی کہ آئندہ کبھی ایسا نہ کریں گے۔

۴۰، خوارزمی لکھتے ہیں کہ قیصر روم نے اپنے ایک استغف کے ہمراہ بیت سامال اور تین سالانہ نیکر بند اور عیسا اور خلیفہ کو لکھا جو شخص تمہارے علم سے ان سوالوں کا جواب ساکت دے اوسکو یہ مال

دیدینا ورنہ ہمارے استغف کے ہمراہ مال واپس کر دینا اور پھر کبھی اپنی بڑائی ہمارے سامنے
 نکرنا۔ خلیفہ نے سارے علماؤں کو جمع کیا اس میں ابو حنیفہ بھی تھے اور استغف صدر میں بٹھلایا
 گیا اوس نے کہا میرا پہلا سوال یہ ہے خدا سے پہلے کیا تھا کسی عالم نے اسکا جواب
 نہ دیا اور استغف کی تشفی نہ کی امام ابو حنیفہ کی جب باری آئی تو آپ نے استغف سے کہا تم
 سائل ہو یا سؤل جو اوس نے کہا سائل ہوں آپ نے فرمایا میری جگہ تمہاری اور تمہاری
 جگہ میری ہونی چاہیئے۔ استغف آپ کی جگہ چلے گئے آپ نے پوچھا کہو کیا کہتے ہو اوس نے
 کہا خدا سے پہلے کون شی تھی۔ آپ نے پوچھا تمہیں گنتی کرنی آتی ہے اوس نے کہا ہاں آتی ہے
 فرمایا۔ گنتی کرو اوس نے کہا ایک دو تین چار آپ نے کہا پھر گنتی کرو اوس نے پھر وہی کہا
 آپ نے فرمایا تم نے ایک کے بعد دو۔ دو کے بعد تین اور تین کے بعد چار کہے ایک سے پہلے
 کوئی عدد نہ بتایا اوس نے کہا ایک سے پہلے کچھ نہیں آپ نے فرمایا واحد الاحد سے پہلے بھی
 کچھ نہیں وہی وہ ہے۔

پھر استغف نے دوسرا سوال کیا فانی مجتہد وجہ اللہ خدا کا منہ کس طرف ہے آپ نے
 فرمایا یہاں شمع روشن ہے اور سکا منہ کس طرف ہے اوس نے کہا یہ نور ہے اور سکا منہ ہر طرف
 ہونا چاہیئے آپ نے فرمایا نور حقیقی کا منہ تو بدرجہ اوّلے ہر طرف ہونا چاہیئے اسی لئے ہمارا
 قرآن کہتا ہے فانیما تو لو اقم وجہ اللہ۔ استغف نے پھر پوچھا اب خدا کیا کر رہا ہے آپ نے
 فرمایا تمھو کو مبر سے پیچھے اتارا ہے اور مجھ مسلمان کو جو زمین پر تھا تیری جگہ بٹھایا ہے۔ کل یوم
 ہونی شان ہر آن زمین پر جو ہو رہا ہے وہی اور سکا کام ہر آن ہے۔ استغف شرمندہ ہوا
 اور خلیفہ کے سوا جین تین لاکھ اشرفی ابو حنیفہ کے حوالہ کر دیئے۔ خلیفہ استغف سرور ہوا کہ
 اوس نے بھی ابو حنیفہ کو تین لاکھ اشرفی اور بخشے اور کہا اگر آج ابو حنیفہ نہ جوتے تو ہم سب ہلاک

ہو جاتے۔

دام، خوارزمی نے بائنا متصل بکیر بن معروف سے روایت کی کہ ابو حنیفہ فرماتے تھے میں معلوم ہے کہ کیون اہل مکہ میرے مخالف ہیں لوگوں نے کہا میں معلوم نہیں آپ نے فرمایا میں آیات مدنی کو آیات مکی کا نسخا مانتا ہوں۔ پھر کہا فقہائے مدینہ کیوں ہمارے مخالف ہیں تو میں معلوم ہے ہم نے کہا نہیں۔ آپ نے کہا اس لئے کہ رُعات اور حجامت پر میں تجدید و ضو کا حکم دیتا ہوں اس سے اون کی نمازیں باطل ہو جاتی ہیں۔ پھر کہا تم کو معلوم ہے کہ کیون علمائے شام میرے مخالف ہیں۔ ہم نے کہا نہیں معلوم آپ نے فرمایا اس لئے کہ میں کہتا ہوں اگر ہم صفین کی جنگ کے وقت ہوتے تو جناب امیر علیہ السلام کا ساتھ دیتے اور امیر معاویہ سے جنگ کرتے تھے۔ پھر کہا تم کو معلوم ہے کہ اہل حدیث میرے کیوں مخالف ہیں ہم نے کہا نہیں نہ معلوم ہے۔ آپ نے فرمایا وہ چارے اس لئے دشمن ہیں کہ ہم اہلیت کی محبت کو فرض جانتے ہیں اور اون کی فضیلت کا علی الاعلان اقرار کرتے ہیں اور جناب امیر المومنین کی خلافت کو ثابت کرتے ہیں مگر اہل حدیث اسکے قائل نہیں ہیں۔

دام، ایک دن کوفہ کے حاکم ابن ابیہرہ نے جو سخت اموی تھا ابو حنیفہ کو بلوایا جب یہ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ابن ابی لیلیٰ اور ابن شرمہ بھی موجود ہیں ان سے کہا تم علماء اسیں کیا کہتے ہو ایک عورت نے اندرون عدت نکاح کیا ہے ابن ابی لیلیٰ اور ابن شرمہ نے کہا دونوں میں تفریق کر دینی چاہیئے اور دونوں کو سزا دینی چاہیئے اور اس کا جزیہ الہمال میں جمع کر دینا چاہیئے پھر ابو حنیفہ کی طرف پلٹا اور کہا تم کیا کہتے ہو۔ آپ نے دل میں غور کیا کہ جناب امیر علیہ السلام کا فیصلہ نقل کرنے کے بغیر یہ مشکل مسلک حل ہو نہیں سکتا اور اگر کہوں تو یہ شخص نام جناب امیر سننے کی برداشت نہ کر سکے گا اور فوراً جناب امیر علیہ السلام

کی جناب میں دشنام دینگا اور اسکا باعث میں ہونگا یہ سوچتے سوچتے آخر دل میں فیصلہ کر لیا کہ کہہ دینا چاہیے اور یوں گویا ہوسے خدا آپ کی اصلاح فرما دے اس مسئلہ میں دو بدری صحابیوں نے بھی اس سے پہلے مختلف فیصلے صادر کئے ہیں مگر ایک نے دوسرے کی بات آخر میں مان لی۔ ایک صحابی بدری نے وہی فیصلہ کیا جسکو ابن شہرہ اور ابن ابی لیلی نے کہا اپرا بن ہیرہ نے کہا وہ کون تھے ابو حنیفہ نے کہا وہ حضرت عمر تھے۔ پھر کہا دوسرے بدری نے کیا فیصلہ کیا ابو حنیفہ نے کہا اونکا فیصلہ یہ تھا تفریق فوری ہو عورت پہلی عدت پوری کرے پھر دوسرے خاوند کے جماع کی وجہ سے دوسری عدت بھی گزارے۔ دوسرا خاوند اس کو اوسکا ہراد کرے اور ایام عدت کا خرچ برداشت کرے یہ ہر بیت اہل بیت داخل ہو سکتا نہیں کیونکہ ہر احتمال فرج ہے اور وہ عورت کا حق ہے آخری عدت کے بعد عورت سے وہ مرد ہر جدید کے ساتھ نکاح جدید کر سکتا ہے۔ اپرا بن ہیرہ نے کہا یہ فیصلہ دل گتا ہے۔ یہ کس بدری صحابی کا ہے ابو حنیفہ نے کہا یہ حضرت علی کا فیصلہ ہے اوسنے کہا ابوتراب کا میں نے کہا ہان اونہی کا اپرا اوس نے کہا کیا یہی فیصلہ پہلے بدری نے قبول کر لیا ابو حنیفہ نے کہا ہان۔ ابن ہیرہ نے کہا اے ابو حنیفہ تم کس قول پر عمل کرتے ہو میں نے کہا قول آخر پر۔ ابو حنیفہ کہتے تھے یہ وہ زمانہ تھا کہ حکام کے پاس حضرت علی کا نام نہ لیا جاسکتا تھا اور محدثین جب روایت کرتے تھے تو حضرت علی کے نام کی جگہ ابو زینب یا قال اشع کہا کرتے تھے۔

(۴۳) خوارزمی اور خلیب با سنا و جمید روایت کرتے ہیں کہ دیکھ بن الجراح کہتے تھے ہم لوگ امام ابو حنیفہ کے پاس بیٹھے تھے ایک عورت آپ پاس آئی ادا اوس نے کہا میرا بھائی چھ سو اشرفی چھوڑ کر مرا در مجھے صرف ایک اشرفی دی گئی ہے۔ امام صاحب نے پوچھا

کس نے یہ تقسیم کی عورت نے کہا داد و دھائی نے امام صاحب نے کہا یقیناً تیرا ہی حصہ ہو گا پھر آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا تیرے بھائی کی دو لڑکیاں اس کی زوجہ اور بارہ بھائی اور تو ایک بہن باقی نہیں ہیں اس نے کہا ہاں پھر آپ نے فرمایا دونوں لڑکیوں کے دوغٹے چار صد اس کی ماں کا چھٹا حصہ یکصد اشرفی اور اس کی زوجہ پچتر اشرفی اور اب صرف پچیس اشرفی بچے بارہ بھائی دو دو دینا لیگے اور ایک تو لیگی۔

۴۴۱) ایک وقت امام صاحب سے اس مسئلہ پر کہ ایمان و عمل دو جدا گانہ اشیا ہیں یا دونوں ایک ہیں بحث ہوئی۔ اہل حدیث کہتے تھے کہ عمل جزا ایمان ہے بلکہ جس کا عمل صالح نہیں اس کا ایمان نہیں مگر ابو حنیفہ کہتے تھے کہ عمل کو ایمان سے کوئی تعلق نہیں آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو اس وقت سارا عرب شرک تھا آپ نے اون کو ایک خدا کے ماننے اور اپنی رسالت کی تصدیق کرنے کی دعوت دی جو شخص خدا کو ایک مانتا تھا اور رسالت کی تصدیق کرتا تھا وہ داخل اسلام ہوتا تھا اور مسلمان کہلاتا تھا۔ اس وقت تک کوئی عمل انہیں نہ بتایا گیا یہاں تک کہ معراج ہوا اور نماز پنجگانہ فرض ہوئی اور معراج کے زمانہ تک جو لوگ ایمان لا چکے تھے اور جو کسی عمل پر مکلف نہ ہوئے تھے آیا ان کو مسلمان کہا جائے گا یا نہیں مخالفین نے کہا وہ بیشک مومن و مسلمان تھے آپ نے کہا پھر تو عمل۔ داخل ایمان نہ ہوا۔ عمل بعد کی بات تھی لہذا میں کہتا ہوں کہ ایمان خدا کو واحد ماننا اور رسول اللہ کو نبی برحق جاننا ہے اور عمل داخل ایمان نہیں ہے۔ تصدیق باالقلب اور اقرار باللسان کی حیثیت سے ہمارا اور صحابہ کا ایمان برابر ہے مگر عمل اونکا بڑا ہوا ہے کیونکہ خدا نے خود فرمادیا ہے کہ نبی کا ایک ہی دین ہے شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصی بہ ابرہیم

دوسری و عیسیٰ وان التیمولیین ولا تغزوا فیہا و فرمایا ہے من یؤمن باللہ فعمل صالحی
اس سے خود واضح ہے کہ ایمان اور چیز اور عمل دوسری بات ہے اور آنحضرت سے
بالتواتر ثابت ہے من قال لا الہ الا اللہ وان زنی وان سرق دخل الجنة اگر عمل آخر
کے پاس جزو ایمان ہوتا تو آپ نے یہ فرمایا ہوتا جو شخص توحید و رسالت کا مقصد جو وہ جنتی
ہے گوزانی اور چور ہے۔

دہم، ایک وقت محدثین کی ایک جماعت امام سے پوچھنے آئی کیا تم اسکے قائل ہو کہ
ایمان میں سب برابر ہیں آپ نے فرمایا ہاں کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ماننے اور
اقرار کرنے میں ہم اور صحابہ دونوں برابر ہیں کہ ہم سب خدا کو ایک مانتے ہیں اور آنحضرت
کو سچا بنی مانتے ہیں۔ ہا صحابہ کا مرتبہ اس کے پاس گ میں ہم آئیں سکتے۔

(۲۶) امام صاحب کا یہ عقیدہ تھا لا تکفرا حد امن اہل القبۃ یعنی اہل قبلہ شیعہ بھی بڑی
مستزلی اور جہمی وغیرہ سب مومن و مسلمان ہیں کیونکہ آنحضرت سے بالتواتر ثابت ہے
من قال لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دخل الجنة۔ یعنی اسلام کے دائرہ کو امام صاحب
نے اسی وسعت پر باقی رکھا جیسے آنحضرت کا منشاء تھا مگر ہمارے علماؤں کی نگہ نظر نے
اس کا بہت کم لحاظ کیا ورنہ غزالی۔ واصل بن عطاء اور عمرو بن عبیدہ اور حسن بصری جیسے اہل
علماؤں کو اور منصور و بایزید حضرت غوث شپاک اور محی الدین ابن عربی جیسے پیشوایان تہذیب
کو اور ابن تیمیہ۔ ابن حزم اور ابو طالب مکی جیسے اہل روایت کو ہمارے خباکی زبانوں سے
گزندہ نہیں پہنچتی۔

حدیث و کاتۃ الحنین

دہم، مکہ معظمہ میں بابا امجد امام ابو حنیفہ سے امام اوزاعی کی ملاقات ہوئی تو اوزاعی نے

کہا تم کو کھانا کھانا حرام بتاتے ہو حالانکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے ذکاۃ الجنین زکاۃ اُمّہ مادہ جانور کا ذبح کر دینا جنین کی
ذبح کے لئے کافی ہے۔ امام ابوحنیفہ نے اوزاعی سے پوچھا یہ کیوں اوزاعی نے کہا جنین
مذبوہ مادہ کا کبھی طہال وغیرہ کے مانند ایک جزء ہے جس طرح جانور کے ذبح کے بعد کبھی طہال
وغیرہ کھالینا درست ہے ایسے ہی اوس کے مخلوان اور جنین کا کھانا درست ہے اگرچہ وہ مردہ
نکلے۔

امام صاحب نے پوچھا اگر جنین بیٹنا جاگتا نکلے تو اوزاعی نے جواب دیا ہم اوسکو ذبح
کر کے کھا لیتے۔ امام صاحب نے کہا تمہاری بات سے جنین جزر مادہ مذبوہ یا عضو ذبح شدہ
جانور نہ ہوا۔ پھر فرمایا قرآن کہتا ہے ثم انشاناہ خلقتا اخر۔ خالق عالم نے خود جنین کو خلق آخر
فرمایا ہے تو تمہارا اوسکو عضو ذبیحہ تصور کرنا غلط ہے۔ جب جنین خلق دیگر ہے تو بحالت زندہ
رہنے کے اوسکا ذبح ضرور اور مردہ نکلنے کی صورت میں بغیر اے آیت حرمت علیکم المیتۃ والدم
ولحم الغنیزہ وما اہل بغیر اللہ بہ کے مردار کھانا حرام ہے۔ صرف دو خون کبھی اور طہال اور مردہ
مردہ بڈیان اور مچلی کو آنحضرت نے حلال گردانا ہے اور اس میں تمہارا جنین داخل نہیں۔ یہی
حدیث ذکاۃ الجنین ذکاۃ امہ میرے پاس ثابت نہیں اور اگر ثابت بھی کسی دن ہو جائے
تو اوسکے معنی یہ نہیں کہ ”مان کا ذبح کافی ہے بچہ کے لئے بھی“ جیسے تم کہتے ہو بلکہ اس حدیث
کے معنی یہ ہوں گے ذکاۃ الجنین ذکاۃ امہ یعنی بچہ کو بھی اگر زندہ نکلے تو مان کی طرح ذبح
کیا جائے تمہارے پاس ذکاۃ کے ت کو ضمہ اور اُمّہ کے میم کا کسر ہے احد میرے پاس
ذکاۃ کی ت کو نصب اور اُمّہ کے میم کو بھی نصب ہے۔ اوزاعی لا جواب ہو کر اٹھ گئے۔
رحمی حدیث ذکاۃ الجنین ذکاۃ اُمّہ کی روایت دہلی۔ ابو داؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ

احمد بن حنبل۔ حاکم ابن جہان اور دارقطنی نے بروایت حضرت ابوسعید خدری کی ہے۔ ان سارے طرق میں ابو داؤد اک جبر بن نوف نے اس کو حضرت ابوسعید سے منا ہے۔ یہ ابو داؤد اک وہی۔ داہی اور ضعیف تھے (تقریب)۔ ابن خرم و ابن جہان، ابو داؤد اک سے مجاہد بن سعید نے اس کی روایت کی۔ حذیف اور فراموش کن تھے (تقریب)، حاکم کی روایت میں حضرت ابوسعید سے عطیہ نے روایت کی حتیٰ ایک جماعت نے ضعف مافقہ و تدلیس کی بنا پر تصنیف کی ہے۔ یہ طریقہ کسی نئی کے حلال کرنے کے لئے بالکل ناقابلِ محبت ہے۔

اس کا دوسرا طریقہ حضرت جابر سے مرفوع ہے جس کی ترمذی و ابو داؤد و دارقطنی و دارقطنی و حاکم و احمد و ابویعلیٰ موصلی نے روایت کی۔ حضرت جابر سے جس نے اس کی روایت کی وہ ابو زبیر کی ہیں جو صدوق تو تھے مگر تدلیس کرتے تھے۔ ابو زبیر سے (۱) عبید اللہ قلیح (ضعیف) نے (۲) محمد بن عبد الرحمن بن ابی یلی (دلی المخطا) نے (۳) زہیر بن معاویہ (ثقة و ثبت) نے (۴) حماد بن شیب (ضعیف متروک و منکر الحدیث) نے روایت کی ہے۔ حماد کی نسبت ابن مین احمد بخاری و عقیلی نے یہاں تک کہا کہ اس حدیث نہ بچا۔ عبید اللہ سے عتاب بن بشیر غلطیان کر نیوئے نے اور ابن ابی یلی سے صباح بن یحییٰ جیسے متروک و متہم نے اور زہیر بن معاویہ سے حسن بن بشیر بن سلم جیسے منکر الحدیث ضعیف اور کثیر الاغلاط نے روایت کی اور صباح بن یحییٰ سے اسمعیل بن ابان غوی جیسے کذاب متروک اور وضاع نے روایت کی ہے۔ لہذا یہ طریقہ حدیث بھی بطور اتم ناقابلِ استدلال ٹھہرا ایسی حدیث سے بھلا کسی نئی کی حرمت و حالت ثابت کیا جاسکتی ہے؟

اس کا تیسرا طریقہ حضرت ابن عمر سے ہے جس کو امام احمد بن حنبل امام شافعی و عبد بن حمید و دارقطنی و خطیب و غیر ہم نے روایت کیا ہے۔ حضرت ابن عمر سے نافع نے۔ سلم نے

اور زید بن اسلم نے سنا اور روایت کیا ہے۔ نافع اور اسلم دونوں ثقہ ثبت اور محبت ہیں۔ مگر نافع سے عبد اللہ بن عمر اشجانی راوی ہیں جو مجہور کے نزدیک ضعیف ہیں (تقویٰ) اور اسی سلسلہ روایت میں ایک عصام بن یوسف مجہول اور دوسرا بکذاب بن مجاہد ضعیف ہے نیز نافع سے محمد بن اسحاق نے جو بقول امام مالک دجال اور کذاب تھے اور اون سے محمد بن واسطی ضعیف نے بھی روایت کی ہے اور خطیب کی روایت میں ایک اور شخص احمد بن عصام بھی ہے جو ناقابل روایت مانا گیا ہے۔

رہے زید بن اسلم سے اون کے دونوں فرزندون عبد الرحمن اور عبد اللہ نے روایت کی عبد الرحمن متروک ضعیف اور خراب حافظہ کے شخص تھے (تقویٰ و فیو) اور عبد اللہ ضعیف و متروک ہیں (میزان) ابن عیین نے تو یہاں تک کہدیا کہ زید بن اسلم کا کوئی لڑکا روایت کے قابل نہیں بلکہ متروک ہے۔ یہ طریقہ حدیث بھی ہے ایسا ہے جو حلال و حرام پڑانے میں کام آسکتا ہے؟

چوتھا طریقہ حضرت عبد اللہ بن مسود سے ہے جس کی دارقطنی نے یون روایت کی ہے ہم سے حدیث کہی ابو بکر واسطی نے اون سے احمد بن حجاج بن صلت نے اون سے حسن بن بشیر بن سلم نے اون سے ابو بکر بن عیاش نے اون سے اعش نے اون سے ابراہیم بن عیسیٰ نے اور ان سے علقمہ نے اون سے حضرت ابن مسود نے ان میں احمد بن حجاج ضعیف ہے میزان و تقریب اور حسن بن بشیر بن سلم بھی منکر الحدیث اور ضعیف ہے۔ یہ طریقہ بھی ناقابل محبت ہے۔

پانچواں طریقہ حضرت ابی ایوب انصاری سے ہے جس کی دارقطنی و حاکم نے تخریج کی ہے اس کی نسبت خود حاکم اور ذہبی نے غیر ثابت کہدیا ہے۔

پہلا طریقہ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے جب داقطنی دھاکم نے روایت کی چنانچہ
میں عبداللہ بن قیس معروف بہ ندل متروک الحدیث۔ عبداللہ بن سید متقیری بالاثنا عشر
ضعیف الحدیث اور اسکا پوتا متروک الحدیث ہے یہ روایت بھی ناقابل سند ہے۔

جب اس باب کی ساری روایتیں بصرہ اور ناقابل حجت ہیں تو امام ابو حنیفہ کا اور
سے یہ کہنا کہ یہ حدیث میرے عندیہ میں ثابت نہیں ہے بالکل داہبی ہے۔ اسپر اس کے
روین خود امام ابو حنیفہ نے حماد بن ابی سلیمان سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے علقمہ سے
انھوں نے عبداللہ بن مسعود سے مرفوعاً روایت کی لاکون ذکاۃ نفس ذکاۃ نفین ایک
جانور کا ذبح دو جانوروں کے لئے جائز نہیں۔ لہذا ہم حنیفہ کے پاس مردہ جنین بعد فح کے
مان کہ یہ حدیث سے نکلے تو حرام ہے اور اگر زندہ نکلے تو اسکو ذبح کر کے کھانا جائز ہے۔ واللہ اعلم
امام صاحب جنھوں نے روایت کی انکی تعداد بقول موفق خوارزمی و بقول ابن حجر شافعی
سات سو محدثین سے کم نہیں ہے جن میں سے چند کے نام
یہاں مذکور ہیں۔

(۱) مالک بن انس الامام عن ابان عن ابراہیم عن علقمہ عن عبداللہ انہ قال لم یقتل النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فی الفجر قط الا شہراً واحداً۔

(۲) محمد بن ادیس الشافعی الامام عن محمد بن ابی یوسف عن ابی حنیفہ عن عبداللہ بن دینار
عن ابن عمر انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الولاء کلھتہ النب لا یباع ولا یوبع
(۳) احمد بن حنبل الامام عن اسحاق بن یوسف الارزقی عن ابی حنیفہ عن علقمہ عن ابن ابیہ
عن ابیہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدال علی الخیر کفاحلہ۔

(۴) احمد بن حنبل عن محمد بن الحسن عن ابی حنیفہ عن عطاء بن الشائب قال قبرہود صالح

وشيب عليهم السلام في المسجد الحرام.

١٥٦ ابو بكر ابن ابي شيبة عن عباد بن ابى الوام عن ابى حنيفة عن حماد عن ابراهيم قال سئل عن
 دليط القرقرقة.

١٥٧ عثمان ابن ابي خيثمة عن ابى معاوية عن ابى حنيفة عن عيسى عن ابى سيدة الخدرى عن
 النبى صلى الله عليه وسلم انه قال من اراد الحج فليتعجل.

١٥٨ عبد الله بن المبارك عن ابى حنيفة عن الحسن بن على بن ابي طالب عن ابى سعيد عن
 النبى صلى الله عليه وسلم انه قال انما جبر الصدوق مع النبى والصدوقين والشهداء والعلماء
 يوم القيمة.

١٥٩ عبد الله بن المبارك عن ابى حنيفة عن الشعبي عن جابر قال قال رسول الله صلى الله
 عليه وسلم لا يتقادم الخراج حتى تبرأ.

١٦٠ سيفان الثورى عن ابى حنيفة عن الثيم دربيته عن انس رضى الله عنه ان النبى صلى الله
 عليه وسلم قبض وهو ابن ثلاث وستين سنة.

١٦١ سيفان ابن عيينة عن ابى حنيفة عن عطاء بن ابى رباح عن ابى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم
 قال اذا طلع النجم رفعت العاهة عن اهل كل بلدة.

١٦٢ حماد بن زيد عن ابى حنيفة عن نافع عن ابن عمر ان النبى صلى الله عليه وسلم نعى عن نقيع البدن
 ما نعتهم.

١٦٣ شعبة (امير المؤمنين في الحديث) عن ابى حنيفة عن ابراهيم عن علقمة عن ابن مسعود عن
 النبى صلى الله عليه وسلم انه قال اما انا فلا اكل شيئا.

١٦٤ حماد بن ابى سليمان (شيخ الامام) عن ابى حنيفة عن هشام عن عروة عن الزبير قال ان

- نخل لحوم العيئة زاد ونحن مجرمون مع النبي صلى الله عليه وسلم .
- ١٤٣) عثم دشيخ الامام ، عن ابى حنيفة عن ابى النخعي السبيعي عن المصعب بن ابى وقاص انه كان يقول ان عمر بن الخطاب كان اول من فرض الاعطية ففرض لاصحاب بدر من المهاجرين والانصار ستة الاف وفرض لاذواج النبي صلى الله عليه وسلم عشرة آلاف وفضل لعائشة از فرض لها اثنا عشرة الف الف .
- ١٥١) فضل ابن عينة اخو سيفا عن ابى حنيفة عن عطاء عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طلاق الائمة ثمان وعدها حيفتان .
- ١٥٢) ابن جرير عن ابى حنيفة عن سديد بن المسيب عن ابى هريرة قال نبى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ياكل الرجل ثماله او يشرب ثماله .
- ١٥٣) ابيث بن سعد عن ابى يوسف عن ابى حنيفة عن موسى بن ابى عايشة عن عبد الله بن شاذان عن جابر بن عبد الله عن قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كان له امام فقرة الامام له قراءة .
- ١٥٤) سعد بن كدام عن ابى حنيفة عن زياد بن علاقة عن قطبة بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقراني احدى ركعتي الفجر والنخل با . فأتى بها طلع لفيه .
- ١٥٥) ابو يوسف عن الامام عن عبد الله بن ابي شيبة عن عبد الله بن مسعود ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امره ان يقرأ سورة الفرقان يعنى سورة النساء .
- ٢٠٠) محمد بن الحسن عن ابى حنيفة عن عطاء بن ابى رباح عن ابى هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال زرغبنا تزود جبار .
- ٢٢٧) محمد بن الحسن عن ابى حنيفة الحسن البصري عن عمران بن حبيب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

لا نذر في معصيته الله الخ -

(٢٢) محمد بن الفضل بن عطية عن ابي حنيفة عن الشعبي عن عائشة رضي الله عنها قالت لقد كنت في خلال سبع لم تكن لاحد من ازواج النبي صلى الله عليه وسلم الخ -

(٢٣) اسد بن عمرو عن ابي حنيفة عن عبد الملك بن عمير عن عائشة رضي الله عنها قالت لئن النبي صلى الله عليه وسلم فضلتني الله ليكن لبشر خصال ولا فخر الخ -

(٢٤) اسد بن عمرو عن الامام عن ابن ابي ليلى عن بلال رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يمسح على الخفين -

(٢٥) قاسم بن سمن وحفص بن غياث عن الامام عن ابي اسحق السبيعي عن البراء بن عازب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يخفي بسم الله الرحمن الرحيم -

(٢٦) وكيع بن الجراح عن ابي حنيفة عن علي بن الاثير عن حميفة رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم مر برجل سدل ثوبه فقطعه عليه -

(٢٧) ميثب بن شريك عن ابي حنيفة عن المنهال بن عمرو عن ابي محمد الحسن بن علي كرم الله وجهه انه قال اذا غلق الباب وارخى الست وجب الصداق -

(٢٨) ابو داود والطياحي عن ابي حنيفة عن عبد الله بن انيس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حبك الشيء يعي ويصم -

(٢٩) ابراهيم بن طهمان عن ابي حنيفة عن لاحق اليماني عن ابي ذر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قال استغفر الله العظيم الذي الخ -

(٣٠) ابو نعيم الفضل بن وكيع عن ابي حنيفة عن عبد الله بن عيسى عن عبد الله بن ابي الجعد عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يردني العرو ولا يدعني العرو ولا الالهة

(٣١) انس بن مالك عن ابي حنيفة عن عطية عن ابي سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كذب على متعمداً فليتبوأ مقعده الى النار.

(٣٢) ابو عبد الرحمن المقرئ عن ابي حنيفة عن يزيد الدالاني عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم السعيد من وعظ بغيره الخ.

(٣٣) المقرئ عن ابي حنيفة عن عبد الرحمن بن هرمز الاعرج عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال كل مولود يولد على الفطرة وابواه يهودانه الخ.

(٣٤) مزاحم بن العوام (او عباد بن العوام) عن ابي حنيفة عن نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اخضبوا وخالقوا بل الكتاب.

(٣٥) ابراهيم بن ادهم البلخي عن ابي حنيفة عن حماد عن ابراهيم عن الاسود عن عايشة رضى قالت ما شبعنا ثلاثين ايام من جز متاباً حتى فارق الدنيا محمد صلى الله عليه وسلم.

(٣٦) ابو قتادة عن ابي حنيفة عن عطاء عن ابي هريرة قال كانت لرسول الله صلى الله عليه وسلم قلنسوة شامية بيضاء.

(٣٧) علي بن السهر عن ابي حنيفة عن سماك بن حرب عن جابر بن سمرة قال كنا اذا اتينا النبي صلى الله عليه وسلم قعدنا حتى انتمى بنا المجلس.

(٣٨) يزيد بن مارون عن ابي حنيفة عن سليمان بن يسار عن ام سلمة قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يقبل نساؤه في رمضان وما يجدد وضوءاً.

(٣٩) حسن بن زياد عن ابي حنيفة عن سليمان وابي الزبير محمد بن مسلم بن تدرس عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله الخ.

(٤٠) احمد بن منيع عن ابي احمد الزبيري عن ابي حنيفة عن نافع عن ابن عمر قال نبي الله صلى الله عليه وسلم

عن يرح المخرجة

١٣٩٠، ابراهيم بن الجراح داود وكيع بن الجراح، عن الشعبي عن جابر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يجوز للمقودة طلاق ولا بيع ولا شراي.

١٣٩١، عثمان بن دينار عن ابي حنيفة عن نافع عن ابن عمر بنى رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم خيبر عن نكاح امته وان لو طئ المحبالي حتى يفيض.

١٣٩٢، يحيى بن ابراهيم عن ابي حنيفة عن ابان بن ابي عياش عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قوضا يوم الجمعة فبها ذنبت الخ.

١٣٩٣، يحيى بن ايمان عن ابي حنيفة عن رجل عن انس قال لم يجر رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا ابو بكر ولا عمر ولا عثمان رضي الله عنهم بالانسية.

١٣٩٤، حفص بن غياث عن ابي حنيفة عن ابي اسحق السبيعي عن البسر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يغني بسم الله الرحمن الرحيم.

١٣٩٥، موسى بن طارق عن ابي حنيفة عن عطاء عن عائشة قالت ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم على شيء من التوافل الا ما هدة منه الا كعتى الفجر.

١٣٩٦، خارج بن مصعب عن ابي حنيفة عن محارب بن دثار عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى بعد العشاء اربع ركعات قبل ان يخرج المسجد عدل بخلف من ليلة القدر.

١٣٩٧، داود الطائي عن ابي حنيفة عن جبلة بن سحيم عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى فلا يفترش ذراعيه كما فترش الكلب.

١٣٩٨، عبد الرزاق عن ابي حنيفة عن علي بن الاقر عن ابي حنيفة ان النبي صلى الله عليه وسلم

مُرَّ بِرَجُلٍ سَادِلٍ ثَوْبُهُ فَعَطَفَهُ عَلَيْهِ -

(٥٠٦) مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاقِيلَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ حَمِيدِ الطَّلَحِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يَبْتَغِي رِبْعَ غَزَلٍ وَبِهِ بَيْنُهُ وَبَيْنَ قِبْلَتِهِ (٥٠٧) مُحَمَّدُ بْنُ سَمَّاكٍ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ بَا زَهْرِي عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَوَيْتَ بِالشَّاءِ فَأَبْدَأْهُ بِالشَّاءِ -

(٥٠٨) زُفَرٌ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قُمْتَ الصَّلَاةَ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا مَكْتُوبَةً -

(٥٠٩) أَبُو طَيْعٍ السُّلَمِيُّ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي عِيَّاشٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ فِي كُلِّ شَيْءٍ أَخْرَجْتَ الْأَرْضَ الشَّرَّاءُ وَنِصْفَ الْعَشْرِ -

(٥١٠) نَوْحُ بْنُ أَبِي مُرَيْمٍ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَبْعًا نَقَالَ إِنَّا لَنُشَدُّ وَنَا لِيَهُ رَاجِعُونَ صِلَتْ مَحْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقِيقِينَ وَمِنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَكَتَيْسَ -

(٥١١) أَبُو حَاتِمٍ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنْ الْبَيْعِ الْحَاضِرِ الْبَادِ -

(٥١٢) عُمَادُ بْنُ السَّوَامِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ سَعْدٍ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خُطْبَةِ أَخِيهِ -

(٥١٣) مُنْدَلٌ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ أَبِي زُبَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ رَسُولٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَأَسَالَ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِيَ الْمَشْتَرَى -

(٥١٤) أَبُو حَاتِمٍ النَّبِيلُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ أَبِي السَّوَرِ عَنْ أَبِي حَاضِرٍ الْحَمِيرِيِّ عَنْ ابْنِ جَبَلٍ

ان النبي صلى الله عليه وسلم اجتمعتوا على الجحيم اجروه -

٥٩٩) يونس بن بكير عن ابي حنيفة عن زيد بن الوليد عن ابي الدرداء عن ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا آتى الرجل من امرأته ثم طلقها قال الطلاق والا يلا وكفرسى رمان ايما سبق وقع
٦٠٠) بلال بن رباح عن ابي حنيفة عن طاووس عن ابن عباس قال قال النبي صلى الله عليه وسلم الحقوا الفرائض باصحابها -

٦١١) حميد بن شريح البخاري عن ابي حنيفة عن زيد بن اسلم مولى عمر بن الخطاب عن ابي قتادة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا احب العتوق -

٦١٢) عبد الله بن داود والخزني عن ابي حنيفة انه قال سمعت القاسم بن محمد بن ابي بكر الصديق وسالم بن عبد الله بن عمر وطاوس وعكرمة (مولي ابن عباس) وكهول وعبد الله بن دينار واخوه عمرو والحسن البصري وابا الزبير وعطاء بن ابي رباح وقتادة وابراهيم والنخعي والشبي وناقصا مولى ابن عمر وامثالهم من الكبراء ولد سنة ١٢١ مات سنة ١٢٣ روى البخاري عن اصحابه -

٦١٣) ايوب بن ماني عن ابي حنيفة عن ابي الزبير عن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم انه نهى عن بيع النخل سنة او نيتين -

٦١٤) حفص بن عبد الرحمن عن ابي حنيفة عن ابي اسحق الشيباني عن علي بن ابي طالب قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربو وموكله -

٦١٥) محمد بن بشر عن ابي حنيفة عن مقسم عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ادروا الحدود ديا الشبهات -

٦١٦) محمد بن الحسن عن ابي حنيفة عن ابي اسحق الشيباني عن عمر بن الخطاب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يقطع لحم

نہ وہ الا بل بطوننا الا لنبیذا الشدید۔

(۶۷) یوسف بن خالد عن ابی حنیفہ عن الولید بن سہیل المخزومی عن النبیؐ انہ کان یثیر الجلاء علی النصف۔

(۶۸) محمد بن القاسم عن ابی حنیفہ عن نافع عن ابن عمر قال نہینا عن اکل عشاء فی الارض (۶۹) محمد بن خالد الوہبی عن ابی حنیفہ عن قتادہ عن ابی ثعلبہ رضی اللہ عنہ عن النبیؐ صلی علیہ وسلم انہ قال کل ما اسک علیک سہمک فرکک۔

(۷۰) احمد بن ابی طیب عن ابی حنیفہ عن حکمرہ عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ید الشہداء یوم القیامتہ حمزۃ بن عبد المطلب۔

(۷۱) قیس بن الربیع عن ابی حنیفہ محمد بن المنکدر عن اُمیہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا قالت اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا بایعہ فقال انی لست اصاغ النساء

(۷۲) صالح بن دینار عن ابی حنیفہ عن نافع عن ابن عمر قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن القزع۔

(۷۳) ابو معاویہ عن ابی حنیفہ عن ابی الزبیر عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرث المسلم النفرانی الا ان یشاء ان یشاء

(۷۴) حماد بن الامام عن ابی حنیفہ عن عبد الملک بن میرہ ان سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال کنا نطیق ثم امرنا بالارکب۔

(۷۵) فضل بن کسری عن ابی حنیفہ عن عاصم بن کلیب عن وائل بن حجر عن النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدہ یکاذی بہا فتمتی اذنیہ۔ امام شعرائی نے میزان میں تحریر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ

کے سانس کے تین نفع چیز حفاظ حدیث کی ہرین اور دستخط تھے اور آخری دستخط چہرہ امام صلی اللہ علیہ وسلم

کی تھی میں نے بنائیت ربانی ملاحظہ کئے۔ میں نے دیکھا سوائے خیار تابعین عدول ثقہ کے ابو حنیفہ نے کسی اور سے روایت نہ کی امام صاحب کے رواۃ اسودہ علقمہ عطا مجاہد مکحول جن اور انکے اقربان ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امام صاحب کے درمیان رواۃ مکمل کے مکمل عدول ثقہ۔ اعلام اور خیارین ان راویوں سے کوئی بھی نہ جھوٹا ہے اور نہ ہی ہتھم کذب ہے۔

امام صاحب کی فیاضی امام ابو حنیفہ بڑے مالدار متمول اور حیرت انگیز تھے۔ آپ کی تجارت کی کوئٹہ۔ بغداد۔ بصرہ۔ بیروت۔ جدہ اور مصر میں بہت تھی۔ لاکھوں کالین دین تھا۔ بڑی بڑی منڈیوں میں آپ کا مال تجارت کے لئے آتا جاتا تھا اکثر مقامات میں آپ کے گمانے مقرر تھے۔ اس کے ساتھ دیانت اور تقویٰ اور استباز کا یہ عالم تھا کہ بارہا نقصان اٹھایا آپ نے ایک دفعہ حفص بن عبد الرحمن کے پاس خزانے ہزار تھان بھیجے اور بتلادیا کہ فلان فلان تھان میں عیب ہے خریدار کو دکھا دینا مگر حفص کو اس کا خیال نہ رہا اور سارے تھان بک گئے اور لاکھ درہم امام صاحب کے پاس آ گئے جب آپ نے دریافت کیا کہ خریدار کو بعض تھانوں کے عیب دکھا دیئے کہ نہیں حفص نے کہا میں بھول گیا امام صاحب نے وہ ساری رقم خیالات میں دیدی۔

امام صاحب کے اساتذہ۔ تلامذہ اور ملنے جلنے والوں کے نام آپ کے پاس سے روزینے مقرر تھے اور صوفیا و متوکلین کے نام تجارت کی سالانہ آمدنی کا ایک ربع حصہ ان لوگوں کے لئے مقرر کر دیا تھا۔ ہمیشہ کا معمول یہ رہا کہ گھر والوں کے لئے کوئی عمدہ کپڑا یا سیوہ وغیرہ خریداجاتا تو اپنے سارے اوتادوں اور مشائخون کے پاس بھی اس میں سے بھجوا دیا کرتے تھے کوئی اگر ملنے آتا تو اس کا حال پوچھتے اور اس کی حاجت روائی کرتے

تھے۔ شاگردوں میں جو تنگ حال ہوتا تھا ختم تحصیل تک اس کے نام وظیفہ تعلیمی مقرر کر دیتے تھے تاکہ فراغ کے ساتھ وہ علم حاصل کر سکے قاضی ابویوسف زہرا اور اسد بن عمرو بھی وظیفہ یاب طلباءوں سے تھے۔

ایک شکستہ حال شخص آپ سے ملنے آیا جب اور ملنے والے رخصت ہونے لگے تو آپ نے اس کو اشارہ سے ٹھہرنے کہا۔ جب سب چلا گئے آپ نے فرمایا یہ چیزے لو اور خدا کا نام لیکر کھاؤ پیو۔ وہ ہزار کی تھیلی تھی۔

ایک روز کسی بیمار کی عیادت کو جا رہے تھے۔ راستہ میں آپ کا دینار ملا وہ آپ کو دیکھ کر راستہ کتر کے چلنے لگا آپ نے آواز دی اور اس کو بلا کر کہا تم مجھے دیکھ کر راستہ کتر کے کیوں چلے تھے اس نے کہا آپ کے دس ہزار بچھرنکلے میں آپ نے فرمایا۔ مجھ سے ملا کرو۔ میں نے وہ دس ہزار دینار معاف کر دیئے۔

ایک بار سفر مکہ میں آپ کے شریک عبداللہ سہمی بھی تھے راستہ میں ایک بدوی نے عبداللہ کو پکڑ لیا اور امام صاحب کے پاس لا کر کہا اس شخص نے مجھ سے تین سال پہلے حج میں ایک ہزار دینار لئے تھے اب تک نہ روانہ کئے۔ آپ نے بدوی کو وہ ساری رقم دیدی۔

ایک دفعہ ابراہیم بن عیینہ محدث عراق سے بہت دنوں کے بعد ملے۔ پوچھا آپ باہر نکلتے کیوں نہیں اؤنھوں نے کہا ابوحنیفہ میں چار ہزار دینار کا قرض دار ہوں شرم سے باہر نکلنا ہوتا نہیں۔ آپ نے اس وقت چار ہزار درہم اون کے حوالہ فرما دیئے۔

حضرت زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام کی نسبت علامہ شبلی تحریر کرتے ہیں کہ وہ سادات اہلبیت سے صاحب ادعا تھے بے شبہ انہیں خروج کنا ضروری تھا کیونکہ اون کے خیال میں خلافت اون کا خاص حق تھا۔ امام صاحب نے اون کی امداد

چالیس ہزار دینار سے کی۔

۳۵ھ میں جب ابراہیم نفس زکیہ بیدار ہو گیا علم خلافت بلند کیا امام صاحب نے اون کی تائید کی خود اون کے ساتھ شریک ہونا چاہتے تھے لیکن نہ ہو سکا چنانچہ انھوں نے چار ہزار اشرفی لون کے پاس روانہ فرمائیں اور لکھا اگر اور ہوتا تھا تو فوراً روانہ کرتا جب آپ فتح یاب ہوئے تو دشمنوں سے وہ برتاؤ کریں جو آپ کے دادا ابی المومنین نے صفین والوں کیساتھ کیا تھا زخمی اور بھاگنے والوں کو قتل کر دیں وہ طریقہ اختیار نہ کیجئے جو جناب علی مرتضیٰ نے حرب جمل میں مدعی رکھا تھا کیونکہ مخالف بڑی جمیعت رکھتا ہے۔

امام اور فقہ | قرآن اور حدیث سے مسائل کے استنباط کرنا کو تفقہ اور ان مسئلوں کو فقہ کہتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر فقہ کی تعریف موٹے لفظوں میں ممکن نہیں۔ حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی جسمانی کے زمانہ میں صحابہ کرام آپ کے اقوال اور افعال کی تقلید کرتے تھے اور آپ کے نقل مکان فرمانے کے بعد اسلام دور دور تک پھیل گیا اور صحابہ کرام بھی مختلف مقاموں میں منتقل ہو چکے تھے اب فرض سنت واجب مستحب حرام مکروہ وغیرہ کی تفریق کی ضرورت لاحق ہوئی صحابہ کو بھی استنباط تفریع حمل النظیر علی النظیر اور قیاس کی بعض کیا بلکہ بہت ساری ایسی صورتوں میں ضرورت لاحق ہوئی جہاں سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی حدیث ملنی ممکن نہ تھی کیونکہ یہ صورتیں زمانہ نبوت میں وجود میں نہیں آئی تھیں جن صحابیوں نے ان صورتوں میں استنباط تفریع حمل النظیر علی النظیر اور قیاس کیا تھا اول میں نہایت مشہور و ممتاز سیدنا عمر ابن الخطاب سیدنا علی ابن ابی طالب حضرت عبداللہ بن مسعود

حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن عباس وابن عمر رضی اللہ عنہم ہیں اور ان بزرگواروں کو فقہاء اصحابہ کہنے لگے۔

سید بن زید - سعد بن ابی وقاص - یسنا علی - عبداللہ بن مسعود - ابوسوی سلمان فارسی - عمار بن یاسر - حذیفہ جناب وغیرہم زیادہ تر کوفہ میں مقیم رہے اور اسی لئے ان لوگوں کے مسائل اور استنباطات زیادہ کوفہ میں رواج پائے۔ علی تو علی ہی تھے۔ حضرت عمر کا قول تھا لو لاک یا علی ہلک عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس جبرالامتہ کا قول تھا اذا جافیتا ابی الحسن فهو کاف۔ کوفہ میں ایک ہزار پچاس صحابہ کرام تھے جن میں چوبیس بدری تھے دفتوح البلدان بلاذری،

عبداللہ بن مسود کی نسبت اتنا کافی ہے کہ آپ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین۔ وسادہ اور سطرہ برادر رہے نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی نسبت فرمادیا استقراء والقرآن من اربعة من عبد اللہ بن مسود الخ اور فرمایا تمکو البہدان ام عبد اور فرمایا ما حکمکم ابن مسود فصد قوہ پس عبد اللہ عبد اللہ ہی ہیں وکان اعلم بالکتاب والسنۃ ان کے سوائے ستر اصحاب بدرا و تین سو اصحاب شجرہ کوفہ میں ساکن تھے کذا فی الطبقات عبداللہ بن مسود کوفہ میں قرآن حدیث اور فقہ کی تعلیم دیا کرتے تھے آپ کے تلامذہ میں علقمہ اور اسود چچا بیٹے نہایت ممتاز تھے علقمہ تو حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں پیدا ہو چکے تھے۔ آپ نے حضرت صدیق حضرت عمر حضرت عثمان۔ حضرت علی۔

عبداللہ بن مسود۔ ام المومنین عائشہ و ابی الدرداء و ساذ بن جبل و حذیفہ رضی اللہ عنہم سے حدیث سنی اور قرآن اور فقہ کو یدنا علی اور عبداللہ بن مسود سے حاصل کیا۔ عبداللہ بن مسود سے آپ کو اسد شغف رہا کہ خود عبد اللہ فرمایا کرتے تھے کہ علقمہ کے سلوٹ میرے مساوی ہیں آپ نے

میں انتقال کیا۔ آپ کے بیٹا شاگردوں میں ابراہیم اور ابوالفتح السبئی کو اپنی یادگار چھوڑا۔

ابراہیم النخعی بن زید بن قیس الکوفی انوالاسود وابن انخی علقمہ ولد لیسہ مات ۹۶ھ وھو ابن خمسین سمع ام المومنین عائشہ۔ وعبداللہ بن عباسؓ والبوہریرہ وعقہ بن عامر والنخعی وجابر بن عبداللہ وغیرہم من الصحابۃ وتفقه علی علقمہ والاسود ووسرو من کبار الفقہاء والتابعین اخذ عنہ حماد بن ابی سلیمان وسماک بن حرب والحکم بن عتبہ وجعفر بن عون والاعشى ومنصور بن المتمر وكان مشہور فی العلماء حدیث میں آپ کو صیر فی الحدیث کہتے تھے اور فقہ میں فقیہ العراق آپ کا لقب تھا۔ آپ نے مسائل فقہ کا ایک مختصر مجموعہ تیار کر دیا تھا جس کا ماخذ احادیث بنویہ اور یدنا علی اور عبداللہ بن مسعود کے فتاویٰ سے تھا۔ یہ مجموعہ آپ کے ب سے بڑے شاگرد حماد کے نزدیک رہا جو آپ کے بعد آپ کے جانشین ہوئے حماد نے اسی مجموعہ کو اپنا دستور العمل قرار دے رکھا تھا اور کوئی نیا اضافہ اس میں نہ فرمایا یہاں تک کہ آپ نے ۱۲۰ھ میں وفات کی اور اپنا بہترین جانشین امام المسلمین ابو حنیفہ النعمان بن ثابت کو دینا میں چھوڑا۔

فقہ ابو حنیفہ کی مثال

قرآن سے اور احادیث صحیحہ سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے نماز کا جو طریقہ پیش کیا ہے وہ عقلاً و نقلاً درست اور فی الواقع ہے۔ آرام دہ اور مطابق آخر سنت بنویہ ہے۔

وضوء یا ایہا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاحلوا وجوہکم وایدیکم الی المرافق واسموا برؤسکم وارکعوا لعلکم الی الکعبین۔ اے ایمان والو جب نماز کے لئے کھڑے رہو تو اپنے مونہ دھو لو اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھو لو سر کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھو لو

روایت کی سعید بن منصور نے اپنی کتاب سنن میں عباد بن الزیع سے کہ سیدنا علیؑ
 وارجلکم لام کے زبر سے بڑا کرتے تھے اور فرماتے تھے اس کا عطف غسل پر بیسی چار
 چیزیں امام ابو حنیفہ کے نزدیک فرض ہیں۔

وضو کی سنتیں | تین مرتبہ دونوں ہاتھوں کا پہنچوں تک دھونا۔ تین مرتبہ کلی کرنا۔ تین
 مرتبہ ناک میں پانی لینا۔ ہر عضو کا ترتیب سے تین تین مرتبہ دھونا۔

(۱) امام ابو حنیفہ نے عبد خیر سے روایت کی کہ سیدنا علیؑ نے پانی منگوایا تین مرتبہ کلی کی
 تین مرتبہ ناک میں پانی لیا۔ تین مرتبہ منہ دھویا۔ تین مرتبہ کہنیوں تک ہاتھ دھوئے۔
 ایک مرتبہ مسح سر فرمایا۔ تین مرتبہ ٹخنوں تک پیر دھوئے پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کا یہی وضو تھا۔

(۲) عبد الرزاق نے مصنف میں نسائی طحاوی ابن جریر اور ضیاء المقدسی نے اپنی اپنی حدیث
 کی کتابوں میں سیدنا امام حسین علیہ السلام سے روایت کی کہ سیدنا علیؑ نے وضو کا لوٹا
 منگوایا تین مرتبہ دونوں پہنچے دھوئے پھر تین مرتبہ کلی فرمائی پھر تین مرتبہ ناک میں پانی لیا۔
 پھر تین مرتبہ منہ دھویا پھر سید ہا ہاتھ کہنی تک تین

مرتبہ اور بایان کہنی تک تین مرتبہ دھویا پھر ایک مرتبہ مسح فرمایا پھر سید ہا پیر ٹخنے تک
 تین مرتبہ اور بایان ٹخنے تک تین مرتبہ دھویا پھر کھڑے ہو کر وضو سے کچھ پانی لیکر چکھا
 اور فرمایا اے حسین میں نے تمہارے باپ سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یوں ہی
 وضو فرماتے دیکھا ہے۔

پورے مسح بشمول | دا طحاوی نے مسانی الاثار میں بند صحیح طلحہ بن مصرف
 گردن سنت ہے کے دادا سے روایت کی کہ سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام

سے مسح سر پشانی سے شروع فرمایا اور گدی تک ختم فرمایا۔

(ابن ابی شیبہ نے ابی واقد سے اور ربیع بنت معوذ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پشانی سے مسح شروع فرما کر گردن کے مقدم تک ختم فرمایا۔

دوسرا ابو داؤد اور امام احمد بن حنبل نے طلحہ بن معرف کے حوالہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ایک مرتبہ مسح سر فرماتے تھے گدی تک۔

دہم، نسائی ابن حبان حاکم ابن خزیمہ اور ابن سند نے عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح سر فرمایا اور کانوں کا مسح اندر سے کلمہ کی انگلی سے اور باہر ہاتھوں سے فرمایا تھا۔

دہم (پہلی اور انگلیوں) امام احمد اور امام ابو حنیفہ اور ترمذی وابن ماجہ نے عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جب کبھی وضو کرو تو ہاتھ اور پیر کی انگلیوں کا خلال کیا

کرنا ترمذی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داڑھی مبارک کا خلال فرمایا کرتے تھے۔ ترمذی نے کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

مسواک کرنا امام ابو حنیفہ اور ابو داؤد طحاوی نے یحییٰ بن علی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر بار نہ ہوتا تو میں ہر وضو میں مسواک کا حکم دیتا۔

تیمم تیمم میں دو ضرب ہیں ایک منہ کے لئے ایک دونوں کہنیوں کے لئے۔

(ابن امام ابو حنیفہ نے تافع سے انھوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیمم میں دو ضرب فرماتے تھے ایک وجہ مبارک کے لئے اور دوسرا دونوں

دست مبارک کے لئے کہیںوں تک۔

(۲) حاکم نے متذک میں بائنا صحیح جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں دو حرب ہیں ایک منہ کے لئے دوسرا دونوں ہاتھوں کے لئے۔ تک حاکم نے کہا صحیح الاسناد ہے باوجود بخاری و مسلم نے اس کی روایت نہ کی داریقنی نے کہا رجالہ ثقات۔

(۳) ابن ماجہ نے بند صحیح عمار بن یاسر سے روایت کی کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو تمیم کا اور اپنی ہتیلیوں کو زمین پر مارا اور مٹی نہ بھاڑی اور مسح کیا روئے مبارک کا پھر ہاتھیلیوں کو مٹی پر اور مسح فرمایا دونوں دست مبارک کا۔

اوقات الصلوٰۃ | نماز صبح - اچھی صبح ہو جانے پر طلوع آفتاب تک۔

(۱) امام ابوحنیفہ نے عبد اللہ بن دینار سے انھوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی سفیدی میں نماز صبح پڑھا کر اس بڑا ثواب ہے۔

(۲) امام عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح اچھی صبح ہونے پر پڑھا کرتے تھے۔

(۳) ابو نعیم - طبرانی - ابن النجار نے محمد بن منکدر سے انھوں نے جابر سے انھوں نے سیدنا ابو بکرؓ سے انھوں نے بلال سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے بلال نماز صبح کے لئے اچھی صبح ہو جانے دیا کرو۔

(۴) بطرانی - سید بن منصور اور امام بغوی نے بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال صبح کی نماز کے لئے اتنی روشنی ہونے دو کہ تیرا انداز تیر گرنے

کی جگہ دیکھ لے۔

دعا ترمذی۔ نسائی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ نے رافع بن خدیج سے بنماز نے حضرت انس سے طبرانی ماور بنماز نے قتادہ سے جہان نے ابو ہریرہ اور رافع بن خدیج سے اور طبرانی نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اچھی روٹنی میں نماز صبح پڑھا کر وای میں بڑا اجر ہے۔

دعا امام احمد بن حنبل ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ ابن جہان اور طبرانی نے رافع بن خدیج سے روایت کی کہ حضور سرور عالم صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صبح کی نماز اچانے میں پڑھا کر وای میں بڑا اجر ہے۔

دعا ابوداؤد طحاوی نے رافع سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اتنی روٹنی میں صبح کی نماز پڑھا کر وکے تیرا نماز تیر کرنے کی جگہ دیکھ سکے۔

دعا امام ابو جعفر طحاوی نے معانی الآثار میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح استدریر سے ادا فرماتے تھے کہ یہ نماز اسم بامسئی ہو جاتی تھی۔
دعا ضیاء مقدسی اپنی صبح میں اویس اودی سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے یہ نام علی کے پیچھے صبح پڑھی نماز سے جب ہم فارغ ہوئے تو مسجد کی دیواروں پر دیکھتے تھے کہ کتاف تو نکلا نہیں۔

دعا ابو بکر ابن شیبہ او متاد بخاری نے اپنی مصنف میں زیاد بن مقلع سے روایت کی کہ میں نے یہ نام حسین کو دیکھا وہ صبح کی نماز نہایت روٹنی ہونے پر پڑھتے تھے۔
نماز ظہر تو بل کے ساتھی یا ایک سائے سے دو سائے تک۔

دعا امام مالک ابو ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا

تیرے برابر ہوئے تو ظہر پڑھا کر۔

(۲) امام احمد بن حنبل ابو داؤد و ترمذی و حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ریشل علیہ السلام نے پہلے دن ظہر اور سو قوت پڑھائی جب کہ سائے تھے کے برابر تھا اور دوسرے دن جب کہ سائے ایک شل تھا۔

تماز عصر | ایک یا دو سائے سے آفتاب کے غروب سے پہلے تک امام ابو حنیفہ کے نزدیک مکرما جین کے نزدیک صرف ایک سائے ختم ہونے کے بعد سے۔

(۱) امام مالک نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عصر او سو قوت پڑھا کر جب سائے دو شل ہوئے۔

(۲) امام احمد ترمذی ابو داؤد اور حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ریشل علیہ السلام نے دوسرے دن عصر دو سائے ہونے پر پڑھائی۔ (۳) ضیاء المقدسی نے صحیح میں ابی عون سے روایت کی کہ میدنا علی عصر میں تاخیر فرماتے تھے (۴) امام ابو حنیفہ نے ابراہیم نخعی سے روایت کی کہ عبد اللہ بن مسعود عصر میں تاخیر کیا کرتے تھے عصر کی نبت آئندہ تفصیلی بحث کی جائے گی عینی،

نماز مغرب | غروب سے غیاب شفق تک۔

(۱) امام مالک نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غروب کے ساتھی مغرب پڑھا کر۔

(۲) احمد ترمذی ابو داؤد اور حاکم کی حدیث ابن عباسؓ میں جب ریشل علیہ السلام نے اظہار کے وقت مغرب پڑھائی تھی۔

(۳) امام ابو حنیفہ امام احمد طبرانی دارقطنی نے ابو یوب انصاری سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا تارے نکل آنے سے پہلے مغرب پڑھا کرو۔

(۴) مسلم نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مغرب کا انتہا وقت حجاب شفق تک ہے۔

نماز عشا | شفق گم ہونے سے آدھی رات تک بلاکراہت ہے۔

(۵) ترمذی نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا اول وقت عشا کا غیاب شفق سے اور آخر وقت آدھی رات تک ہے۔

(۶) ابن جریر نے بندہ صحیح ابو ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اول وقت عشا کا غیاب شفق ہے اور آخر وقت نصف شب ہے۔

نماز وتر | شب اول شفق کے بعد سے نصف شب بلکہ آخر شب تک ہے۔

(۷) امام ابو حنیفہ نے عبد اللہ بن دینار سے انھوں نے عبد اللہ بن عمر سے

روایت کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اول شب میں (بجعتی)،

وتر پڑھنا شیطان کو ٹھکت دینا ہے۔

(۸) امام ابو حنیفہ نے نافع سے انھوں نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم وتر کو شب کی نمازوں کے آخر ادا فرماتے تھے اور قنوت پڑھا کرتے تھے۔

اوقات مکروہ | (۱) نماز صبح کے بعد سے طلوع آفتاب تک (۲) نصف نہار (۳) عصر کے

بعد سے غروب تک۔

(۹) امام ابو حنیفہ نے عبد الملک بن حمیر سے انھوں نے قزحہ سے انھوں نے ابو سعید خدری

سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح کی نماز کے بعد طلوع تک کوئی نماز

نہیں اور نماز عصر کے بعد سے غروب تک کوئی نماز نہیں۔

(۱۲) ابن جریر نے میدان طے اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ان دونوں نے فرمایا ہم نصف نہار پر یا بعد عصر کے غروب تک یا بعد نماز فجر کے طلوع تک کوئی نماز نہیں پڑھتے ہیں۔

(۱۳) امام ابو حنیفہ نے تاک بن حرب سے انھوں نے جابر بن سمرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح کے بعد سے آفتاب کے طلوع ہونے اور اچھے بخند ہونے تک صلی پر تشریف فرما رہتے تھے۔

مغرب فجر اور عصر پڑھ لینے کے بعد اعادہ کیا چاہیے۔

امام ابو حنیفہ نے نافع سے انھوں نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی فجر اور مغرب پڑھنے کے بعد پھر اعادہ کیا چاہیے اور عصر کے بعد غروب تک کوئی نماز نہ پڑھنی چاہیے۔ نمازیں کوئی (۱۱) امام ابو حنیفہ نے عدی بن ثابت سے انھوں نے براد بن عازب سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سورہ معین نہیں

عشا پڑھی آپ نے سورہ والتین پڑھا۔

(۱۲) امام ابو حنیفہ نے زیاد بن علاقہ سے انھوں نے قطبہ بن مالک سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح کی نماز کی ایک رکعت میں صرف والنخل باسقات لہا طلع فیصد پڑھتے نہا ہے۔

(۱۳) امام ابو حنیفہ نے نافع سے انھوں نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح کی نماز میں قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ چالیس دن تک پڑھتے ہوئے میں نے نا۔

نماز کی ہر حرکت پر تکبیر کوئی ضرور ہے۔

امام ابو حنیفہ نے عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے روایت کی کہ انھوں نے دیکھا کہ
الہو ہر گز ہر رکوع اور سجدہ پر اللہ اکبر کہتے تھے۔

امام ابو حنیفہ نے بلال سے انھوں نے وہب بن کیسان سے انھوں نے جابر سے روایت کی
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر رکوع و سجود اور ہر حرکت پر نماز میں تکبیر کہا کرو۔
صبح کی نماز میں قنوت نہیں

روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھوں نے عبد اللہ بن مسعود سے
روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرف
ایک مہینہ صبح میں قنوت پڑھی تھی۔

(۲) امام ابو حنیفہ نے عیثہ عوفی سے انھوں نے ابوسعید سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
چالیس دن تک قنوت پڑھی پھر وصال مبارک تک پڑھا نہیں۔

(۳) امام ابو حنیفہ نے حماد سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے علقمہ سے روایت کی کہ
ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز میں اپنی زندگی بھر کبھی قنوت نہیں پڑھی۔

ہر مسلمان کہتی تھی حدیث نماز پڑھو لا الہ الا اللہ کہنے والے کہتے تھے اس حدیث کو
نماز درست ہے ابو نعیم و طبرانی وابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا۔

استقبال الی القبلة قال تعالیٰ فولوا وجہکم شطرہ امام ابو حنیفہ نے تمیم بن سلمہ سے
سنا کہ خدیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب بندہ مستقبل قبلہ ہو کہ

نماز میں کھڑے ہوتا ہے۔ اللہ پاک اس کے طرف اپنا منہ کر دیتا ہے جب تک کہ وہ نماز سے غافل نہ ہو
عقبات اور صف بندی امام ابو حنیفہ نے عکرمہ سے انھوں نے عبد اللہ بن عباس سے روایت

کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر کی نماز سے جماعت کی نماز ستائیس سو افضل ہے۔

امام ابو حنیفہ نے عطار بن یسار سے انھوں نے ابی سعید خدریؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ صلوٰۃ سے چھٹے ہوئے نماز گزارتے ہیں اور پھر اللہ پاک اور فرشتے اپنی رحمت بھیجتے ہیں۔
تکبیر تحریمہ پر رفع یدین کا نون تک۔

(۱) امام ابو حنیفہ نے حماد سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے علقمہ سے انھوں نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی جس نے افتتاح صلوٰۃ پر تکبیر نہ کہی وہ نمازیں نہیں۔
(۲) امام ابو حنیفہ نے عاصم بن کلیب سے انھوں نے مالک بن حجر سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افتتاح کے وقت اپنے دونوں ہاتھ کانوں کے لوتک اٹھاتے تھے
(۳) بخاری و مسلم نے مالک بن الحویرث سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوقت افتتاح کانوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے۔

(۴) مسلم نے وائل بن حجر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے۔

(۵) ابو داؤد و نسائی طبرانی ذرا قطنی نے بھی وائل بن حجر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا افتتاح نماز پر کانوں تک ہاتھ اٹھانا روایت کیا ہے۔

(۶) مسلم نے مالک بن الحویرث سے روایت کی کہ تکبیر تحریمہ کے وقت اسحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کانوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے تھے۔

(۷) مسلم نے مالک بن حویرث سے روایت کی کہ میں نے دیکھا کہ اسحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کانوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے۔

(۸) طحاوی، امام احمد بن حنبل بن راہویہ اور دارقطنی نے براہین عازب سے روایت کی کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام افتتاح نماز پر رفع یدین فرماتے تھے یہاں تک کہ انگوٹھے کانوں کے قریب ہوتے تھے۔

(۹) حاکم دارقطنی اور بیہقی نے انسؓ سے روایت کی کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے کانوں کے برابر رکھتے دیکھا۔
(۱۰) نسائی نے عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کانوں کے برابر تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھاتے دیکھے۔

(۱۱) ابو داؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ نے مالک حویرث سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اپنے بلند فرماتے تھے کہ کانوں کے لوتک ہو جاتے تھے۔
ناف کے نیچے | (۱۲) امام ابو بکر ابن ابی شیبہ نے بہ سند صحیح بشرط امام مسلم وائل بن حجر سے روایت کی کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز میں ید بادت مبدل ہائیں ہاتھ پزیر ناف باندھے دیکھا۔

(۱۳) ابن ابی شیبہ نے وکیع بن الجراح سے انھوں نے موسیٰ بن عمیر سے انھوں نے علقمہ بن وائل سے انھوں نے وائل بن حجر سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیر ناف ہاتھ باندھتے نماز میں دیکھا۔

(۱۴) امام احمد ابو داؤد نے ابی حنیفہ سے روایت کی کہ یدنا علیؓ نے فرمایا نماز میں ہتھیلی پر ہتھیلی ناف کے نیچے رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوامی سنت ہے۔
(۱۵) ابو داؤد و وائل سے روایت کی کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا نماز میں ناف کے نیچے نیچے پر

پنجہ رکھا چاہیے۔

دعا امام ابن خرم نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی عادت تھی کف راست کف چپ پر رکھ کر ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے تھے۔ (۶) ابن شایبہ نے نماز میں اور ابن منذر نے خشوع میں حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روایت کی کہ نماز میں ہاتھ پر ہاتھ زیر ناف باندھنا سنت انبیاء ہے۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ۔

دعا امام ابو حنیفہ نے انس سے روایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد تکبیر تحریر یہ کے سبحانک اللهم الخ پڑھا کرتے تھے۔

(۷) ابو داؤد - ترمذی ابن ماجہ و حاکم نے حضرت عائشہ سے نسائی ابن ماجہ و حاکم نے ابی سعید خدری سے طبرانی نے واثلہ بن الاسقع سے اور عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قراۃ سے پہلے اول رکعت میں سبحانک اللهم الخ پڑھتے تھے (۸) امام ابو حنیفہ اور امام مسلم نے ابراہیم سے روایت کی کہ یحییٰ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی قرات سے پہلے سبحانک پڑھتے تھے۔

دعا مسید بن منصور نے حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے اور ولید قطنی نے حضرت عثمان سے بھی یہی روایت کی۔ امام ابو حنیفہ نے عبد خیر سے روایت کی کہ یحییٰ بن عمر پہلی رکعت میں سبحانک اللهم پڑھتے تھے۔

اعوذ بسم اللہ آہستہ پڑھنا و اذا قرأت القرآن فاستعذ بالله تو لغی قرآن ہے۔

اور آمین آہستہ کہنا دعا بخاری سلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ

ابوبکر کے ساتھ عمر کے ساتھ اور عثمانؓ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ سب کے سب قرأت الحمد للہ
بہت عالمین سے شروع فرماتے تھے۔

دہا، امام ابوحنیفہ نے حماد سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ نہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ حضرات ابوبکر و عمر و عثمان بسم اللہ پکار کر پڑھتے تھے۔

دس، امام ابوحنیفہ نے ابی اسحق بسبی سے انہوں نے براہ بن عازبؓ سے روایت کی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ کو آہستہ پڑھتے تھے۔

دس، ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت انسؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
حضرات ابوبکر و عمر و سہ فاتحہ سے قراۃ شروع فرماتے تھے۔

دھ، نسائی نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ حضرات
ابوبکر و عمر و عثمان جہر بسم اللہ کرتے تھے۔ طحاوی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت
کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بھر بسم اللہ پکار کر نہ پڑھا حتیٰ کہ وصال مبارک
ہو گیا۔

د، بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ
والہ وسلم ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے مگر ان سے بسم اللہ الرحمن الرحیم کبھی نہ
دہ، دارقطنی نے ابوالفضل سے روایت کی کہ حضرت عمرؓ اور علیؓ نہ بسم اللہ پکار کر کہتے تھے
اور نہ آمین پکار کر کہتے تھے۔

د، طحاوی نے ابی وائل سے روایت کی کہ میدنا عمرؓ اور میدنا علیؓ نہ اعوذ پکار کر پڑھتے
تھے نہ بسم اللہ پکار کر کہتے تھے اور نہ آمین پکار کر کہتے تھے ابن جریر نے بھی اپنی روایت کی
دہ، طبرانی نے کبیر میں ابوالفضل سے روایت کی کہ حضرت علیؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ بسم اللہ

اعوذو آمین پکار کر نہ پڑھتے تھے ۔

۱۱) امام حاکم ابو داؤد ابن ماجہ ترمذی نسائی نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہ ائمہ باپنے انھیں حکم دیا نماز میں بسم اللہ کی جہزہ کیا کرنا ۔ علامہ ابن تیمیہ نے کہا کہ دارقطنی نے خدا لکھا ہے کہ جہزہ بسم اللہ کی ساری حدیثیں ثابت نہیں ہیں ۔ امام ابو حنیفہ نے عبد خریز سے روایت کی کہ میں نے حضرت کے پیچھے رسول نماز پڑھی کبھی آپ کو اعوذ بسم اللہ اور آمین یا الہم کہتے نہ سنا ۔
اخفاءے آمین | ۱۲) امام ابو جریر ابن ابی شیبہ نے کہا حدیث کہی مجھ سے ویک بن الجرح نے اون سے سنیان ثوری نے اون سے سلمہ بن کیل نے امنے عمر بن عبس نے اون سے

وائل بن حجر نے کہا انھوں نے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ نے ولا الضالین پڑھا پھر آمین فرمایا اور اپنی آواز پست فرمائی آمین پر دقال ابن حبان فی الثقات مجر بن عبس ابو اسکن الکوفی و ہوا الذی یقال لہ جہزہ بسم اللہ عن علی و وائل و عنہ سلمہ
 ۱۳) امام احمد بن حنبل اور ابو داؤد طیالسی نے وائل بن حجر سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم ولا الضالین پڑھ چکے تو آہستہ سے آمین بھی فرمایا ۔

۱۴) ترمذی نے علقمہ بن وائل بن حجر سے علقمہ نے اپنے والد وائل بن حجر سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ولا الضالین سے فارغ ہوتے تو آہستہ سے آمین بھی کہتے ۔
 ۱۵) ترمذی اور ابو داؤد نے وائل بن حجر سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین پر اپنی آواز مبارک پست فرمائی تھی ۔

۱۶) حاکم اور دارقطنی نے وائل بن حجر سے روایت کی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمین فرماتے تو اس وقت پر آپ کی آواز پست ہو کر تھی ۔

۱۷) ابویعلیٰ الموصلی اور طبرانی نے وائل بن حجر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ولا الضالین کے بعد جب آمین فرمایا تو کہتے ہیں کہ۔

۱۷) امام ابو حنیفہ اور دارقطنی نے ابو وائل سے روایت کی کہ یدنا محمد اور یدنا علی نہ تو بسم اللہ میں جبر کرتے تھے اور نہ آمین پر جبر کرتے تھے۔ علقمہ بن وائل کا سماع اس کے والد وائل بن حجر سے ثابت ہے۔ چنانچہ ترمذی نے کتاب الحدود میں لکھا ہے (باب المرأة) علقمہ بن وائل بن حجر یصح عن ابیہ و ابو اکبر بن احنیہ عبد الجبار و عبد الجبار بن وائل لم یصح من ابیہ حافظ ابن حجر نے بلوغ المرام کی حدیث سلام میں جو علقمہ عن ابیہ وائل سے ابو داؤد نے روایت کی ہے صحیح کہا ہے۔

مسلم نے باب وضع الیمنی علی الیسری میں علقمہ بن وائل عن ابیہ کہا ہے۔ نائی نے چار جگہ پر علقمہ عن ابیہ وائل بن حجر لکھا ہے۔ حافظ ابن حجر تو تہذیب التہذیب میں علقمہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں حکمی اسکری عن ابن سہیل انہ قال علقمہ عن ابیہ وائل بن حجر۔ حافظ ابن عبد البر اتیاناب میں وائل کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔ روى عنه کلب بن شہاب و ابناہ عبد الجبار و علقمہ و لم یصح عبد الجبار من ابیہ فیما یقولون منہما علقمہ بن وائل۔ ابن الاثیر نے اسد الغابہ میں لکھا ہے روى عنه ابناہ علقمہ و عبد الجبار و قیل ان عبد الجبار لم یصح عن ابیہ۔ سمانی نے قول الجازم میں روایت لائی گئی ہے و فی الانساب السمانی عبد الجبار من ابیہ عن ابیہ و ابو حنیفہ۔ اس سے واضح ہوا کہ جبر آمین کی حدیث جسکو عبد الجبار بن وائل نے وائل سے روایت کی ہے منقطع ہے اور برتر آمین کی روایت علقمہ بن وائل کی صحیح ہے۔ حافظ ابو بکر ابن ابی شیبہ نے تو کہا بھی ہے صحیح علی شرط المسلم۔

فاتحہ اور کوئی سورہ پڑھے | مطلق قراءۃ بجماعے فاقراء و اتیسر من القرآن فرض ہے۔ اور سورہ فاتحہ اور کچھ اور چیز قرآن سے ضم کرنا واجب ہے ۱۸) امام ابو حنیفہ نے عطاء بن ابی رباح سے روایت

ابن ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سادوی فزادی خذینہ میں نماز بلا قرات کے اگرچہ سورہ فاتحہ ہی صرف کیوں نہ ہو درست نہیں اور بخاری و مسلم نے رعایت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعرابی کو فرائض نماز سکھاتے ہوئے فرمایا یا بکبیر کہ اور جو بھی قرآن سے تجھے یاد ہو پڑھ لیا کر۔
 رکوع و سجود | فرض ہے قال اللہ تعالیٰ وارکعوا وابدوا۔

(۱) امام ابو حنیفہ نے عبد الملک بن یسوع سے روایت کی کہ سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ ہم کو پہلے تطبیق یدین کا حکم تھا پھر ہم کو دونوں ہاتھ نونوں پر رکھنے کا حکم ملا۔

(۲) ابن ماجہ نے وابصہ بن سعد سے روایت کی میں نے دیکھا سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رکوع میں پشت بابر رکھتے تھے طبرانی، اوذہقی نے بھی ابن عباس اور ابو ہریرہ سے یہی روایت کی۔

(۳) مسلم نے حفصہ عائشہ سے ابن حبان اور ترمذی نے ابو حمید سعادی سے روایت کی کہ رکوع میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک نہ جھکا ہوا رہتا تھا نہ اوٹھا ہوا رہتا تھا۔

(۴) ابو داؤد نے عقبہ بن عامر سے روایت کی جب فسح باسک العظیم نازل ہوئی تو علی اس کو رکوع میں رکھا اور جب سج اسم بک الاعلیٰ نازل ہوا تو فرمایا اس کو سجدہ کی تسبیح بنا لو سبحان ربی العظیم تین مرتبہ کہے | ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رکوع میں کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی العظیم قیام بعد رکوع | (۱) ابو بکر ابن ابی شیبہ نے یدنا علی سے روایت کی کہ یدنا رسول اللہ

کو درمیان دونوں ہتلیوں کے وضع فرمایا تھا۔

(۳) اسحاق بن راہویہ اتاد امام بخاری نے اپنی منہ میں وکل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں اپنا سر مبارک رکھا اور آپ کے دونوں ہاتھ مبارک کانوں کے برابر تھے۔

پہلی اور تیسری رکعت کے بعد اوٹھ کھڑے ہو جانا بیٹھنا نہیں | امام محمد نے کتاب الحج میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا سنت یہی ہے کہ اوٹھ کھڑے رہے صدور قدم پر اگر بوڑھا یا بیمار نہ ہو یا جسم نہ ہو۔ ورنہ ہاتھ ٹیکے مگر صدور قدم پر ہی اوٹھے۔ چنانچہ ابن ابی عیاش نے روایت کی کہ اکثر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی اور تیسری رکعت پر یہ کھڑے ہو جاتے تھے بلا جملہ کے۔

(۱) ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدور قدم پر اوٹھ کھڑے ہو جاتے تھے۔ ان الصحابۃ اجماعاً علی ترک جلتہ الا سترانۃ (شرح ہدایہ ابو الخطاب حنبلی)

(۲) امام ابن ابی شیبہ اتاد امام بخاری نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہ آپ نماز میں یہ کھڑے ہوئے صدور قدم پر اور نہ بیٹھے تھے درمیان میں۔
(۳) امام ابوحنیفہ اور ابن ابی شیبہ نے یہ دنا علی سے روایت کی کہ آپ صبحی بلا جملہ کہنے کے یہ کھڑے ہو جاتے تھے صدور قدم پر۔

(۴) امام ابوحنیفہ نے شعبی سے (جنہوں نے پانچو صحابہ کی شاگردی کی) روایت کی کہ یہ دنا علی اور اکثر اصحاب رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نماز میں بلا جملہ استراحت کے یہ قدموں پر اوٹھ کھڑے ہو جاتے تھے امام شعبی امام ابوحنیفہ

کے کبر اور تاویں۔

۱۵۱) ابو داؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ اور دارمی نے مالک بن حجر سے یہی روایت کی۔ امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ جلسہ استراحت اکثر لوگوں کے عندیہ میں مستحب نہیں حضرت ائمہ علیہ السلام۔ عبد اللہ بن مسعود ابن زبیر ابن عمر ابن عباسؓ کے عندیہ میں ضروری نہیں ہے۔

سجدہ میں ساتوں اعضاء پر سجدہ ہونا چاہیے

۱۵۲) امام ابو حنیفہ نے فکر مرہ سے انھوں نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم ہوا ہے وہ پیشانی دونوں ہاتھ دو گھٹنے اور دونوں قدم ہیں۔
پیشانی اور ناک دونوں سجدہ میں لگے رہنا۔

ابو داؤد اور نسائی نے روایت کی کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ناک اور پیشانی سجدہ میں جاتے تھے اور دونوں کھینوں کو پھلوؤں سے جدا رکھتے تھے۔
امام بخاری نے ابو حمید ساعدی سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا تو اپنی ناک اور پیشانی زمین پر جمائی تھی۔ ابویعلیٰ و طبرانی نے مالک بن حجر سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر پیشانی کے ساتھ ساتھ ناک بھی رکھتے تھے۔

بین السجدتین رب اغفر لی کہنا امام ابو حنیفہ کے نزدیک مستحب ہے کہ صریحاً بطحاوی والاعلام محمد رحمۃ اللہ علیہما۔

۱۵۳) ابو داؤد نے اور ترمذی نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دونوں سجدوں کے درمیان رب اغفر لی وارحمنی وارزقنی فرمایا کرتے تھے۔

(۲) نسائی و دارمی نے خدیفہ بن الیمان سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے مابین رب اغفر لی فرماتے تھے۔

(۳) عبد الزاق اور یحییٰ نے یدنا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ آپ بن اسجدین رب اغفر لی وارحمنی وارزقنی فرماتے تھے۔

دونوں قدوں میں دعود فی الصلوۃ، بایاں پیر بچھا اور ید ہاکھڑا کرے اور بائیں پرٹکے رہے

۱۱، مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو رکعت کے بعد التیمات کہتے تھے اور بایاں پیر بچھاتے اور ید ہاکھڑے فرماتے تھے۔

(۲) مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بایاں بچھاتے تھے اور ید ہاکھڑا کرتے امام نووی نے اس حدیث کے تحت لکھا ہے فی جنتہ لابی حنیفۃ ومن وافقہ ان الجلس فی الصلوۃ کیون فقر شأوا فیہ جمیع الجلسات اس حدیث سے امام ابو حنیفہ اور اولیٰ لوگوں کے لئے جنت ہے جو ہر جلسہ نماز میں بایاں پیر بچھانا ضرور تصور کرتے ہیں۔

(۳) ابوداؤد نسائی امام احمد نے وائل بن حجر سے روایت کی کہ انھوں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے پھر سجدہ کیا آپ نے پھر بیٹھا آپ نے بایاں پیر بچھا کر اور ید ہاکھڑے کئے ہوئے۔

۱۲، امام احمد نے رفاعہ بن رافع سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کو حکم فرمایا کہ ہر جلسہ میں تو بائیں پیر بچھاکر۔

۱۳، نسائی نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ فرمایا نماز میں سنت یہ ہے کہ ید ہاکھڑا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو قرآن مجید سے یاد کرواتے تھے اسی طرح تہجد بھی یاد کروایا تھا۔

اشارہ بابہ | سنت ہے۔

۱) مسلم نے عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہجد میں دو گونا گونا گونے دونوں راوی پر رکھتے تھے اور یہ ہے ہاتھ کی انگلیاں سوائے بابہ کے بند فرماتے اور اشارہ فرماتے تھے اوس انگلی سے جو انگوٹھے کے نزدیک ہے۔

۲) دارمی نے بنجد وائل بن حجرؓ سے اور امام ابو حنیفہؒ نے خود وائل بن حجرؓ سے روایت کی کہ آنحضرت نے نمازیں اشارہ بابہ فرمایا تھا۔ مسلم اور دارمی نے بھی ایسی ہی روایت کی نمازیں درود شریف سنت موکدہ ہے۔

درود شریف | امام نسائی۔ ابن مردویہ۔ غیب اور ترمذی نے محمد بن الحنفیہ سے

روایت کی انھوں نے اپنے والد میدان علی سے کہ صحابہ نے عرض

کیا یا رسول اللہ نمازیں آپ پر درود شریف کس طرح پڑھا چاہیے فرمایا اللھم صلی علی محمد و علیٰ آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علیٰ آل ابراہیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید۔

سلام | سلام کا لفظ کہنا امام صاحب کے نزدیک واجب ہے۔

۱) امام ابو حنیفہؒ نے عطاء سے انھوں نے جابن عبد اللہ سے روایت کر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہے اور بائیں طرف منہ پھیر کر سلام کرتے تھے۔

۲) امام ابو حنیفہؒ نے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ یہ ہے جانب اور دوسرے مرتبہ بائیں جانب

سلام پھیرتے تھے۔

(۳) مسلم نے عامر بن سعد سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ہے بائیں سلام پھیرتے وقت آپ کے بیاض رخ انور بھی دیکھا کرتا تھا

دہم، ترمذی۔ نسائی ابو داؤد نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہے جانب رخ انور پھر کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرماتے تھے اور ہم رخ انور کی تجلی دہن وقت دیکھا کرتے تھے۔

مکتوبہ کے پہلی دو رکعتوں میں ہی سورہ فاتحہ اور ضم سورہ ہے اور بعد میں صرف فاتحہ یا تسبیح یا غاشوش ہنایا

دہم، بخاری مسلم ابو داؤد نسائی اور ابن ماجہ نے ابو قتادہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر و عصر کی آخر دو رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھتے تھے۔

(۴) اتحقق بن راہویہ نے اپنی سند میں رفاعہ بن رافع انصاری سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر کی رکعتوں میں فاتحہ الکتاب صرف پڑھتے تھے۔

(۵) طبرانی نے اوسط میں جابر بن عبد اللہ سے روایت کی کہ سنت یہی ہے کہ رکعتیں اولیٰ میں ضم سورہ کریں اور باقیوں میں صرف فاتحہ۔

دہم، امام محمد نے روایت کی کہ عبد اللہ بن مسعود آخر میں میں کچھ بھی نہ پڑھتے تھے۔

(۶) امام ابو حنیفہ نے روایت کی کہ علقمہ سودا اور عاتث سے مروی ہے یدنا علی اور عبد اللہ بن مسعود کہتے تھے اولیں میں فاتحہ و سورہ پڑھو اور آخر میں میں صرف تسبیح پڑھو مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اور اسکا سہواً بھی ترک کرنا سہو

کا لزوم طائد کرتا ہے درود الحسن عن ابی حنیفہ،

(۶) امام بخاری نے زہری سے انھوں نے عبید اللہ بن ابی رافع سے روایت کی کہ سیدنا علی اولین میں قرأت فرماتے تھے الحمد اور سورہ کا اور آخرین میں عصر اور ظہر کے کچھ بھی نہ پڑھتے تھے۔

تشہد میں حدث ہو جائے تو نماز ہو جاتی ہے (۱) ترمذی اور ابن جریر نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ آخر جلسہ نماز میں سلام کے پیشتر مصلیٰ کو حدث ہو رہے تو نماز ہو چکی مگر اعادہ ضروری ہے۔

(۲) خطیب نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی آخر رکعت میں سلام سے پہلے اگر امام نے حدث کیا تو سب کی نماز ہو جاتی ہے۔

(۳) ابن جریر نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ نے فرمایا جب امام آخر رکعت کے سجدہ سے سر اٹھائے اور حدث کرے تو مقتدیوں کی نماز بھی پوری ہو چکی (۴) بیہقی نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ آخر رکعت میں امام قعدہ میں بیٹھا اور قبل تشہد کے اوس کو حدث ہو گیا تو اوس کی نماز پوری ہوئی۔

(۵) عبد الرزاق ابن جریر اور طبرانی نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا آخر قعدہ میں بیٹھتے ہوئے امام سے حدث ہو جائے تو امام اور مقتدیوں کی نماز ہو چکی۔

(۶) ابو داؤد نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر نماز میں امام نے قعدہ کیا اور تشہد پڑھنے سے قبل اوس کے حدث ہو چکا تو اوس کی نماز ختم ہو چکی۔

(۱۷) امام ابو حنیفہ نے حماد سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے علقمہ سے روایت کی کہ سلام سے پہلے امام کو حدیث ہو تو نماز ہو جاتی ہے مگر عادیہ اچھا ہے۔
سنت نمازین | بارہ رکعتیں ہیں صبح سے پہلے دو۔ ظہر کے قبل چار اور بعد دو اور عشا کے بعد دو۔

(۱۸) امام احمد ابو داؤد نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح کی دو سنتیں ترک نہ کرو اگرچہ دشمن کے سوار تم کو نکال دیں۔
 (۱۹) امام ابو حنیفہ اور بخاری وسلم نے ام المومنین عائشہؓ سے روایت کی کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی اور سنت نماز و نیکی اتنی حفاظت نہ فرماتے تھے جتنی کہ صبح کی سنت کی (۲۰) مسلم نے روایت کی کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا دنیا و مافیہا سے صبح کی دو سنتیں بہترین۔

(۲۱) طبرانی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ میں نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سفر میں حضر میں صحت میں علالت میں بھی ترک سنت فجر کرتے ہوئے نہ دیکھا۔
 (۲۲) سند ابویعلیٰ میں ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاکید فرمائی کہ صبح کی دو سنت مت ترک کرو۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ دو رکعتیں سنت مکہہ بلکہ واجبہ ہیں کما صرح بہ علامۃ العینی فی شرحہ علی الہدایہ۔

ظہر کے قبل چار بعد دو | (۲۳) بخاری وسلم نے ابو داؤد و نسائی نے عائشہؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی دو سنت اور ظہر کے قبل کی چار بھی چھوڑتے نہ تھے۔

(۲۴) امام ابو حنیفہ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

چار رکعت سنت بیک سلام قبل فرض پڑھارتے تھے۔

(۳) امام ابوحنیفہ نے مجاہد سے انھوں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کے بعد ہمیشہ دو رکعت پڑھتے تھے۔

مغرب کی دو سنتیں | امام ابو داؤد طیالسی نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو رکعت بعد مغرب حجرہ

مبارک میں پڑھتے تھے۔

جملہ بارہ رکعتیں | الن جریر ترمذی نسائی ابن ماجہ ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ سے روایت کی جس نے قبل ظہر چار بعد دو اور مغرب کے بعد دو اور عشا کے بعد دو اور دو رکعت قبل فجر کے پڑھی تو اوس کا

مکان جنت میں بنانا یا رہتا ہے۔

مستحب | چار قبل العصر۔ ابو داؤد۔ امام احمد۔ ابن خزیمہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں ارد ترمذی نے اپنی جامع میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قبل عصر چار رکعت پڑھنے والے پر خدا تعالیٰ رحم فرمائے۔

چار بعد عشا | ابو داؤد نے شریح بن ہانی سے روایت کی کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عشا مگر میرے حجرہ میں پھر چار رکعتیں یا چھ رکعتیں ادا فرمائیں الخ۔

وتر | کئے تین رکعت متصل بدو سلام واجب ہیں۔

۱) امام ابوحنیفہ نے ابی نصرہ منذر بن مالک سے انھوں نے ابوسعید خدریؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وتر میں فصل نہیں۔

(۲) امام احمد نے یحییٰ بن علی سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم تین رکعت بلا فصل وتر کے پڑھتے تھے۔

(۳) نسائی - حاکم ترمذی - ابن ماجہ والوداؤد نے حضرت عائشہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تین رکعت وتر کے پڑھ کر سلام کرتے تھے۔

(۴) ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے ضعیف میں عائشہ سے روایت کی کہ وتر کی دو رکعتوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کبھی سلام نہ کرتے تھے۔

(۵) امام ابو حنیفہ نے پانچ طریقوں سے بند صحیح عائشہ سے روایت کی کہ آنحضرت تین رکعت وتر بدو سلام پڑھتے تھے اور پہلی میں سبح اسم دوسری میں قل یا تیسری میں قل ہو اللہ پھر تکبیر کہتے اور قنوت پڑھ کر نماز پوری فرماتے تھے اس حدیث کے اسناد یہ ہیں (۱) ابو حنیفہ عن حماد عن ابراہیم عن الاسود (۲) عن زبید بن الحارث الیامی عن ابن عمر قنوت قبل (۱) ابو داؤد و نسائی نے ابے بن کعب سے روایت کی کہ آنحضرت رکوع ہے صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وتر کی نماز میں قبل رکوع قنوت پڑھا۔

(۲) طبرانی نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم قنوت وتر میں قبل رکوع پڑھتے تھے۔

(۳) ابو حنیفہ ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ مسعود سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل رکوع قنوت پڑھتے تھے۔

قنوت (۱) ابن ابی شیبہ نے بند صحیح عبد اللہ بن مسعود سے ابو داؤد نے خالد بن ابی

عمران سے امام طحاوی نے یحییٰ بن عمر ابن الخطاب سے عبد الرزاق - ابن ابی شیبہ اور یحییٰ و امام ابو حنیفہ نے یحییٰ بن علی سے روایت کی کہ یہ حضرات اللہم انا نستعینک ونستغفرک سے

ان حدیث کا آغاز طہق تک قنوت پڑھا کرتے تھے۔
 ابو یوسف و ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ نے یہنا امام حسن علیہ السلام سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہ کلمات و قرآن الہم اہل فیمن بیت و طہق فیمن عافیت و تو لہ فیمن تولیت و بلادک لی فیما اعلیت و فی ثمراتھنیت و متھنی و اقصیٰ حلیک انہ لایذل من والیت تبارکت ربنا و تعالیٰ تبارک بہر صبح کہ وہ ان کو جمع کر کے پڑھ لے۔

قامت کے وقت سوائے فرضی کے اور کوئی نماز نہیں
 امام ابو حنیفہ نے عطاء بن یسار سے اور عرب بن حینار سے ان دونوں نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قامت کی جائے تو سوائے فرضی وقت کے اور کوئی نماز نہ پڑھی جائے۔
 عشا کے پہلے کھانا امام ابو حنیفہ نے زہری سے انھوں نے انس بن مالک سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ عشا کی اذان ہو اور شب کا کھانا بھی سنا آجائے تو پہلے کھانا کھالینا چاہیے۔

ظہر و عصر بقول امام ابو حنیفہ بروایت حسن ایک سائہ تک آخر وقت ظہر ہے اور اول وقت عصر ایک سائہ ہو جانے کے بعد سے یہی قول ہے محمد ابو یوسف و ترمذی حسن بن زیاد کا صاحب درختائے کہا فتویٰ اسی پر ہے۔ ابن ابی شیبہ امام احمد و ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اول وقت نماز ظہر نہال کے ساتھی ہے اور آخر وقت ظہر جب کہ عصر کا وقت داخل ہو ہے الخ
 امام احمد و ابو داؤد و ترمذی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو مرتبہ جبریل علیہ السلام نے میری امامت کی ایک دن تو بھر
 بیٹھائی نہ وال کے ساتھی اور عصر ایک سائے کے ختم پر اور مغرب وقت افطار پر اور عشا
 غیاب شفق کے ساتھی اور فجر جبکہ روزہ دار پر کھانا پانی حرام ہوتا ہے۔ دوسرے دن
 آپ نے نماز پڑھائی ٹھہری ایک سائے پر اور عصر دو سائے پر مغرب تو افطار کے وقت اور
 عشا تہائی رات پر اور صبح جب انچی روشنی ہو چکی پھر جبریل نے مجھ سے کہا اے محمد رسول
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے۔

امام محمد نے موطا میں کہا کہ امام صاحب نے وقت عصر و شمل پر اور صبح اذان
 میں رکھا ہے مگر ہمارے نزدیک ابو یوسف زفر اور محمد رحمۃ اللہ علیہم، سائے جب
 ایک ہو جائے تو مثل کہلاتا ہے سوائے سائے اصلی کے بس اس وقت عصر کا وقت شروع
 ہو جاتا ہے مگر امام ابو حنیفہ کا قہل اس میں یہ ہے کہ عصر کا وقت داخل نہیں ہوتا ہے
 جب تک پورے دو سائے نہ ہو جائیں۔

امام حسن بن زیاد نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی کہ امام نے فرمایا کہ وقت عصر
 ایک سائے ہونے کے بعد سے شروع ہو جاتا ہے امام ابو یوسف امام محمد امام حسن بن زیاد
 اور امام زفر خلافت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین بھی ایک سائے ہونے کے بعد
 سے عصر کے شروع ہو جانے کے قائل ہیں امام محمد نے اسکو موطا میں اور مبسوط میں بیان
 بھی کیا ہے چنانچہ قد غنار میں بحوالہ فیض کر کی لکھا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے۔ اور اسخفرت
 علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ابو داؤد ابن ماجہ ابن ابی شیبہ وغیرہم نے جابر رضی اللہ
 کے توسط بعد روایت کی ہے کہ آپ نے دو سائے ہونے پر عصر پڑھ ہی تھی اس سے محض اتنا
 نکلتا ہے کہ عصر کی نماز دو سائے ہو جانے پر بھی پڑھنا جائز ہے کسی حدیث سے یہ ہرگز نہیں

ملکاً کہ وقت عصر دو سائے کے بعد صبحی داخل ہوتا ہے اور اس سے پیشتر نہیں اصراری پر
 امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے رجوع بھی فرمایا ہے چنانچہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ
 نے معانی الآثار میں اور مولانا عبدالملی مرحوم نے تعلیق المجد میں اس کی صراحت بھی کی
 امام طحاوی نے معانی الآثار میں روایت کی مجھ سے روایت کی ابن ابی عمر ان
 انھوں نے ابن اثلیجی سے انھوں نے حن بن زیاد سے انھوں نے امام الاسلام امام ابو حنیفہ
 رضی اللہ عنہ سے کہ آپ نے فرمایا کہ آخر وقت ظہر وہ ہے کہ جب سائے ایک شل ہو جائے
 اور یہی ہے قول امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کا اور اسی کو ہم ماخوذ
 کرتے ہیں۔

طحاوی نے معانی الآثار میں (باب سواقت الصلوة) لکھا ہے فثبت بذلك
 اذا جمعت فی ہذہ الروایات ان بعد ما یعیض کل شیء مثلاً وقت العصر ان یكون
 وقتاً للظہر یعنی طحاوی کہتے ہیں ان ساری حدیثوں کے جمع کرنے کے بعد یہ ثابت ہو گیا
 کہ ایک سائے ہونے کے بعد وقت عصر شروع ہوتا ہے ایک سائے ہو جانے کے بعد ہرگز
 وقت ظہر رہتا نہیں۔ کیونکہ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ایک سائے ہو جانے کے بعد کسی دن بھی ظہر پڑ ہی ہو۔

پس فتویٰ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے قول پر ہے کہ ظہر کا وقت ایک سائے
 تک ہے جس کی روایت امام صاحب حن بن زیاد نے کی ہے اور یہی ہے قول امام ابو یوسف
 امام محمد امام حن امام زفر کا جو خاص شاگرد امام ابو حنیفہ علیہ میں کہ ایک سائے کے بعد عصر کا
 وقت داخل ہو جاتا ہے اور تاخیر اس نماز عصر کی دو سائے کے بعد اسی طرح امام صاحب کے
 پاس مستحب ہے جس طرح تاخیر نماز فجر کی اسناد میں ہے اگرچہ کہ وقت نماز صبح کا طلوع فجر

طریق کے ساتھی فرستے ہو جاتا ہے چنانچہ درختوں و مائع و آتش و ہوا و غیرہ
 جو زمین پر نہیں اترتے۔

عالم رافع یدین | امام ابوحنیفہ نے عمار سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے عمار سے
 اور علقمہ سے ان دونوں نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت

کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو افتتاح نماز کے کبھی رافع یدین فرماتے تھے۔
 (ابو داؤد و طحاوی نے مسند میں یسنا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم رکوع پر الشاکر اور قوسہ پر سمیع اللہ من حمدہ اور سجود پر تکبیر
 کہا کرتے تھے۔

وہ ہندوی و ابو داؤد اور امام احمد بن حنبل نے وکیع بن الجراح سے انھوں نے عامر
 بن کلیب سے انھوں نے اسود و علقمہ سے روایت کی کہ عبد اللہ بن مسعود نے اپنے
 ملازمہ سے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز پڑھ کر دکھاتا ہوں پھر انھوں
 نے نماز پڑھی اور تکبیر تحریمہ کے وقت پر ہی ایک مرتبہ ہاتھ اٹھائیے۔

۲۳ امام احمد نے وکیع سے انھوں نے اسرائیل بن ابی ائیم سے انھوں نے علقمہ اور
 اسود سے روایت کی ان دونوں نے کہا عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا میں نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر و عمر کو نمازیں دیکھا کہ رکوع، قیام و سجود کے وقت صرف
 ہمجیر کہا کرتے تھے اور رافع یدین نہ کرتے تھے۔

۲۴ ابو داؤد قطنی و ابن عدی نے محمد بن جابر سے انھوں نے عمار بن ابی سلیمان سے انھوں
 نے ابراہیم بن خنیس سے انھوں نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہ عبد اللہ نے فرمایا
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما

کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے یہ بزرگوار سوائے افتتاح نماز کے پھر بھی نماز میں رہنے یدین
 نہ کرتے تھے۔ علقم بن جابر کو ابن ہدی نے ثقہ کہا ہے ان سے سفیان ثوری امام شعبہ ابن
 حنبل اسایوب نے حدیث لی ہے یحییٰ،

۷۵، امام ابو داؤد اور نسائی نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افتتاح نماز پر رفع یدین فرماتے تھے پھر نماز بھریں اور سکا
 اعادہ فرماتے تھے۔

(۶) ترمذی اور ابو داؤد نے علقمہ سے روایت کی کہ عبد اللہ بن مسعود نے
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز پڑھ کر تم کو دکھاتا ہوں پھر نماز پڑھی عبد
 اللہ نے اور سوائے اول وقت کے نماز بھریں رفع یدین فرمایا۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث
 حسن ہے مگر امام ابن خزم نے کہا صحیح ہے۔

(۷) ابو داؤد نے برادر بن عازب سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افتتاح
 نماز کی وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے تھے پھر نماز بھریں اور سکا اعادہ فرماتے تھے
 حدیث صحیح ہے۔

(۸) ابو داؤد نے برادر بن عازب سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کو میں نے افتتاح نماز کے وقت ہی ہاتھ اٹھاتے ہوئے اور نماز بھریں رفع یدین
 فرماتے دیکھا ہے۔

(۹) امام ابو جعفر طحاوی نے ابن ابی داؤد سے انھوں نے نعیم بن حماد سے انھوں
 نے وکیع سے انھوں نے سفیان ثوری سے انھوں نے عاصم بن کلب سے انھوں
 نے عبد الرحمن بن اسود سے انھوں نے علقمہ سے انھوں نے عبد اللہ بن مسعود سے

قتل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی ان بزرگواروں نے سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہ فرمایا۔ (ابن ابی شیبہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور دارقطنی ابن عدی طبرانی اور بیہقی نے بھی اسکی روایت کی) (۱۱)، دارقطنی نے حماد عن ابراہیم عن علقمہ عن عبد اللہ کے طریقہ سے روایت کی عبد اللہ فرماتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی میں نے ان بزرگواروں کو افتتاح نماز کے سوا باقی نماز میں کبھی رفع یدین نہ کرتے دیکھا۔

(۱۲) امام ابو حنیفہ امام مسلم۔ ابن ابی شیبہ نسائی امام احمد بن حنبل اور ابو داؤد نے جابر بن سمرہ سے روایت کی کہ نیکلے ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ہم رفع یدین کرتے تھے نماز میں آپ نے ہمیں ٹوکا اور فرمایا میں کیا دیکھ رہا ہوں نماز میں تم رفع یدین کرتے ہو جو بطرح سرکش گھوڑے اپنی دم ہلاتے ہیں نماز میں ساکن کھڑے رہو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا چیز عدم رفع کے لئے چاہیے یعنی، (۱۳) طحاوی اور بیہقی نے سند صحیح کے ساتھ عاصم بن کلیب سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ یسنا علی کرم اللہ وجہہ افتتاح نماز ہی پر رفع یدین کرتے تھے پھر نماز میں نہ کرتے تھے۔

دہم طحاوی و بیہقی نے سند صحیح کے ساتھ بطریق زبیر بن عدی عن ابراہیم عن اسود سے روایت کی میں نے عمر فاروق کو نماز میں سوائے افتتاح کے رفع یدین کرتے نہیں دیکھا (۱۵) طحاوی نے مجاہد سے روایت کی کہ میں نے عبد اللہ بن عمر کے پیچھے نماز پڑھی آپ سوائے تکبیر تحریمہ کے اور کسی وقت رفع یدین نہ کرتے تھے۔

(۱۶) امام ابو حنیفہ نے بطریق ابراہیم بن عبد اللہ بن مسعود اور یحییٰ و داؤد قطنی و طبرانی نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سات موطنوں کے سوائے اہل کسی وقت رفع یدین نہ جائیں ایک تو افتتاح صلوٰۃ میں۔ عیدین میں۔ اتلام حجر اسود کے وقت۔ صفامروہ پر عرفات کے نزدیک۔ مزدلفہ میں اور ربیعہ کے وقت۔

(۱۷) ابوبکر ابن ابی شیبہ نے بند صحیح مجاہد سے روایت کی میں نے عبد اللہ بن عمر کو نماز میں سوائے افتتاح کے کبھی رفع یدین کرتے نہ دکھا۔

(۱۸) امام طحاوی نے کہا حدیث کہی مجھ سے ابن ابی داؤد نے اون سے نعیم بن حماد نے اون سے فضل بن موسیٰ نے اون سے ابن ابی لیلیٰ نے اون سے نافع نے اون سے ابن عمر نے اور نیز ابن ابی لیلیٰ کو حدیث کہی متسم نے اون کو ابن عباس نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ اٹھائے جائیں ہاتھ مگر سات جگہوں میں افتتاح نماز پر بالغ۔ رفع کی حدیثوں میں حدیث برادر بن عازب بھی ہے امام یحییٰ بن یحییٰ نے اور امام احمد نے کہا رفع یدین میں حدیث برادر جو آئی ہے وہ موضوع ہے۔ رفع یدین کی نسبت جو ثبات حدیثیں آئی ہیں اول میں ابو حمید ساعدی کی حدیث ب سے پہلے ہے۔ اسکی نسبت محمد کی یہ آرا دیں کہ۔

(۱۹) امام احمد نے اس حدیث کی روایت میں رفع عند الركوع کو ذکر نہ کیا ہے۔

(۲۰) مزید برآں اسکے رفاۃ میں عبد الحمید بن جعفر ضعیف ہے بلکہ مطعون ہے یہ قدر یہ تھے اور وہم میں مبتلا تھے۔

(۲۱) دوسرا داؤد بن عمرو بن عطاء ہے اس نے نہ قتادہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور نہ

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ علامہ ابن حزم نے کہا عبد الحمید کا یہ بھی درج
 جہاں نے محمد بن عمرو بن عطا کو ابو حمید کا راوی بیان کیا ہے حالانکہ ابن کثیر نے
 ایک عجیب شخص ہے علامہ نے کہا کہ عبد الحمید ضعیف ہے محدثین کے نزدیک احمد بن
 سے محبت نہیں پکڑتے ہیں اور محمد بن عمرو نے اس حدیث کو نہ ابو حمید ساعدی سے
 سنا اور نہ ابن صحابہ سے سنا جو ابو حمید کے ساتھ اس روز تھے محمد بن عمرو اور ابو حمید
 یا ابن صحابہ کے حدیث بیان کوئی گناہ نہیں ہے۔ کیونکہ عطاء بن خالد نے اسی حدیث
 کی محمد بن عمرو بن عطاء بن رجل عن ابی حمید کے طریقہ سے روایت کی ہے جسکو میں نے
 جلوس الصلوٰۃ میں لکھا ہے۔

اگر کہا جائے کہ یحییٰ نے لکھا ہے کہ امام بخاری نے کہا ہے کہ محمد بن عمرو بن عطا
 کو ابو حمید ساعدی سے سماع حاصل تھا ہم کہتے ہیں کہ امام الاثرہ شبی کہتے ہیں کہ محمد بن
 عمرو نے نہ ابو حمید ساعدی کو دیکھا نہ سنا اور شبی حجتہ ہیں کیونکہ امام شبی کے ہمعصر تھے
 عمرو تھے امام بخاری اور وقت وجود میں نہ آئے تھے۔ اس کے ساتھ تاریخ شاہد ہے کہ
 ابو حمید ساعدی اور ابوقتاہہ رضی اللہ عنہما محمد بن عمرو کے زمانہ میں زندہ نہ تھے قتادہ
 ۳۶۱ھ میں اور ابو حمید خلافت امام حسن علیہ السلام عنہما میں انتقال کر گئے۔ رہے ابوقتاہہ
 تو حضرت علی نے ابوقتاہہ کی نماز جنازہ پڑھی ہے دلتاوی سمانی ص ۷۸، ۷۹
 رفع یدین کی دوسری حدیث السنن مالک کی ہے۔

(۳) محدثین کا اتفاق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سوائے عبد الحمید بن عتقی کے
 کسی اور نے اس حدیث کو مرفوع نہ کیا بلکہ یہ موقوف ہے۔ رفع یدین کی دوسری حدیث
 ابو ہریرہ کی ہے جس کی ابن ماجہ نے روایت کی۔

اس میں کشمیل بن حیاث ہے۔ حضرت نسائی نے کہا اسے صل ضعیف ہے ابن حبان نے کہا کثیر الخطا ہے ابن خزیمہ نے کہا قابلِ محبت نہیں۔

۴۳ مدنی کی چوتھی حدیث دائل بن حجر کی ہے جسکو ابو داؤد نسائی وغیرہم نے نکالا ہے۔ چونکہ یہ روایت حضرات عبداللہ بن مسعود، عمر، اور یسنا علی کے خلاف لہذا قابلِ اعتماد نہیں کیونکہ دائل کو صرف اہل ان کی صحبت تھی اور حضرت علی و عبداللہ بن مسعود کو تیس سال کی صحبت حاصل تھی حضرت علی و عبداللہ کے مقابلہ میں ایسا ہی شخص ہوتا تو مناسب تھا اور شہادت قابلِ محبت ہوتی تھی۔

۵۵، رفع کی پانچویں حدیث یسنا علی کی ہے جس کو ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

اس کے خلاف میں خود یسنا علی سے عدم رفع کی روایت امام ابو حنیفہ ابو بکر ابن ابی شیبہ، یحییٰ بن یحییٰ، امام محمد اور ابو داؤد نے نکالی ہے۔ اور ابو حنیفہ کو حضرت علی سے بیک واسطہ روایت کی سعادت ہے۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں رفع یدین کی دو حدیثیں لائی ہیں۔ ایک حدیث عبداللہ بن عمر کی ہے تین طریقوں سے مروی ہے اور دوسری حدیث ابوقلابہ کی ہے۔ نیز امام بخاری نے رسالہ رفع الیدین میں دعویٰ کیا ہے کہ رفع یدین میں ان دو حدیثوں سے بڑھ کر صحیح حدیث کوئی نہیں مگر ان کی تنقید کے بعد انکی علوئے صحت ظہور میں پڑ جاتی ہے۔

حدیث عبداللہ بن عمر بطریق سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما دو طرح سے مروی ہے ۱۸۰۰ قال البخاری حدیثنا محمد بن مقاتل قال أخبرنا عبداللہ قال أخبرنا یونس عن الزہری قال أخبرنی سالم بن عبداللہ عن عبداللہ بن عمر قال رايت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اسی روایت میں یونس بن زید میں انکی یاد بھی نہ تھی غلطیاں بکثرت کرتے تھے اور منکرات کے راوی تھے لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

۲۰) قال البخاری حدثنا أبو الیمان قال أخبرنا شیب عن الزہری قال أخبرنا سالم عن ابی عبد اللہ بن عمر قال رايت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

امام احمد بن حنبل اور اونکے ہم عصر محدثین کہتے تھے کہ ابو الیمان کو شیبہ سلام حاصل نہ تھا اور بیچ میں کوئی ایک مچھول شخص ہے۔ لہذا یہ روایت منقطع ہے۔ دوسری حدیث عبد اللہ بن عمر بطریق ناخ تین طرح سے مروی ہے۔

۲۱) قال البخاری حدثنا عیاش قال حدثنا عبد اللہ بن علی قال حدثنا عبد اللہ بن عوف عن ابن عمر کان اذا دخل فی الصلوة کبر ورفع یدیه الخ۔

۲۲) قال البخاری رواہ حماد بن مسلم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر مرفوعاً۔

۲۳) قال البخاری رواہ ابن طہمان عن ایوب وموسى بن عقبہ عن نافع عن ابن عمر الخ یہ تینوں طریقے بھی ٹھیک نہیں ہیں پہلے طریقہ میں عبد اللہ بن عوف بن مسعود ضعیف اور کم یاد کا شخص ہے دوسرے میں حماد بن مسلم ہے۔ انکا حافظہ آخر عمر میں خراب رہا اور اعتقاد کیا کرتے تھے تیسرے میں موسیٰ بن عقبہ میں انکی ساری روایتیں جو نافع سے ہیں محدثین کے پاس غیر ثابت ہیں اور ابن طہمان ثقہ وعدول تو ہیں مگر انکی روایتوں میں لایخل باتین ہوتی ہیں اگر ابراہیم بن طہمان سے کوئی ثقہ روایت کرے تو حجت ہو سکتی ہے مگر بخاری نے یہ بتلایا نہیں کہ ابراہیم سے کس نے سنا البتہ ہم یہ بھی جھگڑا اپنے مذہب کی تائید کے لئے حدیث کی بڑی تلاش تھی اس تعلق بخاری کو موصول کر کر کہتے ہیں حدثنا ابو الحسن محمد بن الحسن بن علی بن العلوٰی حدثنا احمد بن محمد بن الحسن

حدیثنا احمد بن یوسف السلی حدیثنا عمرو بن عبد اللہ بن زید السلی حدیثنا ابراہیم بن طہمان عن ایوب و موسیٰ بن عقبہ عن ثعلبہ بن النعمان عن عمر کرافس ہے کہ ابراہیم بن طہمان کو مجرب بن عبد اللہ بن عماد نے ضعیف کہا اور دوسروں نے مضطرب الحدیث لکھا ہے وار قطنی اور ابی اسحق نے کہا یہ مرجیئیں انکی حدیث دفع یدین منکر ہے ۔

تیسری حدیث ابو قتلابہ کی ہے ۔

قال البخاری حدثنا الحسن الواسطي قال حدثنا خالد بن عبد الله عن خالد عن ابی هلاله اندرائی مالک بن الحويرث او اسطی رفع یدیه الخ -

مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کو بیس دن کی صحبت تھی اور ابوقلابہ کے شاگرد خالد
سبی الحفظ تھے شب نے انہیں مجروح کہا تھا۔ ابوقاتم کہتے ہیں وہ ناقابلِ محبت ہیں۔ یہ حدیث
موقوفہ تھی سو تھی ضعیف بھی نکلی۔ رفع یدین کی معنی حدیثیں آئی ہیں وہ سب کی سب مناصح ابومروئی ہیں
امام بخاری کا یہ کہنا کہ حسن بصری اور حمید بن ہلال کہتے ہیں کہ سارے صحابہ رفع یدین
کرتے تھے بداہت ہے کیونکہ نہ حسن بصری نے سارے صحابہ کو دیکھا اور نہ حمید نے
عبداللہ بن زبیر سے روایت ثابت ہوئی کہ آپ نے فرمادیا رفع یدین آنحضرت صلی
علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں منسوخ ہو گیا۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث ابن
عباس میں صرف سات جگہ رفع یدین کا حکم فرمایا اور حدیث جابر بن سمیرہ میں اسکنونی
الصلوۃ کا حکم فرمایا عدم رفع نکرنے والوں میں یہ دنا ابوبکر الصدیق۔ یہ دنا عمر۔ یہ دنا عثمان
یہ دنا علی اور یہ دنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود
نے خود روایت کی میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین یہ دنا
ابوبکر اور عمر کے ساتھ نماز پڑھی ہے سو اے تکبیر تحریر کے یہ بزرگوار نماز مجھ میں کبھی رفع یدین

کرتے تھے اور یہ حدیث صحیح ہے جس کی روایت امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام ابن ابی شیبہ، امام طحاوی، ابن عدی، دارقطنی وغیرہ نے کی ہے اور اس کی صحت کا اعتراف بھی کیا ہے۔

نیز طحاوی ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حسن بن عیاش کے طریقے سے روایت کی کہ امام اسود نے جو عبداللہ بن مسعود کے خاص شاگرد تھے جنہوں نے یسنا، ابو بکر الصدیق، یسنا، عمر، یسنا، عثمان، یسنا، علی، یسنا، عائشہ کی خاص تعلیم سے استفادہ حاصل کیا ہے جنہوں نے خدیفہ، معاذ بلال، جابر بن عبداللہ اور اہل بیت المومنین، زید بن ثابت، ابی بن سعد بن ابی وقاص، عباس، زبیر بن العوام، سید بن زید، عمار بن یاسر، جناب یسنا، ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم جملہ کبیر پانچ سو سے زیادہ صحابیوں سے حدیث سنی تھی۔ حدیث بیان کی کہ میں نے یسنا عمر کو نمازیں دیکھا آپ صرف اول تکبیر کے وقت رفع یدین فرماتے تھے۔ نیز طحاوی امام محمد بن ابی شیبہ نے عاصم بن کلیبہ انہوں نے اپنے والد سے سنا کی کہ یسنا علی اول تکبیر پر نمازیں رفع یدین کرتے تھے پھر نہ کرتے تھے۔

نیز طحاوی زبیری ابو داؤد ابن ابی شیبہ امام محمد نے مجاہد سے اور امام محمد نے عبدالعزیز بن حکیم سے روایت کی کہ عبداللہ بن عمر رفع یدین کرتے تھے سوائے تکبیر تحریرہ کے وقت غرض یہ ہے کہ مدینہ والوں نے حضرت علی، حضرت ابن عمر، حضرت ابو ہریرہ سے رفع کی روایت کی اور کوفہ والوں نے انہیں حضرات سے عدم رفع کی حدیثیں پیش کی ہیں چونکہ امام مالک مدینہ والوں کی حدیث سے زیادہ رافضی ہیں پس انکا قول قابل اعتماد ہے اور یہ روایت ہے لا اعراف رفع الیدین فی شی من الصلوۃ الا فی افتتاح الصلوۃ و لا یروہ امام مالک ما لہذا ابو حنیفہ کا عدم دفع صحیح ثابت ہوا۔

چھٹے سال حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فقہ حنفیہ کے بانی مہمانی میں اپنے ابو حنیفہ کا دار مقام ہے
 اہل کثرت عبد الوہاب الرحمن علیہ السلام آپ حضرت علیؑ کے مسلمانانہ مداخلت میں اپنے سال اول میں حضور ابو بکر الصديق
 کے کنیز پر ابھرتے عثمان و زبیر و سعید و ابن عوف کے ایمان لائے آپ سابقین اولین سے ہیں۔
 کبار بدر میں بنو امیہ فقہاء صحابہ اور اعلم بالقرآن کا آپ فقہ تھے۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے ستر سورے۔ قرآن کے حفظ فرمائے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 آپ قرآن سنتے تھے فرمایا جیسا قرآن اترتا ہے ایسا ہی اگر کسی کو سننا منظور ہو تو ابن اہم عبد بنی
 عبداللہ سے سنے۔ آپ سفر اور حضر میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ رہا کرتے
 تھے آپ حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بتر مبارک۔ وضو کا لوٹا جائے نماز
 اور مواکف متحدس ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفش
 بردار تھے جب مجلس میں حضور شرف فرمائے ہوتے تو نیلیں مبارک اوتار کر نعل میں رکھ لیتے تھے اور
 جب برخواست فرماتے تو جوتیان پہنایا کرتے تھے۔ جلوت اور خلوت میں آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے رحلت فرمانے تک ساتھ نہ چھوڑا آپ حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کے عبادت۔ اخلاق اور عادات کے عالم بن گئے تھے رات میں حضور سرور عالم علیہ السلام
 کے آگے آگے عصائے مبارک لئے چلا کرتے تھے۔ سیدنا ابو بکر الصديق اور سیدنا عمرؓ آپ کی
 بڑی تنظیم فرماتے تھے اہد حضرت علیؑ آپ کو بہت چاہتے تھے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کی حدیث حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص لفظوں میں ادا فرماتے
 اور اپنے شاگردوں پر بھی اس امر کی پابندی کرواتے تھے سلاستہ میں آپ نے وفات پائی
 رضی اللہ عنہ و عہم اجمعین صنیعہ حضرات علی و عمر و حضرت عبداللہ کے کہنے سے رفقہ یدیں نہیں
 کرتے ہیں جنہوں نے ۲۳ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پشت مبارک کے پیچھے

نماز پڑھی تھی ان کی روایت عدم رفع کے آگے کسی اور صغیرین صحابی یا کبھی کبھی حاضر ہونے والے صحابی کی روایت رفع کو ترجیح نہیں دی جاسکتی کیونکہ صغیرین صحابہ آخر صف میں ہو کر تے تھے۔

قرأت خلف الامام | امام ابوحنیفہ نے کہا کہ مقتدی امام کے پیچھے نہ سورہ فاتحہ پڑھے اور نہ کوئی سورہ پڑھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا امام کی قرأت مقتدی کے لئے کافی ہے۔ واذا قرأ القرآن فاستمعوا له وانصتوا جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش ہو رہو اور قرآن سنو یہ آیت قرأت فی الصلوٰۃ میں آتری: چنانچہ

دا، طراز المحدثین ابن مردویہ نے عبد اللہ بن فضال رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ یہ آیت قرأت خلف الامام کے روکنے میں نازل ہوئی۔

د، حافظ محمد ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں روایت کی کہ علی بن طلحہ نے حدیث کہی کہ عبد اللہ بن عباس نے اس آیت کی تفسیر یوں کہی جب قرآن پڑھا جائے نماز فرض میں توچپ رہو اور سناؤ۔

د، بغوی نے معالم التنزیل میں فیصلہ یہ کیا ہے کہ بڑی جماعت کا مذہب یہ ہے کہ آیت قرأت نماز کے متعلق ہے اور عبد اللہ بن مسعود نے جب نماز میں امام کے پیچھے لوگوں کو قرآن پڑھتے سنا تو فرمایا واذا قرأ القرآن فاستمعوا له وانصتوا۔

د، علامہ ابن عبد البر نے شرح موطائیں لکھا ہے کہ یہ آیت نماز کی قرأت کی نسبت ہے اور پیراجماع ہے۔ اور اسی پر قول نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عجی شاہد ہے کہ جب امام قرأت پڑھے توچپ رہو اور اس حدیث کو مسلم اور احمد نے صحیح کہا ہے بس ظاہر قرآن

اور حدیث سے گز نہیں۔

دہدہ بیتی نے کہا کہ امام احمد بن حنبل نے لکھا ہے کہ اجماع ہو چکا ہے کہ یہ آیت نماز میں اتاری جائے (۱۶) اور مددک میں ہے کہ جمہور صحابہ کا یہ قول ہے کہ آیت مقتدی کے استماع قرأت پر نازل ہوئی ہے۔

حدیث امام احمد ابو بکر بن ابی شیبہ لماوی ابن ماجہ احمد بن منیع اور بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور امام ابو حنیفہ نے موسیٰ سے انہوں نے عبد اللہ بن شداد سے انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جبکہ کوئی امام ہو تو امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے۔ موسیٰ ثقہ مابذ۔ عبد اللہ بن شداد بن الہاد ولہ عن النبی من کبار التابعین الثقات الفقہاء و اسادات مات اللہ (۲) امام احمد۔ البیہقی ابن ابی شیبہ نے مالک بن انس بن حنبل عن حسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر سے حدیث نکالی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر اوس شخص کے لئے جبکہ امام ہو امام کی قرأت اوس کی قرأت ہے مالک بن انس بن حنبل سبط حماد بن ابی یوسف ثقہ متقن صحیح الکتاب مابذ روی عنہ مسلم بن حسن بن صالح الثوری ثقہ فقیہ عابد تقریب (۳) امام ابو حنیفہ بیتی طحاوی واقطنی ابن عدی نے جابر سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص امام کہے پیچھے نماز پڑھے اوس کے لئے امام کی قرأت ہی اوس کی قرأت ہے۔

۴ امام بخاری وسلم نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی آپ نے فرمایا سنت یہی ہے کہ ظہر اور عصر میں امام سورہ فاتحہ اور سورہ آہستہ پڑھے اور مقتدی چپ کھڑے رہیں دہ سلم ابو داؤد نسائی امام احمد اور ابن ماجہ نے ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام قرات پڑھے تو چپ ہو رہو۔
 (۷) مسلم۔ ابو عوانہ اور ابن ابی خزیمہ نے ابو یوسف سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا جب امام قرات پڑھے تو چپ ہو رہو اور سٹو۔

(۸) مسلم۔ دارقطنی۔ عبدالرزاق ابن ماجہ نسائی اور امام احمد نے ابو ہریرہؓ سے روایت
 کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام اس لئے چپ ہوتا ہے کہ اس کی آفتاب کی جائے۔
 جب تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور جب قرات پڑھے تو چپ سٹو۔

مسلم اور امام احمد نے کہا کہ جملہ اذاقراء فانتصوا صحیح ہے بعضوں نے جو کہ اس کے ایک
 راوی ابو خالد کا یہ وہم ہے وہ غلط ہے حافظ سنذری نے کہا کہ ابو خالد احمد سلیمان بن
 جہان کی کینت ہے یہ وہ ثقہ راوی ہے کہ بخاری و مسلم دونوں نے اس سے حجت پر لیں
 ہے اور یہ اس روایت میں اکیلے نہیں بلکہ ابوسعید محمد بن سید انصاری نے بھی
 فقرہ و اذاقراء فانتصو کو روایت کیا ہے۔ مارونی نے جو ہر لقی میں لکھا ہے کہ ابو
 خالد ثقہ ہے اور نہایت مضبوط ہے حدیث میں اس سے واضح ہوتا ہے کہ تعصب سے
 ابو داؤد نے اس کو ابو خالد کا جو وہم تصور کیا ہے وہ غلط ہے کیونکہ مسلم اور ابو داؤد کے
 اوتماد امام بن حنبل نے اس حدیث کو فقرہ و اذاقراء فانتصو کے ساتھ صحیح لکھا ہے۔
 (شرح موطا لابن عبد البر)

(۸) بیہقی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے ایک شخص کی نسبت جو امام کے پیچھے قرات نہیں پڑھتا ہے۔ پوچھا کیا اس کی نماز
 ہوتی ہے آپ نے فرمایا ہاں ہو جاتی ہے۔

(۹) امام مالک ابو داؤد نسائی ترمذی بیہقی دارقطنی نے ابو ہریرہؓ سے ایک طویل روایت

کی ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے پیچھے قرأت پڑھنے والوں کو ٹوکا تو لوگوں نے غار جہر میں حضور کے پیچھے اوس روز سے قرأت پڑھنا ترک کر دیا اور یہی نے لکھا یہ حدیث صحیح ہے،

(۱۰) دارقطنی نے میدان علی سے روایت کی کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آیا امام کے پیچھے قرأت پڑھوں یا چپ رہوں آپ نے حکم دیا بلکہ چپ رہ کیونکہ امام تیرے لئے کافی ہے۔ اقوال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

(۱۱) میدان عمر رضی اللہ عنہ اناجیل الامام لیو تم بہ فاذا قراوا فانصتوا امام اس لئے ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے وہ قرأت پڑھے تو خاموش ہو رہو یہی۔

(۱۲) میدان علی کرم اللہ وجہہ من قرا خلف الامام فقد اخطا الفطرۃ جس نے امام کے پیچھے قرأت پڑھی اوس نے خلاف شرع کیا (بخاری مسلم عبد الرزاق ابن ابی شیبہ دارقطنی، (۱۳) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اذا صلی احدکم خلف الامام فلیصمت جس نے امام کے پیچھے نماز پڑھی وہ خاموش رہے (خطیب)

(۱۴) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سئل عبد اللہ عن القراءة خلف الام قال لا کسی نے عبد اللہ سے قرأت خلف امام کے متعلق پوچھا فرمایا نہ چلیئے۔ (امام محمد من ابی وایل، (۱۵) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ لا قراۃ مع الامام فی شیء امام کے ساتھ کسی نماز میں بھی قرأت نہیں مسلم طحاوی عن عطاء بن یسار عن زید،

(۱۶) جابر رضی اللہ عنہ لا صلوٰۃ لمن یقرأ خلف الامام جس نے امام کے پیچھے قرأت پڑھی اوسکی نماز نہیں (ترمذی،

(۱۷) جابر رضی اللہ عنہ من صلی رکعتہ لم یقرأ فیها بام القرآن فلم یصل الا ورا الامام جس نے

ایک رکعت بھی بلا فاتحہ پڑھی اور اس کی نماز نہ ہوئی مگر امام کے پیچھے دو امام مالک بن وہب
 بن کيسان (۸)

(۸) سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ و دودت ان الذی یقرأ خلف الامام فی فیہ حجر بن

اور کچھ منہ میں پتھر جو اس جو امام کے پیچھے پڑھتا ہے (عبد اللہ بن علی)

(۹) زید بن اسلم غنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن القراءة خلف الامام رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے قرأت خلف امام سے نسخ فرمایا (عبد اللہ بن علی)

(۱۰) ابیریدہ رضی اللہ عنہ ان من صلوۃ الرجل ان یحفظ قراءة الامام اچھی نماز کسی کی وہی
 ہے جس میں امام کی قرأت مقتدی کو یاد ہو جائے (نسائی عن عبد اللہ بن ابیریدہ)

(۱۱) بلال رضی اللہ عنہ امر فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا یقرأ خلف الامام رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ امام کے پیچھے قرأت نہ پڑھوں (حاکم عن بلال فی تاریخہ)

(۱۲) ابن عمر رضی اللہ عنہما از اسلمی احدکم مع الامام فحسبہ قراءة الامام و کان ابن عمر لا یقرأ مع
 امام کے ساتھ نماز پڑھنے والے کے لئے امام کی قرأت کافی ہے ابن عمر خود نہ پڑھتے تھے (امام
 مالک عن نافع)

(۱۳) ابن عباس رضی اللہ عنہما قرأ الامام فانت او حبرہ یحرم ہو یا سیرت امام کی قرأت کے لئے کافی
 ہے (عبد اللہ بن عباس عن ابن عباس عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ)

دہانت لابن عباس اقرا خلف الامام قال لا ابوردا و قرأتے ہیں میں نے ابن عباس
 سے پوچھا کیا امام کے پیچھے قرأت پڑھوں فرمایا نہیں چاہیے (نسائی عن ابی الدرداء و ابی الدرداء
 عن ابن عباس)

(۱۵) ابیریدہ رضی اللہ عنہ خذوا قراءا فافتوا جب امام قرأت شروع کرنے تو چپ رہو

وسلم ابو داؤد و نسائی عن ابی ہریرہ -

(۱۶) ابو موسیٰ اشعرئی داؤد اقراوالا امام فاطمہ واجب امام قرأت پڑھتے کو چوب ہو رہو
وسلم ابو داؤد و نسائی عن ابی موسیٰ،

(۱۷) عمران بن حصین رضی عنی عن القراءۃ خلف الامام استغفرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرأت
خلف امام سے منع فرمایا (ابن ابی شیبہ عبد الرزاق عن لہال عن عمران)،

(۱۸) ابو سعید الخدری رضی عنہ لیس علی بن خلف الامام قرأت جو امام کے پیچھے ہوا دہر قرأت نہیں (صلم
عن ابی سعید)،

ترمذی نے باب قرأت خلف الامام میں لکھا کہ امام احمد نے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوة لمن یقرأ بغائتہ الکتاب کے یہ منہ لئے ہیں کہ قرأت فاتحہ کے بغیر
منفرد کی نماز نہیں ہوتی ہے اور حدیث جابر بن عبد اللہ سے جو مالک نے روایت کی
ہے کہ دہلا فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی مگر امام کے پیچھے جمت لی ہے -

ایک روایت امام ابو حنیفہ سے یہ آئی ہے کہ نماز سر میں الحمد آہستہ پڑھتا مضائقہ نہیں
اور امام محمد صلی اسی کے قائل ہیں -

قال ابو حنیفہ حدثنی سید ابن جبیر اقرا خلف الامام فی الظهر والعصر ولا تقر فیما سوی ذلک
ابو حنیفہ کہتے ہیں سید بن جبیر نے مجھ سے کہا کہ ظہر اور عصر میں امام الکتاب پڑھ لیا کرو
اور باقیوں میں کچھ نہ پڑھو -

صاحب ہدایہ نے کہا متحسین سے ہے قرأت مقتدی کی نماز ظہر و عصر میں امام کے پیچھے امام محمد
کے نزدیک بطور احتیاط کیے -

مقتدی کی قرأت فاتحہ پر دلیل کی حدیث کے سوا اور کوئی حدیث صریح الدلالتہ نہیں ملتی

اور حدیث یہ ہے۔

عن عبادة بن الصامت قال صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم الصبح ثم قلت عليك الصلاة
فلمّا انصرف قال بنى اراكم تقرؤن ورا اراكم قال قلنا يا رسول الله قال
تفعلوا الا بام القرآن فانه لاصلوة لمن لم يقرأ بهادرواة الترمذى وقال حن وقال
الدارقطنى جيد الا ساءا اور امام زليخى نے کہا امام احمد نے اور ایک جماعت نے اس حدیث
کو ضعیف کہا اور ابن معین نے کہا الا بام القرآن فانه لاصلوة لمن لم يقرأ بهادرواة الترمذى
نہیں اس کے علاوہ راویان حدیث بالا میں ایک شخص محمد بن اسحق بن یسار ہے اور یہ
شخص جھوٹا مانا گیا ہے۔

یحییٰ قطان کا قول ہے میں خدا کی گواہی سے کہتا ہوں کہ ابن اسحاق جھوٹا ہے۔
سیلم بن یتمی کا قول ہے کہ محمد بن اسحاق کذاب ہے۔
امام مالک کہتے ہیں کہ ابن اسحاق ناقابل حجت ہے۔
نسائی کہتے ہیں وہ ضعیف ہے۔

ابن حجر کہتے ہیں وہ مدلس ہے۔

نوزوی کہتے ہیں ابن اسحاق میں تدلیس کے سوائے اور کیا ہے۔

ابوزرہ کہتے ہیں ناقابل حجت ہے۔

تقریب میں ہے کہ وہ مدلس تھا۔

جب اس کے ایک راوی کی یہ حالت ہو تو حدیث پر اعتماد کیونکر کیا جاسکتا ہے خصوصاً
جب کہ بقول امام یحییٰ بن معین جملہ استثنائیه الحاقی ثابت ہے۔

اس حدیث کو ابو داؤد نے اور دو طریقوں سے روایت کیا ہے اس کے پہلے طریق میں

نافع بن محمود مجہول شخص ہے تقریباً تہذیب کے صفحہ ۶۲ میں لکھا ہے نافع بن محمود مستند ہے دورِ ثانیہ کا اور جوہر النقی میں ہے حافظ ابن عبد البر نے کہا وہ مجہول ہے اور طحاوی نے کہا پہچانا گیا نہیں۔

اسکے دوسرے طریقہ میں مکحول شامی ہے ترمذی کے صفحہ ۲۲ میں جلد ثانی کے لکھا ہے مکحول نے حدیث بنی وائل بن الاسقع اور ابی ہند الدارمی سے اور انس سے اور کہا گیا ہے کہ اس نے سوائے ان تین صحابہ کے اور کسی سے نہ سنا علامہ ابن حجر نے تہذیب میں کہا کہ ابوبکر بزاز نے لکھا ہے کہ مکحول نے ایک جماعت صحابہ عبادہ بن صامت ابودرداء خلیفہ ابوہریرہ ابو جابر رضی اللہ عنہم سے روایتیں کر دی ہیں حالانکہ ان میں سے کسی سے بھی حدیث نہ سنی ہے چونکہ عبادہ بن صامت سے مکحول کا سماع ثابت نہیں لہذا یہ حدیث منقطع ہے چونکہ نافع بن محمود مجہول ہے لہذا یہ حدیث منکر بھی ہے۔

علامہ عینی نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ حدیث من کان لہ امام فقرات الامام قرأتہ کو ایک جماعت صحابہ نے روایت کیا جن میں جابر بن عبد اللہ عبد اللہ بن عمر ابوسعید ابوہریرہ ابن عباس اور انس بن مالک بھی ہیں اور نیز انہی صحابیوں نے قرأت خلف الامام سے منع فرمایا ہے جن میں حضرت عمر حضرت علی حضرت عبد اللہ بن مسعود حضرت عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس ابوموسیٰ اور زید بن ثابت اور ابوسعید ہیں اور عبد اللہ بن زید بن اسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ پیچھے قرأت پڑھنے سے حضرات ابوبکر عمر عثمان علی عبد اللہ بن مسعود عبد الرحمن بن عوف سعد بن ابی وقاص زید بن ثابت عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم منع کرتے تھے۔

دورِ کعبہ سنت فجر اقامت کے بعد بھی واجب الادائیں اگر نماز صبح جماعت کے ساتھ نہ ملے گا

خوف تہ جو۔

(۱) طحاوی نے مسانی الاثار میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی انہوں نے مسجد میں دیکھا کہ امام نماز صبح پڑھا رہا ہے آپ نے کونے میں سنت ادا کی اور پھر جماعت میں شرکت کی (۲) طحاوی نے روایت کی کہ سید بن عامر نے عبد اللہ بن مسعود ابو موسیٰ اور خدیفہ کو اپنے گھوڑا لایا یہ لوگ مسجد کو اس وقت پہنچے کہ صبح کی قیامت ہو چکی تھی پس ابن مسود کو نہ سنت پڑھے اور جماعت میں جا لے۔

(۳) طحاوی نے ابو خالد سے روایت کی میں عبد اللہ بن عمر اور ابن عباس کے ہمراہ صبح کی نماز کے لئے چلا امام نے نماز شروع کر دی تھی ابن عمر تو صف میں داخل ہو گئے مگر ابن عباس سنت پڑھ کر فرض میں شریک ہوئے جب امام نے سلام پھیرا ابن عمر طلوع تک بیٹھے رہے بعد طلوع و سنت فجر ادا کیا۔

(۴) طحاوی نے محمد بن کعب سے روایت کی کہ عبد اللہ بن عمر نے بھی امام کے نماز فجر شروع کرنے کے بعد دو سنتیں ادا کیں اور پھر جماعت میں شرکت فرمائی یہی روایت نامع اور زید بن اسلم سے بھی عبد اللہ بن عمر کی نسبت آئی ہے۔

(۵) طحاوی نے ابو عبد اللہ سے روایت کی کہ ابو درود رضی اللہ عنہ جب امام صبح کی نماز شروع کر دیا ہوتا مسجد میں اگر آتے تو پہلے سنت ادا کر لیتے پھر جماعت میں شریک ہوتے صبح کی سنت اگر ترک ہو جائے تو بعد طلوع پڑھی جائے۔

امام بخاری وسلم نے ابوسعید خدری سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صبح کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں عصر کے بعد کوئی نماز نہیں غروب تک۔ ترمذی نے ابوجہر یہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو

دوسنت فجر کی پڑھنے سے قاصر رہے اوکو چاہیے کہ بعد طلوع آفتاب کے پڑھنے۔

تین آیتوں سے کم کی قرأت مکروہ ہے

امام ابو حنیفہ نے ابو محمد سے روایت کی انھوں نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود کا قول یہ ہے کہ نماز میں تین آیتوں کم منم کرنا گویا قرأت نہ پڑھنا ہے۔

سنن اور نوافل مکا نوں پر فضیل ہیں

امام ابو حنیفہ نے نافع سے نافع نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اپنے مکانوں کو بھی نمازیں پڑھا کر و اور اون کو قبرستان مت بناؤ۔

جمعہ کے قبل اور بعد کی چار رکعتیں

امام ابو حنیفہ نے سہل بن ابی صالح سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے ابو ہریرہ سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کہ جمعہ کے پہلے چار اور بعد چار سنتیں پڑھا کر و۔

غسل جمعہ مستحب ہے

امام ابو حنیفہ نے ابان سے انھوں نے انس بن مالک سے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا جمعہ کے روز صرف وضو کرے یا غسل مگر غسل بہتر ہے۔

جماعت سنت ہے

ابو حنیفہ نے عطا سے انھوں نے عبد اللہ بن عباس سے انھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کی جس نے پائیں روز با جماعت نماز ادا کی اللہ پاک اس کو شکر اور ثواب سے بری فرماتا ہے۔

امام خطبہ سے پہلے جبریکہ طے

امام ابو حنیفہ نے عطیہ العوفی سے انھوں نے عبد اللہ بن عمر سے انھوں نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم خطبہ سے پہلے جبریکہ طے دیر تشریف لگتے

مسافر کے لئے قصر امام ابو حنیفہ نے مجاہد سے انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ اللہ پاک نے تمہارے نبی کی زبان پر نماز کو مقیم کے لئے چار سفر کے لئے دعا اور مخالف کے لئے ایک رکعت فرض کی ہے۔

نماز جنازہ میں (۱) حاکم نے متدرک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ پر آخری تکبیریں جو کہیں وہ صرف چار تھیں اور حضرت عمرؓ نے چار عبد اللہ بن عمرؓ نے چار اور حسن بن علیؓ علیہما السلام نے سیدنا علیؓ پر چار اور حسین بن علیؓ نے سیدنا حسنؓ پر چار مرتبہ تکبیریں کہی اور فرشتوں نے آدم علیہ السلام پر بھی چار ہی تکبیریں کہی تھیں۔

(۲) امام احمد بن حنبلؓ نے بطریق عامر بن شعیب ابو وائل سے روایت کی کہ سیدنا عمرؓ نے باجماع صحابہ چار تکبیریں مقرر کیں۔

(۳) ابونعیم نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنازہ پر آخری مرتبہ صرف چار تکبیریں کہیں یہاں تک کہ آپ اس دنیا سے نقل فرمائیے (۴) ابو عمرو نے اسد کار میں سالم بن ابی خثیمہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بخاشی کی نماز جنازہ میں صرف چار تکبیریں کہیں پھر ثابت رہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار پر یہاں تک کہ اوٹھایا حتیٰ سبحانہ نے آپ کو۔

(۵) حادث بن اسامہ نے اپنی مسند میں ابن عمرؓ سے اسی طرح اور علامہ ابن حزم نے محلی میں کہا کہ زید بن ثابتؓ نے اپنی ماں پر بھی چار تکبیریں کہیں۔

(۶) حازمی نے الناسخ والنسخ میں انس بن مالک سے کہ آخر مرتبہ آپ نے جنازہ پر چار تکبیریں کہیں یہاں تک اللہ نے آپ کو اوٹھایا۔

(۷) ابو حنیفہ نے ظریف بن شہاب سے انھوں نے ابی نضرہ سے انھوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادہ ابیہیم پر چار تکبیریں کہیں اور ایسی ہی روایت کی زید بن ارقم برا بن عازب ابو ہریرہ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے ہے۔

(۸) ابو حنیفہ نے سعید بن المرزبان سے روایت کی عبد اللہ بن ابی اوفی نے اپنے فرزند کے جنازہ پر چار تکبیریں کہی تھیں اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اتنی ہی تکبیریں کہتے دیکھا ہے۔

نماز جنازہ مسجد میں ہو کیونکہ امام السنین کے قول کا صحابہ نے انکار کیا اور کہا ماکا الجنائزۃ یدخل المسجد وسلم، (۱) آنحضرت نے فرمایا مسجد میں نماز جنازہ ہو تو مردہ کو کوئی اجڑ نہیں (ابوداؤد و ابن ہریرہ)

(۲) ابوداؤد و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے روایت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نماز جنازہ جو مسجد میں ہوتی ہے وہ لاشی محض ہے (روایت امام احمد)

اس نماز میں آن نہ پڑھا جائے | (۱) امام مالک نے ابو ہریرہ سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ نماز جنازہ میں حمد خدا کرے رسول صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے اور مردہ کے لئے دعا مانگے۔

(۲) امام مالک نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ نے بھی قرأت نکلی جنازہ پر۔

(۳) ابوداؤد نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اذا صلیتم علی الیّت فاطلصوا الہ الدعا میت پر خلوص سے دعا کرو جنازہ کی نماز کے وقت اون ضحائے کرام سے جو قرأت سورہ فاتحہ نماز جنازہ میں نہ پڑھتے تھے بلکہ انکار کرتے تھے۔

یہ ناعمریدنا ملے۔ عبد اللہ بن عمر ابو ہریرہ شہور ہیں اور امام مالک نے بھی کہا کہ
مدینہ منورہ میں ہمارے زمانہ میں جنازہ کی نمازیں سوہ فائزہ کا پڑھنا معمول نہیں ہے
ہم ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نماز جنازہ میں اللہم اغفر لھنا ولسنا وشاہدنا وعلانائنا پڑھتے تھے۔

(۵) ابن ماجہ نے واثلہ بن الاسقع سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
میت پر دعائیں پڑھیں تھیں۔

(۶) ابن ماجہ نے عوف بن مالک سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو نماز جنازہ میں دعائیں پڑھتے میں نے سنا ہے۔

(۷) ابو نعیم نے عبد اللہ بن حارث بن نوفل عن ابیہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے میت پر پڑھنے کی دعائیں صحابہ کو تعلیم دیں۔

(۸) ابن حبان اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ آپ نے سرور عالم کو فرماتے
سنا میت پر نماز پڑھتے وقت غلو ص کے ساتھ مل کر و۔

جب ارشاد نبوی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان کی نماز جنازہ کی صرف چار تکبیریں ہیں۔

صلو علی موتاکم فی اللیل والنهار اربع تکبیرات وبعثتہ عن جابر،

(۱) روى الطحاوی عن قتادہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میت کی نماز
میں صرف چار مرتبہ تکبیر کہتے دیکھا ہے۔

(۲) طحاوی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی

پر صرف چار تکبیر کہیں دارقطنی عن محمد بن ابی شیبہ عن ابی ہریرہؓ

(۳) طحاوی نے زید بن ثابت سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک

دفن شدہ میت کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی اور اوس میں صرف چار تکبیریں فرمائیں۔
 (۳) طحاوی نے روایت کی کہ زید بن ارقمؓ نے ابو شریحہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں
 کہیں اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی چار تکبیریں کہتے دیکھتے
 (۵) طحاوی نے سہل بن حنیف سے روایت کی میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم
 سے عرض کیا کہ شب میں ایک عورت کا انتقال ہوا اور راتوں رات اوسکو دفن کر دیا گیا
 پس آپ آئے اوس نئی قبر پر اور نماز جنازہ پڑھی جس میں چار تکبیریں کہیں۔

(۶) ابی امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار تکبیریں کھا کرتے تھے
 (طحاوی)

(۷) طحاوی نے عبد اللہ بن اوفیٰ کا اپنے فرزند پر نماز پڑھنا اور صرف چار تکبیریں کہنا
 بیان کیا ہے عبد اللہ بن اوفیٰ سے جب سوال ہوا تو فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ والہ وسلم کو اتنی ہی تکبیریں کہتے دیکھا۔

(۸) طحاوی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نجاشی کی
 خبر سنکر محلے تشریف فرمائے اور صف باندھی اور اوپر چار تکبیریں فرمائیں (طبرانی میں ضعیف)
 (۹) طحاوی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم
 میت پر چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔

(۱۰) طحاوی نے ابی عطیہ سے روایت کی کہ میں نے عبد اللہ بن مسعود سے سنا کہ نماز جنازہ
 کی تکبیریں چار ہی تھیں۔

(۱۱) عبد الرحمن بن ابی ہریرہؓ نے روایت کی کہ سیدنا عمرؓ نے حضرت زینبؓ کے
 جنازہ پر چار تکبیریں کہی تھیں (ابن سعد والبیہقی رحمہما)

(۱۲) موسیٰ بن طلحہ سے طحاوی نے روایت کی کہ حضرت عثمانؓ نے جنازوں پر چار تکبیریں ہی پڑھیں۔

(۱۳) عمر بن سعید سے طحاوی نے روایت کی کہ سیدنا علیؓ نے یزید بن الککف کی میت پر چار ہی تکبیریں کہیں۔

(۱۴) زید بن طلحہ سے طحاوی نے روایت کی کہ عبداللہ بن عباسؓ بھی نماز جنازہ میں چار تکبیریں فرماتے تھے۔

(۱۵) طحاوی نے سیدنا حسن بن علیؓ سے روایت کی کہ آپؓ نے حضرت علیؓ پر چار تکبیریں کہیں

(۱۶) ثابت بن عبید سے طحاوی نے روایت کی میں نے نماز جنازہ حضرت زید بن ثابتؓ اور ابو ہریرہؓ کے پیچھے پڑھی ان بزرگواروں نے صرف چار تکبیریں کہیں۔

نماز جنازہ پر صرف چار تکبیریں کہنا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخرین سنت ہے اور اسی پر اتفاق ہے عمر عثمانؓ علیؓ عبداللہ بن مسعودؓ قتادہ جابر زید بن ثابتؓ زید بن ارقمؓ ہل بن حنیفؓ ابوامامہ عبداللہ بن ابی اوفیؓ ابو ہریرہؓ انس بن مالکؓ عبداللہ بن عباسؓ سیدنا امام حسنؓ اور برادر بن عازمہ رضی اللہ عنہم کا اور امام ابوحنیفہؒ سیفان ثوریؒ ابو یوسفؒ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہم کا یہی فتویٰ ہے۔

(۱۷) ابن ماجہ نے حضرت عثمانؓ بن عفانؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مسعودؓ کے جنازہ پر چار تکبیریں کہیں اخرجہ البغوی۔

(۱۸) ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہی کہتے ہیں۔

(۱۹) ابراہیم نخعی سے ابن سعد نے طبقات میں روایت کی کہ سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کی قبر شریف پر چار تکبیروں کے ساتھ نماز پڑھی۔
 (۲۱) ابو نعیم نے معرفت میں میمون بن قہران سے روایت کی کہ حضرت عمرؓ نے سیدنا ابوبکر
 پر چار تکبیریں کہیں (اخر جہ ابن سعد بن سید بن المسیب)
 (۲۲) ابن ابی شیبہ نے سہل بن حنیف سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ
 چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔

ہر مسلمان پر نماز | فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر کلمہ گو پر نماز پڑھو اور ہر
 جنازہ پڑھی جائے | کلمہ گو کے پیچھے اقتدار کرو و ابو نعیم طبرانی ابن ابی شیبہ عن ابن عمرؓ
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مسلمان کی میت پر نماز پڑھو۔

(ابن ماجہ عن واثلہ بن الاسقع رض)

مجموعہ فقہ | کتابت الصیانتہ میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ نے اپنے مجموعہ فقہ کو جب کتاب اول
 باب الطہارۃ۔ دوسرا باب الصلوۃ۔ تیسرا باب الصوم۔ چوتھا باب الزکوۃ
 پانچواں باب الحج چھٹا باب الجہاد ساتواں باب المعاملات اور سب کا آخر باب الیراث
 تھا ہزار بھر شاگردوں کے مجمع میں جن میں اکابر محدثین۔ عمدہ مفسرین۔ اساطین اہل قیاس
 اعظم اہل نعت اور مشاہیر اولیاء اللہ تھے تیار کروایا اس کی تدوین میں کمال بیس سال
 صرف ہوئے اور جس میں امام صاحب کے چھ لاکھ فتاویٰ تھے۔ یہ مجموعہ آج معدوم ہے کیونکہ
 امام ابو یوسف اور امام محمدؒ نے اپنی تصنیفوں میں اسی مجموعہ کا نہایت شرح و بسط اور دلائل
 سے اندراج کر دیا ہے۔

امام ابو یوسف | اسی ساری تصنیفوں کی فہرست ابن الندیم نے کتاب الفہرست میں ہی
 پند گزرتے کتاب الخراج ہم کو یہاں مل سکتی ہے۔

امام محمدؒ کہ ماری تصنیفیں الحمد للہ آج ہماری ہاتھ نہیں ہیں جن سے لکھو کہا مسائل امام
رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں وقیفۃ حاصل ہوتی ہے اور ان میں جتنے مسئلے امام
محمدؒ نے نقل کئے ہیں وہ سب روایتاً عن ابی حنیفہ ہیں اس لئے امام محمدؒ کی کتابیں فقہ حنیفہ
کی بنیاد تصور کی جاتی ہیں۔

مبسوط | ابی یوسف القاضی امام محمدؒ نے اپنی شرح لکھی ہے۔

جامع صغیر | اس میں امام محمدؒ نے توسط ابی یوسف امام ابو حنیفہ کے کوئی دیرہ ہزار مسئلے لکھے
ہیں اسکی کوئی چالیس شرحیں ہو چکیں۔

جامع کبیر | یہ بڑی ضخیم کتاب ہے اس میں امام صاحب کے فتوؤں کے ساتھ ابو یوسف
اور زفر کے فرعیات بھی درج کئے ہیں اس کی ۴۲ شرحیں ہو چکیں۔

زیادات | جامع کبیر اس میں اولن مسئلوں کا ذکر ہے جو ذہن سے اتر گئے تھے پھر یاد پڑے

موطاء | حدیث میں جمع کی ہیں اور اوک ہیں ہر ہر حدیث کے تحت میں امام صاحب کے
استنباطات بھی نقل کئے ہیں اس میں حدیثنا مالک سے ہر حدیث کی ابتداء
ہوتی ہے۔

کتاب الآثار | اس میں احادیث مرفوعہ اور موقوفہ متنیق المسائل اور توضیح دلائل کیساتھ
امام صاحب کے فتاویٰ درج کئے ہیں اس کتاب میں اکثر اخبار ابو حنیفہ
سے ہر اثر شروع ہوتا ہے۔

کتاب الحج | امام محمدؒ نے ابو حنیفہ کے وفات کے بعد مدینہ جا کر امام مالک سے تین سال تک

حدیث سنی اور آپ کے سوا کسی قرأت حاصل کی واپس جو کہ آپ نے یہ کتاب اہل سنت کے
اولیٰ تلامذہ کے رد میں لکھی جو ابوحنیفہ پر حدیث کی بے اعتنائی کا الزام لگاتے تھے پہلے
آپ امام ابوحنیفہ کا فتویٰ لکھتے ہیں پھر مدینہ والوں کے فتوے لکھتے ہیں اور امام صاحب
کے قول کو حدیث - اثر اور عقل سے ثابت کرتے جاتے ہیں یہ کتاب لاجواب ہے۔

سیر صغیر و کبیر | پہلے آپ نے صغیر لکھی اس پر امام اوزاعی نے کہا کہ عراقیوں کو سیر سے کیا نسبت
اس پر آپ نے کبیر بھی لکھی جس کے ۶۰ مجلد تھے امام محمد نے اس کتاب کو خجروں
پر بلکہ ماکر ہامدون الرشید کے پاس روانہ کیا پادشاہ نے شہزادوں کو امام صاحب کی خدمت
میں روانہ کیا تاکہ خود امام محمد سے وہ سند حاصل کریں۔

امام ابوحنیفہ | امام صاحب نہ صرف فقہاء اور محدثین کے امام اور ارباب ظواہر کے راسخ،
اور مجاہدہ | دریں تھے بلکہ اپنے وقت کے عرفاء اور صوفیاء کے بھی سلمہ شیخ اور مہر
تھے۔ آپ کا مرتبہ نہ صرف علوم کبیرہ میں بلند تھا بلکہ علوم دہیہ میں بھی

آپ کا پایہ ممتاز تھا۔ چنانچہ حضرت شیخ محمد الدین عربی فتوحات کے باب الوصایا میں کہتے
ہیں کہ ائمہ مجتہدین پر ظن و تشیع نہ کیا کریدہ عوام کا شیوہ ہے۔ ائمہ مجتہدین کا قدم اس قدر بلند
میں اسی طرح راسخ تھا جیسے ظاہر شریعت میں تھا۔ گویہ لوگ بنائے ظن حکم کرتے ہیں مگر اذن کا
ظن بھی علم الیقین ہی تھا۔ یہ بزرگوار شریعت کی تدوین کی وجہ سے انبیاء و مرسلین کے ذریعہ
میں خیر فتوحات لب میں فرماتے ہیں ورثۃ الانبیاء و حقیقۃ ائمہ مجتہدین ہی ہیں کہ جبکہ
اجتہاد و ملکہ نبوت ہے اور اس وجہ سے یہ لوگ نبوت و رسالت کے انوار سے متعین ہوتے
ہیں آنحضرت نے ائمہ راہ پر اجتہاد جیسی اہم شئی کو مباح فرمادیا ہے۔ جیسے انبیاء علیہم السلام
معلوم ہیں ائمہ ہدیٰ بھی معصوم اور محفوظ ہوتے ہیں۔

میں نے خود حضرت خضر سے ان کا حال پوچھا تو کہا ائمہ مجتہدین کو حیدریت کا رتبہ دیا گیا ہے۔ بند صحیح مجھے یہ روایت پہونچی کہ امام ابوحنیفہ کو فی بڑے عالم۔ متودع اور عابد و زاہد تھے ان کا قول تھا کہ دین الہی میں بجز خدا و رسول کے قول کے اپنی عقل کا دخل نہ رکھو اور سنت پیغمبر مسلمان کا شعار ہے جس نے سنت پیغمبر کو چھوڑا اس نے پیغمبر سے منہ موڑا اور ہلاک ہوا۔

حضرت فرید الدین عطار تذکرۃ الاولیاء میں بھی امام ابوحنیفہ کا تذکرہ اٹھارویں باب میں بایں الفاظ کرتے ہیں کہ عارف۔ عالم۔ عامل۔ صوفی۔ فقیہ۔ محدث۔ عالم دنیا ابوحنیفہ کو فی رحمۃ اللہ علیہ کے ریاضات و مجاہدات اور اولیاء کے مشاہدات کی انتہا نہ تھی شریعت و طریقت میں نظر غائر کہتے تھے باطن میں صاحب بصیرت تھے۔ امام ہمام امام جعفر صادق علیہ السلام کے مرید خاص اور فیضیاب تھے۔ ابوحنیفہ کے مرید فیضل۔ ابراہیم۔ بشر حافی اور داؤد جیسے اقطاب تھے۔ آپ کو بارگاہ رسالت سے خطاب ہوا و علیک السلام یا امام المسلمین تذکرۃ الاولیاء میں مذہبی جیسے مشدد محدث نے۔ ابو داؤد جیسے ماہر فن نے۔ نووی جیسے امام المحدثین نے۔ ابن حجر جیسے شیخ الاسلام نے امام صاحب کو طبقہ ثانیہ کے حفاظ حدیث اور ائمہ فن میں شمار کیا ہے۔ ینیان ثوری۔ عبد اللہ بن مبارک۔ امام مالک اور امام شافعی اور احمد جیسے فقہائے مجتہدین نے آپ کو امام المجتہدین تسلیم کیا ہے اور فرید الدین عطار۔ محی الدین ابن عربی اور علامہ قشیری جیسے ارباب باطن نے آپ کو ارباب باطن کے پیشوا مان لیا ہے تو حاسدین اور منکرین کے عناد نے اور ترقی کی اور نکلے آپ کی شان میں گستاخان کرنے۔ ان باتوں سے امام ابوحنیفہ ذرا بھی کم نہیں ہوتے وہ بڑے محدث ہیں امام فقہاریں اور اولیائے صدیقین سے ہیں۔ علامہ ابن حجر کی الشافعی اپنی کتاب خیرات المسلمان میں لکھتے ہیں :-

قال الذہبی قد تواتر قیامہ اللیل وتجددہ وتعبہ ومن ثمتہ کان لیسلی الوتد من کثرة قیامہ
 اللیل بل احياء بقراءة القرآن فی رکعتہ ثلاثین سنتہ وحفظہ عنہ انہ صلی صلاۃ الفجر بوضوہ الشا
 اربعین سنتہ فکان عامتہ اللیل یقرأ جمیع القرآن فی رکعتہ واحدة یسبح بکادہ باللیل
 حتی یرحمہ جبرائیل وحفظہ عنہ انہ ختم القرآن فی الموضع الذی توفی فیہ سبعتہ آلاف مرۃ
 دذہبی نے کہا امام صاحب کی نماز تہجد اور عبادت اور قیام لیل تو اتار سے ثابت ہے اسی
 کثرت قیام لیل کی بنا پر آپ کا لقب و تدہوچکا ہے۔ بلکہ آپ نے تیس سال تک ایک
 ختم قرآن کا فرما کر شب زندہ دار کہلائے اور یہ بھی آپ سے ثابت ہے کہ آپ نے چالیس سال
 وضوئے عشا سے صبح کی نماز ادا کی اور ہر رات دو رکعت پڑھتے تھے پہلی رکعت میں
 ایک قرآن ختم کرتے تھے آپ کے رونے کی آواز شب میں آپ کے ہمسایہ سکر آپ پر ترس
 کھایا کرتے تھے اور جس جگہ آپ کی روح مبارک پرواز کی وہاں پر آپ کے سات ہزار
 ختم قرآن ہوتے تھے۔

ابن حجر خیرات الحسنان میں فرماتے ہیں قال ابو یوسف کان یختم کل یوم ولیلۃ ختمتہ و فی
 رمضان ویوم العید اشین و تین ختمتہ و کان یخیا بالاسال صبوراً علی تعلیم العلم شدید الاحتمال
 لما یقال فیہ بعید الغضب شہدۃ یصلی الصبح بوضوہ اول اللیل عشرين سنتہ ومن صحبہ قبلنا
 قالوا نہ کذا الکث اربعین سنتہ امام ابو یوسف کہتے ہیں امام صاحب رات اور دن میں ایک
 ختم قرآن کرتے تھے اور رمضان اور عید کے دن ۶۲ ختم قرآن فرماتے تھے یا تو کے سختی تعلیم پر
 صابر و مضہ سے دور تھے میں نے آپ کو بیس سال تک شب کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے دیکھا
 ہم سے بیشتر سے جو لوگ آپ کے اصحاب تھے وہ کہتے تھے آپ کی یہ حالت چالیس سال سے
 ایسی ہی رہی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کل بیس سال امام ابو یوسف نے آپ کی صحبت انصاف

قال الموفق ابوالمودا اكلی باساده الی محمد بن الحسن البلیخی قال حدثنا محمد بن شجاع عن ابی حمص
عن ابيه قال كنت اسبح ان بابا حنیفہ ختم القرآن کلہ فی رکعتہ واحدۃ باللیل و كنت احب ان
اشاہ ذلک منہ ففرغت نفسی و آتیۃ حشر لیل فرایتہ یبدا اصلاتہ برکتین خفیفتن ثم یصلی رکعتان
اخران فیختم القرآن فی الرکعتہ الاولی و کان یقرأ فی الثانیۃ فاتحہ الكتاب و قل هو اللہ احد ثم
یرجع الی منہ لہ۔ ابی حمص کے والد کہتے ہیں میں سنا کرتا تھا کہ امام ابوحنیفہ شب کو ایک رکعتہ
میں ایک قرآن ختم کیا کرتے ہیں مجھے اس کے شاہدہ کی آرزو ہوئی میں نے دس راتیں ان کا
پیچھا کیا میں نے دیکھا کہ آپ دو رکعت خفیف پڑھا کرتے تھے پھر دو رکعت اور پڑھتے تھے
پہلی رکعت میں کامل ایک قرآن ختم کر دیتے اور دوسری میں سورہ فاتحہ اور قل هو اللہ۔
پڑھ کر فارغ ہو جاتے تھے،

قال الموفق وابن حجر وغیرہما باسناد الحمید عن یحییٰ بن آدم قال حج ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ خمساً و
خمیسین حجۃ امام صاحب نے کل پچیس حج کئے، آپ کا پہلا حج ۹۲ھ میں دوسرا ۹۶ھ
میں اور ۱۳۹ھ میں اپنے اپنا آخر حج ادا فرمایا۔

امام صاحب کی شب بیداری اور ستواتر چالیس تک عبادت الہی میں رات رات بھر بیدار
رہنا اور ہر شب میں ایک قرآن ایک رکعت میں ختم کرنا بعض ارباب طواہر کے عقل و نقل کے
خلاف ہے اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ ایسی شب بیداری سنون نہیں۔

جواب۔ قرآن پاک میں اللہ پاک نے وقلیلًا من اللیل لیسجدن میں قائم الیل کی تعریف
ہی تعریف فرمادی ہے بتجافی جنوہم عن المضاجع صحابہ کی شان میں وارد ہے۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شب بھر نماز پڑھی ہے چنانچہ ابن ماجہ اور نسائی
نے حضرت ابوذر سے اتفاقاً ہی کہی کہ اللہ علیہ وسلم حتی صبح بایتہ والایتہ ان تعد بہم فانہم

عباد کو الخ دنائی وابن ماجہ عن ابی ذر

حضرت ابو ذر اور رات بھر نماز پڑھا کرتے تھے (بخاری کتاب الصوم، امام الاویلیا سیدنا علی ہر شب ہزار رکعت نفل ادا فرماتے تھے) تفسیر جینی دارج مطالبہ۔

بعض صحابہ رات بھر قیام فرماتے تھے یہاں تک کہ پاؤں پھول جاتے تھے (ابو داؤد باب صلوۃ ایل)۔

تیسرے داریؓ ایک رات تہجد میں ام حبیبہؓ کی آیت پڑھ کر دی (اسد الغابہ تیسرے داری) حضرت حنظلہؓ نے عشاء میں تھک جاتیں تو ستون مسجد کی رسی کے سہارے نماز پڑھا کرتی تھیں (ابو داؤد باب الناس فی الصلوۃ)۔

وعن امراء مسروق انه كان يصلي حتى تتورم قدماه دذہبی تذکرہ حفاظ، مسروق کی بی بی کہتی تھیں کہ مسروق اپنی نماز پڑھتے تھے کہ پاؤں متورم ہو جاتے تھے۔

عبدالرحمن بن اسود تابعی ہر شب رات سو رکعت نفل پڑھتے تھے دذہبی تذکرہ، عمرو بن میمون التاہلیؓ اپنی نماز پڑھتے تھے کہ ایک کھونٹی کے سہارے سے رات پوری کرتے تھے دذہبی تذکرہ الحفاظ،

سعید بن جبیر نے ایک شب کعبہ میں ایک ختم قرآن ایک رکعت میں کیا وکان یتختم القرآن فی یلیتس دذہبی تذکرہ حفاظ،

کان خالد بن سدان یسج فی الیوم سلین الفمرة دذہبی، خالد بن سدان دن میں ستر ہزار مرتبہ تسبیح پڑھتے تھے۔

لث وہب بن منہ عشرین سنۃ ولم یعمل بین العشاء والصبح وضوء دذہبی، وہب بن منہ نے بیس سال عشاء کے وضو سے نماز صبح پڑھی۔

کان ایوب السخنیانی یقوم اللیل کلمہ دذہبی، عمر بھرا یوب سختیانی شب بیدار رہے۔
صام منصوراً اربعین سنتہ و قام لیلاً و کان یبکی اللیل کلمہ دذہبی تذکرہ، منصور بن عمر نے
چالیس سال روزہ رکھے تھے اور چالیس سال شب بیدار رہے اور روتے تھے۔

کان ابو سمریعی صلوٰۃ الفجر بوضوء الشار دذہبی تذکرہ، ابو سمر غشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے
کان الاوزاعی یبکی اللیل صلوٰۃ و قرآن و بکاء دذہبی تذکرہ، اوزاعی کی رات رات نماز و تلاوت
و بکاء میں گزر جاتی تھی۔

کان ابن ابی ذئب یصلی اللیل اجمع دذہبی تذکرہ، ابن ابی ذئب زندگی بھر رات نماز
میں گزارا کرتے تھے۔

فہام الحن باللیل کلمہ دذہبی تذکرہ، حن بن صالح، حن بن صالح نے شب بیداری میں عمر
گزاری۔

کان اسمعیل بن عیاش یبکی اللیل دذہبی تذکرہ، اسمعیل بن عیاش، اسمعیل بن عیاش عمر بھر
شب زندہ دار تھے

کان ابوبکر بن عیاش جراً فاضلاً لم یضع جنبہ الی الارض اربعین سنتہ و تذکرہ دذہبی، ابوبکر
بن عیاش بڑے عالم فاضل تھے چالیس سال شب میں بستر سے پیٹ نہ لگائی۔

کان یحیی القطان یقوم عشرين سنتہ یختم کل لیلة ختمتہ دذہبی تذکرہ، الحافظ یحیی القطان
بیس سال تک ہر رات میں ایک قرآن ختم کرتے رہے۔

روی ابو نعیم ان ابن عمر کان یبکی اللیل صلوٰۃ داوود بنیم حلیتہ الاولیاء حضرت عبداللہ بن عمر
ساری رات نماز میں گزارا کرتے تھے۔

روی الترمذی عن عمر بن ہانی انہ کان یصلی کل یوم الف رکعتہ و یسج مائتہ الف تسبیحہ عمر بن ہانی

ہر روز ہزار رکعت پڑھتے اور ایک لاکھ تسبیح پڑھتے تھے برسوں اوّل قرنی میں تک نماز پڑھتے رہے۔ (ابونعیم فی حلیۃ الاولیاء)

ان عامر بن عبد اللہ کان من العابدین وفرض علی نفسه فی کل یوم الف رکعتہ (ابونعیم، عامر بن عبد اللہ ہر روز ہزار رکعت پڑھتے تھے۔

صلی سعید بن الیثب الخدّاءہ بوضو العتمہ خمین سنتہ (ابونعیم، سعید بن الیثب نے پچاس سال عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔

کان عروہ بن الزبیر یقوم اللیل کلہ (ابونعیم، عروہ بن زبیر رات راری عبادت میں گزارتے تھے۔

کان علی بن الحسین یصلی الیوم واللیلۃ الف رکعت الی ان مات (ابونعیم، حضرت امام علی بن حسین زین العابدین اپنے انتقال تک ہر شبانہ روز ہزار رکعت پڑھتے تھے۔

امام ابوحنیفہ نے بھی اسی سنت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سنن صحابہ و تابعین کی تقلید کی تھی علامہ ذہبی کا یہ کہنا کہ آپ نے چالیس سال عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی اور ایک رکعت میں ایک ختم قرآن اور دوسری میں فاتحہ اور قل ہو اللہ پڑھتے تھے اور اس حال سے تیس سال گزارے غلط نہیں۔ کیونکہ اس کی روایت امام صاحب کے کل شاگردوں نے امام رضا کے معاصرین مثل عبد اللہ بن مبارک و یحییٰ بن الجراح۔ سفیان۔ شعبہ۔ فضیل بن عیاض۔

ثقیف ثعلبی وغیرہم نے بھی کی ہے اور ان روایتوں کی نقل خطیب بغدادی۔ سبط ابن جوزی۔ علامہ ابن عبد البر۔ امام نووی۔ حافظ ابن حجر۔ حافظ سیوطی۔ امام ذہبی۔ امام شعرائی نے اپنی کتابوں میں کی ہے فلیطالع الیہ من شاء

خواندہی۔ سمر بن کدّام سے باہوی ہیں کہ میں ابوحنیفہ کے پاس اون کی مسجد میں آیا دیکھا کہ وہ

صبح کی نماز کے بعد لوگوں سے علمی گفتگو کرتے تھے پھر مکان جا کر واپس نظر کو آتے اور بعد ظہر سے عصر تک طلباء سے متوجہ رہتے عصر کے بعد مغرب تک حدیث و تفسیر کی گفتگو کرتے تھے مغرب کے بعد سے نماز میں رہتے پھر مکان جا کر عشا کے لئے واپس آتے میں حیران ہوا ہر یہ شخص رات کی عبادت کیسے کرتا ہو گا میں نے مسلسل اونہیں دیکھا کہ عشا کے بعد سے اذان فجر تک نماز میں رہتے تھے اور مکان جا کر غسل کرتے اور پھر کپڑے بدل کر صبح کی نماز کے لئے مسجد آتے تھے۔

خوارزمی صغیری سے راوی ہیں مجھے حیرت ہوتی تھی کہ ابو حنیفہ کی زندگی کیسی گزرتی ہے میں نے دیکھا کہ وہ رات بھر مسجد میں نماز میں رہتے اور اذان کے بعد مکان جاتے نہاتے کپڑے بدل کر مسجد آتے اور نماز صبح کے بعد سے مذاکرہ علمیہ میں بیٹھ جاتے تھے۔ میں نے خیال کیا کہ چند دنوں کے لئے یہہ ایسا کرتے ہونگے میں اون کے ساتھ ساتھ رہنا شروع کر دیا یہاں تک کہ ابو حنیفہ کا انتقال ہوا میں نے کبھی اون کو دن میں افطار کرتے سوائے ایام ممنوعہ کے اور رات میں سوتے نہ دیکھا یاں روزانہ قبل ظہر کے سو جایا کرتے تھے۔

خوارزمی کہتے ہیں کہ ایوب بن عبداللہ قصاب کہتے ہیں میں ابو حنیفہ کے ہمراہ رات دن رہا کرتھا میں نے اونہیں دیکھا کہ صوم راؤ وی رکھتے تھے اور روزانہ ایک قرآن ختم کرتے اور رمضان میں روزانہ دو ختم کیا کرتے تھے۔

خوارزمی کہتے ہیں کہ بانسہ متصل ہیں علی بن یزید صدائی سے خبر ملی ہے کہ ابو حنیفہ کا شانہ درجہ فوت نہ ہوا کرتا تھا یہ تھا کہ ایک قرآن یا تو ایک رکعت میں یا کئی رکعتوں میں ہر شب ختم کرتے تھے۔

خوارزمی بانسہ متصل یوسف بن عدی سے راوی ہیں کہ ابو یوسف کہتے تھے کہ ابو حنیفہ اکثر ایک

ہی رکعتوں میں ایک قرآن پورا کرتے تھے۔

خواندہی بانشاد متصل حفص بن عبد الرحمن سے ناقل ہیں کہ میں حضرت ابو حنیفہ کا تیس سال تک ہم صحبت رہا میں نے اونہیں دیکھا کہ رات بھر میں ایک ختم قرآن بجا کر نماز کرتے تھے۔

صمیری بانشاد متصل راوی ہیں کہ بکر بن عابد کہتے ہیں کہ میں نے ابو حنیفہ کو شب میں نماز پڑھتے اور روتے اور یہ دعا کرتے بار بار دیکھا ہے۔ رب ارحمنی یوم تبعث عبادک وفقنی عذابک واغفر لی ذنوبی یوم یقوم الاشہاد۔

خوارزمی خطیب کبے صمیری اور ابن حجر ویطی لکھتے ہیں کہ امام صاحب نے جملہ بچپن حج کئے وفات

امام المسلمین عالم الدین رئیس اہل السنۃ کو بغداد کے قید خانہ میں زہر پلا کر شہید کر دیا گیا انا لند وانا الیہ راجعون۔ آپ کی عمر شریف ستر سال کی تھی ماہ رجب سنہ ۲۵۷ میں آپ نے وفات پائی۔ چالیس سال شب میں نہ سوئے اور شب کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ایک ختم قرآن ایک رکعت میں کیا کرتے تھے اور ستر سال کی عمر میں ۵۵ حج اور ۷ ہزار قرآن ختم فرمائے اور ۳۰ سال صائم رہے (سوائے حرام دنوں کے) بجا لیت سجدہ آپ کی روح پر واز ہوئی۔

میں سے آپ کے مکان پر آپ کی لاش لائی گئی قاضی القضاۃ بغداد حسن بن عمادہ نے غسل دیا اور ابو جراح عبد اللہ بن واقد المروزی نے آپ کی مدد کی غسل سے فارغ ہونے کے بعد حسن بن عمادہ نے کہلا قسم بخدا اے امام الدین! تم نے تیس سال کامل روزہ سے گزارے اور چالیس سال شب بھر نماز میں اور ختم قرآن میں بسر کئے آپ پر خدا اپنا رحم کرے آپ ہم سب سے افقہ۔ اعلم۔ از ہدا ورا عبد اور جمیع خصلتوں میں بہتر تھے۔

آپ کے جنازہ پر ۶ مرتبہ نماز پڑھی گئی پہلی نماز ہی میں ایک لاکھ شخص تھے اور شعل سے
 عصر کے بعد آپ کو دفن کیا گیا آپ کی قبر پر بھی لوگوں نے ۲۰ دن متواتر نماز پڑھائی۔
 ابن جریج کو سخت صدمہ ان کی موت کا ہوا فرمایا مائے علم اُٹھ گیا اور شعبہ نے دشمن ابوحنیفہ
 فرمایا کہ وہ سے نورِ علم چلا گیا قیامت تک تم لوگ ابوحنیفہ کا نظیر نہ دیکھ سکو گے۔
 امام ابوالموید الموفق والکوردی اور ابن جریر نے اپنے اسناد سے روایت کی کہ عبداللہ بن ابیہ
 نے امام صاحب کے مرثیہ میں یہ شعر نظم کئے تھے۔

لقد زان البلاد ومن علیہا و امام المسلمین ابوحنیفہ
 بانار وفقیہ فی حدیث کایات الزبور علی الصغیرہ
 فان بال عراق تلیر ولا بالشریقین لا یکو فہ

رضی اللہ عنہ وارضاه

حیدر آباد کنیم رجب

۶۸۶۲

فقیر

عینی

اطِّلاع

— (ۛ) —

اس کتاب کے حقوق طبع محفوظ ہیں کوئی صاحب
قصد طبع نہ فرمائیں جتنے نسخوں کی ضرورت ہو مولف
کے پاس سے بقیمت (معا) فی جلد طلب فرمائیں۔

فقیر عینی

کوچہ چوڑے والے دادے صاحب عثمان گنج۔

— — —

